

پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ
کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2008ء



بینک دولت پاکستان

فہرست

1	عمومی جائزہ	-1
1	1.1 معاشی صورتحال	
4	1.2 خلاصہ	
11	حقیقی پیداوار کا شعبہ	-2
11	2.1 شعبہ زراعت کی کارکردگی	
21	2.2 بڑے پیمانے کی اشیا سازی	
25	2.3 خدمات کا شعبہ	
29	قیمتیں	-3
29	3.1 گرانے کا عالمی منظر نامہ	
30	3.2 ملکی منظر نامہ	
32	3.3 صارف اشاریہ قیمت	
36	3.4 گرانے کی صورتحال	
37	3.5 تھوک اشاریہ قیمت	
39	3.6 حساس قیمت اظہاریہ	
41	زراور بیہکاری	-4
41	4.1 عمومی جائزہ	
45	4.2 زری جائزہ	
58	4.3 امانتیں جمع کرنا	
61	مالیاتی صورتحال	-5
61	5.1 عمومی جائزہ	
63	5.2 محاصل	
64	5.3 اخراجات	
65	5.4 میزانیہ مالکاری	
68	5.5 ایف بی آر ٹیکس وصولیاں	

70	5.6 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں
71	5.7 ملکی قرضہ جات
73	5.8 ہنگامی واجبات اور حکومتی ضمانت کے قرضہ جات
77	6- بیرونی شعبہ
77	6.1 جائزہ
84	6.2 جاری حسابات کا توازن
92	6.3 مالی کھاتہ
97	6.4 زرمبادلہ کے ذخائر
100	6.5 شرح مبادلہ
103	6.6 بیرونی تجارت
125	خصوصی سیکشن: شعبہ اشیا سازی کی نمونہ قائم رہنے کے امکانات
133	فہرست اصطلاحات

پاکستانی معیشت کی کیفیت

مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

1.1 معاشی صورتحال

ملک کی معیشت بدستور ملکی و بین الاقوامی دھچکے برداشت کرنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ اگرچہ ان دھچکوں کے نقصانات ہوئے ہیں تاہم توقع ہے کہ مالی سال 2008ء میں معیشت کی نمو اچھی رہے گی گوکہ یہ ہدف سے خاصی کم ہوگی۔ معیشت کی اب تک کی کارکردگی پہ موسم خریف کی فصلوں کی مایوس کن صورتحال اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں کمی (خصوصاً دسمبر 2007ء میں) نے منفی اثر ڈالا ہے۔ دوسری طرف خدمات کے شعبے کی صورتحال بہتر ہے اور امید ہے کہ اس کی شاندار کارکردگی مسلسل چھٹے سال بھی قائم رہے گی۔

تاہم بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن، خصوصاً مالیاتی اور جاری حسابات کے خساروں کی وجہ سے معاشی پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں اور گرانی کا دباؤ بڑھ رہا ہے۔ دوسری طرف بین الاقوامی قرضہ منڈی میں جاری ہلچل کے اثرات سے پاکستانی معیشت زیادہ تر محفوظ رہی ہے۔

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارے میں اضافہ گذشتہ سال سے زیادہ تشویشناک مضمرات رکھتا ہے۔ پچھلے دو برسوں میں بھی مالیاتی خسارے میں کسی قدر اضافہ ہوا لیکن یہ دو وجوہات کی بنا پر زیادہ پریشان کن نہیں رہا، (ایک) محاصل کی نمو مستحکم رہی، اور (دوم) اخراجات میں اضافہ زلزلہ زدہ علاقوں کی تعمیر نو کی وجہ سے ہوا، اور یہ

اخراجات آئندہ چند برسوں میں کم ہو جائیں گے (اگر ان اخراجات کو الگ کر دیں تو مالیاتی خسارہ خام ملکی پیداوار کے 4 فیصد سے کم رہا)۔ دونوں برسوں کی پہلی ششماہی کے دوران جاری اخراجات پورے سال کی جی ڈی پی کے 7 فیصد سے کم تھے۔ اس کے برعکس مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ سالانہ جی ڈی پی کے 3.6 فیصد کے لگ بھگ ہے جو پچھلے دو برسوں کے اسی عرصے کی شرحوں سے تقریباً دگن ہے۔ اس کا سبب محاصل کی نمو میں کمی اور بڑھتے ہوئے جاری اخراجات ہیں۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہار

شرح نمو (فیصد)	جولائی تا دسمبر	جولائی تا فروری	جولائی تا جنوری
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	8.7	8.3	4.5
برآمدات (ایف او بی)	18.8	3.4	7.9
درآمدات (ایف او بی)	46.3	9.9	21.9
نگین محاصل (ایف بی آر)	21.8	25.1	10.6
صارف اشاریہ قیمت (12 ماہی حرکت پذیر اوسط)	8.9	7.7	8.4
نئی شے کو قرضہ	18.9	11.2	11.7
رسد زر (زر)	9.5	8.7	7.1
ارب امریکی ڈالر			
کل سیال ذخائر ¹	11.5	13.3	14.1
ملکی ترسیلات	2.4	3.0	3.6
بیرونی نجی سرمایہ کاری	1.5	3.4	2.3
جی ڈی پی کا فیصد ²			
مالیاتی خسارہ	1.8	1.9	3.6
تجارتی خسارہ	5.9	6.2	7.9
جاری حسابات کا خسارہ	2.7	3.6	4.8

¹ اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کے پاس

² پورے سال کی جی ڈی پی کی بنیاد پر۔ م 08ء کے لیے سال کی تخمین شدہ جی ڈی پی استعمال کی گئی ہے۔

م 08 = مالی سال

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں محاصل کی نمو کی سست رفتاری جزوی طور پر کم ہو جانے کا امکان ہے کیونکہ اگلی ششماہی میں خاصے غیر ٹیکس محاصل متوقع ہیں۔ تاہم اکٹھا کیے گئے ٹیکسوں کی نمو پچھلے سال کی نسبت سست رہنے کا امکان ہے۔ ایک اور تشویشناک پہلو یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اس سال کے لیے مالیاتی خسارے کا تخمینہ اصل خسارے سے کم لگایا گیا ہو۔ شواہد سے اندازہ ہوتا ہے کہ جولائی تا فروری م 08ء میں ایندھن کے نرخوں پر زراعت کا کم از کم کچھ حصہ حکومتی کھاتے سے حاصل نہیں کیا گیا۔¹

چنانچہ مالی سال کے بقیہ حصے میں مالیاتی خسارہ کم کرنا دشوار ہوگا، اگرچہ ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ مالیاتی خسارے کی وجہ سے مجموعی طلب بڑھتی ہے جس سے براہ راست زری مجموعوں میں اضافہ ہوا اور گرانے کا دباؤ بڑھ گیا، زری انتظام میں پیچیدگیاں پیدا ہوئیں اور جاری حسابات کے خسارے میں اضافہ ہوا۔ مزید برآں یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ بین الاقوامی کریڈٹ ایجنسیاں مالیاتی خسارے کو پاکستان کی ریاستی کریڈٹ درجہ بندی کے حوالے سے ایک منفی پہلو قرار دے چکی ہیں۔

بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے اور کمزور بیرونی محاصل نے جولائی تا دسمبر م 2008ء کے دوران اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری کو بڑھا کر 359.3 ارب روپے تک پہنچا دیا جو ریکارڈ ہے جبکہ پچھلے مالی سال کے اسی عرصے میں یہ 25.6 ارب روپے تھی۔ اس قرض گیری کی وجہ سے زرو سچ (زر) کی نمو 17.6 فیصد (سال بسال) تک پہنچ گئی، جس سے زری پالیسی کو سخت کرنے کی اسٹیٹ بینک کی کوششیں رایگاں گئیں۔

مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کا وہ طریقہ ہے جو بہت زیادہ گرانے کا باعث بنتا ہے۔ اور غالباً اس کی وجہ سے ملک میں گرانے کی حالیہ لہر آئی ہے۔ اس کے اثرات عالمی سطح پر نرخوں کے غیر متوقع اضافے کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئے۔ اس کے علاوہ مقامی منڈیوں میں مقابلے کی فضا کی عدم موجودگی اور کچھ رسدی مسائل کی وجہ سے غذائی اشیاء کی قیمتوں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ پریشان کن امر یہ ہے کہ حکومت کے پاس گرانے کا دباؤ کم کرنے کے طریقے محدود ہیں۔ اگر حکومت ایندھن پر زراعت کم کرتی ہے تو اس سے قلیل مدت میں گرانے بڑھے گی۔ دوسری طرف حکومت کے پاس مختلف مدت میں زراعت دینے کی مالیاتی استعداد بھی محدود ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ جو بھی زراعت دیا جائے اس کا ہدف احتیاط سے مقرر کیا جائے اور اس کا دائرہ محدود ہونا چاہیے۔

مزید برآں، پالیسی اقدامات ایسے نہیں ہونے چاہئیں جن سے قیمتوں کے نظام میں خلل واقع ہو۔ قیمتوں کے نظام کا درست کام کرنا سرمایہ کاری اور پیداواری سرگرمیوں کے لیے نہایت ضروری ہے تاکہ مستقبل میں اشیاء کی قلت ختم کی جاسکے اور اخراجات قابو میں رہیں۔ مثال کے طور پر ایندھن کے نرخوں پر زراعت کے ذریعے ملکی معیشت میں لاگت کے موجودہ دباؤ کو کم کرنے کی حکومتی خواہش کا نتیجہ جاری حسابات کے خسارے میں اضافے کی صورت برآمد ہوا، کیونکہ مجموعی طلب عالمی قیمتوں میں اضافہ سے ہم آہنگ نہ تھی۔²

¹ مختلف اداروں (خصوصاً تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیوں) کی مالی مشکلات کو کم کرنے کے لیے غیر ادا شدہ نرخوں کے تفرق کے دعوے استعمال کرنے کے بجائے حکومت نے ضمانتیں فراہم کیں جن کے عوض یہ سرکاری دفنی ادارے مالی اداروں سے قرض لے سکتے تھے۔ اس قسم کی ماکاری سے صرف یہ ہوتا ہے کہ ماکاری کی لاگت رواں مالی سال سے آئندہ برسوں (جب اصل زراعت کرنا ہوتا ہے) کے مالیاتی خسارے کو منتقل ہو جاتی ہے۔

² یہ بات قابل ذکر ہے کہ جولائی تا جنوری م 08ء کے دوران درآمدات میں اضافے کا لگ بھگ 21 فیصد تیل کے اخراجات کی وجہ سے تھا۔

جاری حسابات کے خسارے کی نمونہ بھی یہ ظاہر کرتی ہے کہ حکومتی اخراجات میں بہت زیادہ اضافے نے معیشت میں مجموعی طلب کو بڑھایا۔ جاری حسابات کے خسارے پر اہم منڈیوں میں ٹیکسٹائل کی طلب میں کمزوری کی وجہ سے بھی مزید دباؤ آیا۔ جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران امریکہ اور یورپی یونین دونوں میں ٹیکسٹائل کی درآمدات کی رفتار خاصی سست ہوئی (دیکھئے جدول 1.2)۔ اس کے علاوہ دسمبر 2008ء میں کاروبار بند ہونے کی وجہ سے پاکستان کی ٹیکسٹائل کی برآمدات بھی متاثر ہوئیں۔³

جدول 1.2: ٹیکسٹائل کی مجموعی درآمدات کی نمو		
کیلنڈر سال 06ء	کیلنڈر سال 07ء	
8.3	4.7	یورپی یونین*
6.4	1.3	امریکہ**

* ماخذ: یورواسٹیٹ (2007ء کے لیے جولائی تا اکتوبر کے اعداد و شمار دستیاب ہیں)
** ماخذ: امریکی کیلنڈر سال 07ء سینسس بیورو (جولائی تا نومبر کے اعداد و شمار دستیاب ہیں)

جاری حسابات کے خسارے کے مجموعی توازن پر منفی اثرات مالی و سرمایہ کھاتوں میں عدم توازن کی وجہ سے اور گھمبیر ہو گئے۔ جولائی تا جنوری م س 08ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا مگر جزدانی سرمایے کا بہاؤ ملک سے باہر کی جانب رہا۔

اس صورتحال سے تین نکات واضح ہوتے ہیں:

- (1) جاری حسابات میں مسلسل خسارہ ملک کے معاشی استحکام کے لیے خطرات کا باعث ہے۔ پچھلے چند برسوں سے پاکستان سرمایہ کاری کے حوالے سے سازگار ملکی اور بین الاقوامی حالات کی بنا پر، جن سے ملک کے اندر بڑی رقوم آئیں، جاری حسابات کا خسارہ آسانی سے برداشت کر رہا تھا اور اس کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہوا۔ تاہم ملکی معیشت پر دباؤ اور عالمی سرمایہ منڈیوں کی نسبتاً کم سازگار صورتحال کے پیش نظر یہ حکمت عملی اب خطرے سے خالی نہیں ہوگی۔
- (2) جزدانی سرمایہ کاری میں آنے والی تبدیلیوں کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ ان رقوم پر انحصار کم کیا جائے اور ملکی بچتوں میں اضافہ کیا جائے۔ خاص طور پر مؤخر الذکر سے بازار کی گہرائی بڑھے گی اور بیرونی رقوم پر، جو تغیر پذیر ہوتی ہیں، انحصار گھٹے گا۔
- (3) پاکستان کے انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کی ضرورت اور درآمدی مال پر انحصار کو دیکھا جائے تو جاری حسابات کے خسارے کو قابل برداشت حد پر رکھنے کے لیے برآمدات کا بڑھانا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مؤثر ترین طریقہ مہنگائی اور کاروباری لاگتوں میں کمی لانا ہے۔

ملک میں بد امنی اور بیرونی دھچکوں کے پیش نظر انسٹیٹیٹ بینک کا اندازہ یہ ہے کہ مالی سال 2008ء میں حقیقی خام ملکی پیداوار میں شرح نمو 6 سے 6.5 فیصد کی حد میں رہے گی (دیکھئے جدول 1.3)۔ نمو کی یہ کم سطح بھی بہر حال مناسب ہے۔ بنیادی طور پر ایشیا کی عالمی قیمتوں میں غیر متوقع اضافہ ہی معیشت میں گرانی کے دباؤ کا سبب ہے۔ مالیاتی محرکات کی وجہ سے اس دباؤ میں اور شدت آئی ہے۔ نتیجے کے طور پر اس بات کا امکان ہے کہ مالی سال 2008ء کی گرانی 8 سے 9 فیصد کی حد میں ہوگی جو سال کے 6.5 فیصد کے ہدف سے خاصی زیادہ ہے۔

ایشیا کی بلند عالمی قیمتوں اور اس کے ساتھ مستحکم ملکی طلب کی عکاسی م س 08ء کے دوران گہڑتے ہوئے بیرونی عدم توازن سے بھی ہوتی ہے۔ بہر حال بڑھتے ہوئے بیرونی عدم توازن پر قلیل مدت میں قابو نہیں پایا جاسکتا۔ م س 08ء کے دوران جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے 6 فیصد³ عید کی طویل تعطیلات کے اثرات سابق وزیر اعظم کے قتل بعد پیدا ہونے والی سیاسی پلچ کی وجہ سے دوچند ہو گئے۔

کے لگ بھگ ہونے کی توقع ہے، جو بڑھتی ہوئی درآمدات اور کم ہوتی ہوئی برآمدات کا مظہر ہے۔

1.2 خلاصہ

1.2.1 حقیقی پیداوار کا شعبہ

زراعت

وسط فوری 2008ء تک دستیاب معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ زراعت کے شعبے میں مالی سال کے دوران مناسب نمو کا امکان ہے۔ تاہم سال کے لیے 4.8 فیصد نمو کا ہدف حاصل کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ گنے اور مکئی کی ریکارڈ پیداوار، گندم کی متوقع اچھی فصل اور چھوٹی فصلوں کی ہدف سے زیادہ نمو کے باوجود خریف کی اہم فصلوں (کپاس اور چاول) کی مایوس کن کارکردگی کے اثرات پر قابو پانا دشوار ہوگا۔ اسی طرح گلہ بانی کی نمو گوکہ مستحکم رہنے کی توقع ہے تاہم بڑھتی ہوئی حالیہ وبا کے باعث یہ شعبہ جزو متاثر ہو سکتا ہے۔

بیشتر زرعی اشیاء کی بین الاقوامی مہنگائی کے ساتھ فصلوں کی نسبتاً ناقص کارکردگی سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ یہ شعبہ نہ صرف فطرت کے تغیرات سے متاثر ہو سکتا ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی اصلاحات کی ہنگامی بنیادوں پر ضرورت ہے جن میں کاشتکاروں کو بہتر ترغیبات فراہم کی جائیں اور انفراسٹرکچر کی خامیوں کی وجہ سے ہونے والے زیاں سے بچا جاسکے۔ کھیت سے بازار تک سڑکوں کی تعمیر، زرعی اشیاء کی ذخیرہ کاری اور چھوٹے کارخانوں پر سرمایہ کاری سے بھی ضیاع کم ہو سکتا ہے اور زراعت میں قدر اضافی بڑھ سکتی ہے۔

جدول 1.3: اہم معاشی اظہار			
م 07ء	م 08ء	اصل ہدف	اسٹیٹ بینک کا تخمینہ
شرح نمو (فیصد)			
7.0	7.2	6.5* - 6.0	جی ڈی پی
7.8	6.5	9.0 - 8.0	گرانی
19.3	13.7**	15.5 - 17.5	زری اثاثے (زرر)
ارب امریکی ڈالر			
17.1	18.9	19.7	برآمدات (ایف او بی، بی او پی ڈیٹا)
27.0	29.6	32.1	درآمدات (ایف او بی، بی او پی ڈیٹا)
17.0	19.2	19.2	برآمدات (ایف او بی، کسم ڈیٹا)
30.5	32.3	35.1	درآمدات (سی آئی ایف، بی او پی ڈیٹا)
5.5	5.8	6.0 - 6.5	کارکنوں کی ترسیلات
4.3	4.0***	5.2	جی ڈی پی کا فیصد
5.3	5.0	6.0	میزان توازن
5.3	5.0	6.0	جاری حسابات کا توازن

(*) تخمینہ شدہ حدود کپاس کی ایک کروڑ 27 لاکھ گانٹھوں اور 2 کروڑ 40 لاکھ ٹن گندم پر مبنی ہیں
 (**) اس کا اعلان جولائی تا دسمبر 08ء کے زری پالیسی بیان میں کیا گیا۔
 (***) بجٹ تخمینہ

شعبہ زراعت کو قرضوں کی تقسیم م 08ء کے جولائی تا جنوری کے عرصے میں 23.8 ارب روپے بڑھ کر 104.8 ارب روپے ہو گئی۔ اس اضافے کا بڑا محرک کمرشل بینکوں کی جانب سے قرضوں کی فراہمی میں تیزی تھی۔ غیر زرعی قرضے میں اضافے نے بھی اس عرصے میں زرعی قرضے کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ مزید یہ کہ کمرشل بینکوں کی جانب سے قرضوں میں اضافے نے بھی تخصیصی بینکوں کے قرضوں کی کمی کی تلافی کر دی۔ کھادوں کے مجموعی استعمال میں جولائی تا جنوری کے عرصے میں گزشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت کمی دیکھی گئی۔ یہ نمونہ صرف یورپا کے استعمال میں اضافے کی وجہ سے ہوئی۔ ڈی اے پی کھاد⁴ پر خاصا زراعت دے دیے جانے کے باوجود اس کے استعمال میں جولائی تا جنوری کے عرصے میں

⁴ کاشتکاروں کو کھادوں کا متوازن آمیزہ استعمال کرنے کی ترغیب دینے کے لیے ڈی اے پی کھاد کے 50 کلوگرام کے تھیلے پر 470 روپے کی زراعت میں مالی سال 2008ء کی فصلوں کے لیے توسیع کر دی گئی۔

تیزی سے کمی ہوئی کیونکہ بین الاقوامی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

پاکستان کے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کو مالی سال 2008ء کے آغاز سے ہی مشکلات کا سامنا ہے۔ پچھلے برسوں کی شاندار کارکردگی کے مقابلے میں نسبتاً سست رفتار نمو کا باعث ملکی اور غیر ملکی عوامل بنے ہیں۔ ان عوامل میں عالمی گرانی، ملک میں توانائی کے مسائل اور (خصوصاً ٹیکسٹائل کی برآمدات کی) طلب میں کمی شامل ہیں۔ 27 دسمبر 2007ء کے واقعے کے بعد ہونے والے معاشی نقصانات سے سالانہ ہدف پورا ہونے کے امکانات اور کم ہو گئے ہیں۔ بحیثیت مجموعی مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سست رفتاری 15 میں سے 11 صنعتی گروپوں میں پائی گئی۔ ان میں کاغذ اور گتہ، دھاتیں، کھاد اور الیکٹرانکس کی صنعتوں کی پیداوار میں کمی ہوئی۔ ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ان شعبوں کے برعکس دوا سازی، پٹرولیم، سینٹ، انجینئرنگ اور لکڑی کی صنعتوں میں مستحکم نمو دیکھنے میں آئی۔

بہر حال مجموعی طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کی صورتحال کا انحصار زیادہ تر سیاسی منظر نامے، امن و امان کے حالات اور توانائی کا بحران ختم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کی کامیابی پر ہوگا۔

شعبہ خدمات

خدمات کے شعبے کے زیادہ تر اظہار بے مالی سال 08ء کے ابتدائی مہینوں میں مستحکم نمو کی عکاسی کرتے ہیں۔ درآمدات میں خاصے اضافے کی وجہ سے تھوک اور خوردہ فروشی (خدمات کے شعبے میں جس کا حصہ نصف سے زائد ہے) کے شعبے کی کارکردگی اچھی ہونے کا امکان ہے۔ اس ذیلی شعبے کو ملکی اور غیر ملکی اسٹوروں کے بڑھتے ہوئے سلسلے سے بھی فائدہ ہونے کی توقع ہے۔

اسی طرح نقل و حمل کے شعبے میں تھوڑی بہت کمزوری کی تلافی حکومت کی لبرل پالیسیوں کی بنا پر الیکٹرانک ذرائع ابلاغ اور ٹیلی مواصلات کی مستحکم نمو اور اس شعبے میں حالیہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے ہو سکتی ہے۔ خاص طور پر موبائل فون کے شعبے میں توسیع متاثر کن ہے جہاں سیلولر ڈینسٹی جولائی 2006ء سے دسمبر 2007ء کے دوران دو گنے سے بھی بڑھ گئی ہے۔

بینکاری شعبے کی نفع آوری میں بہتری اور دیگر مالی اداروں کی قدر اضافی میں کچھ بہتری کی بنا پر مالیات اور بینے کے ذیلی شعبے میں بھی نمو میں تیزی آنے کا امکان ہے۔ علاوہ ازیں نظم عامہ و دفاع اور کمیونٹی اور سماجی خدمات کی قدر اضافی کی نمو خدمات کے شعبے میں تیزی کا سبب بنے گی۔

1.2.2 قیمتیں

مجموعی طلب کی نمو کو محدود رکھنے کی مرکزی بینک کی کوششوں کے باوجود مالی سال 2008ء میں جولائی تا فروری کے پورے عرصے کے دوران ملکی معیشت میں گرانی کا دباؤ مسلسل بڑھتا رہا، بالخصوص اس عرصے کے اختتامی مہینوں میں یہ مزید تیزی سے بڑھا۔ صارف اشاریہ قیمت (ص 1 ق) گرانی فروری 2008ء میں 11.3 فیصد تک بڑھ گئی جبکہ پچھلے سال جون میں یہ 7 فیصد تھی۔ یہ گرانی نہ صرف توسیعی مالیاتی پالیسی کا مظہر ہے

بلکہ اجناس کی بین الاقوامی قیمتوں کی غیر متوقع قوت کا اظہار بھی ہے۔ غذائی اجناس کی قیمتوں کے اثرات دوچند ہونے کی وجہ شاید ملکی منڈی میں مقابلے کی فضا کی عدم موجودگی اور رسد میں آنے والا بگاڑ بھی ہے۔

غذائی گرانی نے ستمبر 2007ء سے زور پکڑنا شروع کیا اور یہ فروری 2008ء میں 16 فیصد تک پہنچ گئی، جبکہ ایک ماہ پہلے یعنی جنوری 2008ء میں یہ 18.2 فیصد تک تھی جو کہ اپریل 1995ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ مسلسل غذائی گرانی اب غیر غذائی اشیاء کی قیمتوں پر بھی دباؤ ڈال رہی ہے۔ غیر غذائی گرانی کا ایک سبب توانائی کی بلند قیمتیں بھی ہیں۔ نظریہ آ رہا ہے کہ غذائی اشیاء اور توانائی کی قیمتوں میں مستقل اضافہ دوسرے مرحلے کے وسیع اثرات کو جنم دے رہا ہے۔ اس خیال کو قوزی گرانی کے دونوں پیمانوں میں جون 2007ء سے مسلسل اضافے سے تقویت ملتی ہے۔ سال بسال بنیاد پر غیر غذائی غیر توانائی قوزی گرانی فروری 2007ء کی 6 فیصد سے بڑھ کر فروری 2008ء میں 8.1 فیصد ہو گئی (یہ ستمبر 2005ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے)۔

مستحکم مجموعی طلب کی بنا پر گرانی کا دباؤ اجناس (غذا اور ایندھن دونوں) کی بین الاقوامی مہنگائی، رسد کی خامیوں اور منڈی کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے بڑھ گیا تاہم مؤخر الذکر سے مالیاتی اور انتظامی اقدامات کے ذریعے واضح طور پر نمٹا جاسکتا ہے۔ تاہم اس حقیقت کے پیش نظر کہ لاگتوں کو بڑھانے والا گرانی کا یہ دباؤ دوسرے مرحلے کی گرانی کے چکر کو جنم دے سکتا ہے، زری تختی کو قائم رکھنا لازمی تھا اور اسی ضرورت کے سبب اسٹیٹ بینک نے زری تختی کا فیصلہ کیا۔ تاہم معیشت میں موجود اضافی طلب کے اخراج کے لیے کیے گئے زری اقدامات کو مالی نظم و ضبط بڑھانے کے ساتھ ساتھ انتظامی اور ایسے پالیسی اقدامات کی بھی ضرورت ہے جو منڈی میں آنے والے بگاڑ کو دور کر سکیں۔

1.2.3 زرا اور پیکاری

غذائی اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافے اور تیل کی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی لاگت نے پہلی ششماہی کے دوران گرانی کے دباؤ میں غیر متوقع اضافہ کیا۔ ساتھ ہی معاشی استحکام کو لاحق خطرات بھی خاطر خواہ حد تک بڑھ گئے۔ ان خطرات کی عکاسی مالیاتی اور بیرونی حسابات میں خسارے کی بلند سطح سے ہوتی ہے، جو زری پالیسی فریم ورک میں دیے گئے تخمینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ اس صورتحال نے اگست 2007ء میں زری تختی کے اقدامات کا اثر زائل کر دیا اور گرانی کے دباؤ میں مزید اضافے کا خطرہ پیدا کیا۔ ساتھ ہی وسط سے طویل مدت میں پاکستان کی معاشی نمو کے امکانات کو لاحق خطرات واضح نظر آ رہے ہیں۔

بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ اور اس کی مالکاری بھی مالی سال 2008ء کے زری پالیسی فریم ورک کے لیے شدید مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ معیشت میں مجموعی طلب کے دباؤ میں اضافے کے علاوہ ملکی ذرائع سے مالیاتی خسارے کی مالکاری کے نتیجے میں مرکزی بینک سے میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ یہ قرض گیری زیادہ تر گرانی کے رجحان کی حامل ہوتی ہے۔ بجائے اس کے کہ حکومت اپنے قرضے واپس کرتی جیسا کہ اسٹیٹ بینک کے زری پالیسی بیان جولائی تا دسمبر 2008ء میں سفارش کی گئی تھی، جولائی تا یکم مارچ 2008ء میں اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری بڑھ کر 359.3 ارب روپے ہو گئی۔ میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے ہونے والا اضافہ یکم مارچ 2008ء تک زر کے پھیلاؤ میں 17.6 فیصد اضافے کا سبب بنا۔ یہ صورتحال اسٹیٹ بینک کے لیے تشویش کا باعث ہے کیونکہ زر کی نمو کی بلند سطح آنے والے مہینوں میں معیشت میں طلب

کے دباؤ میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔

اس لیے، اسٹیٹ بینک نے صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جارحانہ پالیسی اختیار کرتے ہوئے اپنے پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مزید 50 بیس پوائنٹس کا اضافہ کر کے اسے 10.5 فیصد کر دیا ہے جبکہ بینکاری نظام کے مطلوبہ نقد محفوظ کی شرح طلبی امانتوں پر 100 بیس پوائنٹس بڑھادی گئی۔ یہ اضافہ یکم فروری 2008ء سے نافذ العمل ہو گیا ہے۔

اسٹیٹ بینک یہ سمجھتا ہے کہ زری پالیسی قیمتوں میں استحکام پیدا کر کے طویل مدتی معاشی نمو میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ وسط مدت میں مستحکم قیمتیں پیداوار میں اتار چڑھاؤ سے بھی بہتر طور پر نمٹنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ اس پس منظر میں بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن کا مسئلہ حل کرنا لازمی ہو جاتا ہے کیونکہ یہ عدم توازن نہ صرف گرانے کے دباؤ میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ معاشی نمو کے امکانات کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔

طویل مدت میں نمو کی بلند سطح کو حاصل کرنے کے لیے گرانے کی پست اور مستحکم سطح بے حد ضروری ہے اور یہ زری و مالیاتی پالیسیوں کی ہم آہنگی کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ اس لیے یہ بات بے حد اہمیت کی حامل ہے کہ حکومت اپنے مالیاتی نظم و ضبط میں بہتری لاتے ہوئے زری پالیسی فریم ورک کی سفارشات کے مطابق مرکزی بینک سے حاصل کردہ قرض کو واپس کر دے۔ بصورت دیگر، گرانے کی پست اور مستحکم سطح کے حصول کے لیے درکار وقت میں توسیع ہو سکتی ہے، جس کے نتیجے میں دیگر اقتصادی عاملین سے مطابقت کی لاگت بڑھ جائے گی۔

دستیاب اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 11.7 فیصد اضافہ ہوا ہے، جو کہ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تھوڑا سا کم ہے۔ جاری سرمائے کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ (1) قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر کی وجہ سے بجلی کے منصوبے (آئی پی بی) اور تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیاں (او ایم سین) اپنی جاری سرمائے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بینکاری ذرائع سے رجوع کر رہی ہیں (2) ملکی و عالمی منڈیوں میں خام مال کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ انہی وجوہات کی وجہ سے کارپوریٹ شعبے کے قرضوں کی طلب میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اگرچہ متعدد صنعتوں میں معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں کی طلب میں اعتدال آیا ہے تاہم یہ اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ یہ صنعتیں حالیہ برسوں میں اپنی سرگرمیوں میں پہلے ہی توسیع کر چکی تھیں جبکہ کچھ صنعتیں غیر ملکی کرنسی کے قرضے اور سرمایہ کاری اور قرضہ جاتی وثیقہ جات کے اجرا کا طریقہ استعمال کر رہی ہیں۔

1.2.4 مالیاتی صورتحال

مالیاتی کارکردگی کے اظہاریوں میں جو خرابی سال کی پہلی سہ ماہی میں نظر آئی تھی وہ دوسری سہ ماہی میں مزید بڑھ گئی کیونکہ محاصل کی نمو پہ چودہ طاری رہا اور حکومتی اخراجات بڑھتے رہے۔ نتیجتاً سال کی پہلی ششماہی میں میزانیے کا خسارہ جی ڈی پی کی شرح فیصد کے اعتبار سے پچھلے دو برسوں سے دگنا ہو گیا۔ علاوہ ازیں محاصل کا خسارہ اور بنیادی میزانیے کا خسارہ دونوں پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ ہو گئے ہیں۔

مالی سال کی بقیہ دوسہ ماہیوں میں مالیاتی کارکردگی بہتر ہونے کی توقع ہے کیونکہ اخراجات میں زیادہ نظم و ضبط کے ساتھ محاصل میں بہتری بھی متوقع ہے۔⁵ تاہم امکان ہے کہ سالانہ مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 4 فیصد کے ہدف سے بڑھ جائے گا۔ اس کے علاوہ مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں حکومت کی جانب سے 54.6 ارب کے واجبات کا اجرا بھی مالیاتی حوالے سے باعث تشویش ہے۔

1.2.5 بیرونی شعبہ

ادائیگیوں کا توازن

مالی سال 2008ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں جو معمولی سی بہتری آئی تھی، خدشے کے عین مطابق پاکستان اسے برقرار نہیں رکھ پایا اور یہ خسارہ بعد کے مہینوں میں تیزی سے بڑھ گیا۔ اس کے نتیجے میں جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کا بڑھتا ہوا جاری حسابات کا خسارہ سال بسال 47.1 فیصد بڑھ گیا جبکہ گزشتہ مالی سال اسی عرصے کے دوران یہ اضافہ 51 فیصد رہا تھا۔ مالی سال 2008ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد جاری حسابات کے خسارے میں آنے والی خرابی میں جن چیزوں نے اہم کردار ادا کیا ان میں تیل کے اخراجات میں اچانک ہونے والا اضافہ، بڑے طیارے کی درآمد پر یک بارگی ادائیگی، دسمبر 2007ء میں سیاسی افراتفری کے اثرات اور کوالیشن سپورٹ فنڈز کی وصولی میں تاخیر شامل ہیں، ان تمام کے اثرات اتنے زیادہ تھے کہ انہوں نے ترسیلات زر میں پائیدار اضافے کو بھی دھندلا کر رکھ دیا۔

جاری حسابات کے بڑھتے ہوئے خسارے کے ملک کے مجموعی توازن پر اثرات اسی عرصے کے دوران مالی اور سرمایہ کھاتوں کے توازن میں آنے والی کمی کی وجہ سے اور شدید ہو گئے۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی صورتحال اگرچہ معمولی سی بہتر ہوئی، تاہم بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد میں 1.4 ارب ڈالر کی یک لخت کمی آئی۔⁶ اس کمی کی وجہ کچھ توسیعی خطرات کی وجہ سے ایکویٹی مارکیٹ سے سرمائے کا اخراج تھا اور کچھ دنیا بھر میں مالی افراتفری اور ملکی حالات کے تناظر میں عالمی امانتی وصولیوں کے مجوزہ اجراء میں ہونے والی تاخیر تھی۔⁶ جزدانی سرمایہ کاری میں کمی کے اثرات کو دیگر قسم کی سرمایہ کاریوں بشمول ایف ای نائٹرو اور قلیل مدتی قرضوں وغیرہ میں بڑے اضافے نے کسی حد تک کم کر دیا۔

چونکہ مالی حسابات کی فاضل رقم میں کمی بہت زیادہ تھی اس لیے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی جاری حسابات کے خسارے میں تیزی سے اضافے کی عکاسی کرتی ہے۔ فروری 2008ء کے اختتام پر زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر کم ہو کر 14 ارب ڈالر رہ گئے، جبکہ جون مالی سال 2007ء کے اختتام پر یہ 15.6 ارب ڈالر تھے۔

مزید برآں، جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران بدتر ہوتے ہوئے بیرونی حسابات کے نتیجے میں پاکستانی روپیہ ڈالر کا مقابلہ نہ کر سکا اور اس عرصے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 3.5 فیصد کمی واقع ہوئی۔

⁵ انتخابات کے بعد اخراجات میں اضافہ کرنے کی ترغیب موجود نہ ہوگی بلکہ ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے کو دیکھتے ہوئے حکومت نے دوسری ششماہی میں اخراجات بہت کم کر دیے ہیں۔

⁶ عالمی منڈی میں خطرہ گریزیت میں عمومی اضافے کے اثرات پاکستان میں انتخابات سے قبل کی غیر یقینی صورتحال خصوصاً وزارت عظمیٰ کی ایک امیدوار کے قتل کے بعد دوچند ہو گئے۔ نتیجتاً پانچ سال بانڈ پر ریاستی قنات جون 07ء میں 140 ٹینس پوائنٹ سے بڑھ کر جنوری 08ء میں 620 ٹینس پوائنٹ ہو گیا۔

بیرونی تجارت⁷

بین الاقوامی سطح پر ایشیا کی مہنگائی اور ملک میں کچھ اہم اشیاء کے حوالے سے رسدی رکاوٹوں کی وجہ سے جولائی تا فروری کے عرصے میں درآمدات میں 21.9 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ اسی عرصے میں برآمدات کی نمونہ صرف 7.9 فیصد رہی۔ نتیجتاً تجارتی خسارے میں 13.5 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔

درآمدی بل کا لگ بھگ نصف اضافہ بین الاقوامی سطح پر تیل، کھادوں اور پام آئل وغیرہ کی مہنگائی کی وجہ سے ہوا۔^{8,9} ملکی قلت کی وجہ سے گندم اور کپاس بھی درآمد کرنی پڑی۔ طیاروں، بحری جہازوں اور کشتیوں کے زمرے میں بڑی درآمد سے بھی درآمدی بل بڑھا۔ یہ تمام عوامل نہ ہوتے تو درآمدات کی نمونہ اور اس کے نتیجے میں تجارتی خسارہ خاصا کم ہوتا۔¹⁰ اگر ان عوامل کا لحاظ رکھ کر حساب لگایا جائے تو درآمدات کی نمونہ خاصی کمی سامنے آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ درآمدات کی حقیقی طلب کی نمونہ گئی ہے جو جزوی طور پر اسٹیٹ بینک کی سخت زری پالیسی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

جولائی تا جنوری کے عرصے میں درآمدات کی نمونہ ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافے کی بنا پر ہوئی، خاص طور پر دیگر ایشیا سازی اور پٹرولیم گروپوں کی وجہ سے، جبکہ ٹیکسٹائل کی نمونہ اس عرصے کے دوران 3.4 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی۔ ٹیکسٹائل کی برآمدات میں کمی وسیع البیاد تھی اور صرف سنٹھیک ٹیکسٹائلز، تیار ملبوسات اور ٹیکسٹائل مصنوعات کی برآمدات میں نمود کیے میں آئی۔

⁷ یہ تجزیہ وفاقی محکمہ شماریات کے عبوری اعداد و شمار پر مبنی ہے جس میں ترامیم ہو سکتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ ادا نیکیوں کا توازن کے سیکشن میں دیے گئے اعداد و شمار کے مطابق ہوں۔

⁸ 50.2 فیصد درآمدات جن کے لیے نرخوں اور مقدار کے اعداد و شمار دستیاب تھے، کے نرخوں کا اثر جولائی تا جنوری مہ 08ء کے درآمدی بل میں مجموعی اضافے کا لگ بھگ 49 فیصد تھا۔

⁹ تجارتی خسارے کا عمومی تجزیہ جولائی تا فروری مہ 08ء کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ تاہم درآمدات و برآمدات کے تفصیلی رجحانات پر بحث جولائی تا جنوری مہ 08ء کے عرصے کے حوالے سے ہے کیونکہ فروری 2008ء کے تفصیلی ماہانہ اعداد و شمار دستیاب نہیں۔

¹⁰ یہ دو عوامل نہ ہوتے تو جولائی تا جنوری مہ 08ء کی درآمدی نمونہ صرف 4.6 فیصد ہوتی جو اس عرصے میں 7.9 ارب ڈالر کا تجارتی خسارہ ظاہر کرتی ہے۔

2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 شعبہ زراعت کی کارکردگی

وسط فوری تک دستیاب معلومات سے ظاہر ہوتا ہے کہ زرعی شعبے میں مالی سال 2008ء کے دوران مناسب نمو ہوئی۔ تاہم سال کے ہدف 4.8 کو حاصل کرنے کے امکانات کم ہیں۔ گنے اور مکئی کی ریکارڈ فصلوں، گندم کی متوقع اچھی فصل اور چھوٹی فصلوں کی ہدف سے بڑھ کر نمو کے باوجود خریف کی بڑی فصلوں (کپاس اور چاول) کی مایوس کن کارکردگی کی تلافی ہونا دشوار نظر آتا ہے (دیکھئے جدول 2.1)۔ اسی طرح یہ خدشہ بھی ہے کہ ذیلی شعبے گلہ بانی میں بھی، جو بڑے فلوڈ وائرس (دیکھئے باکس 2.1) کی زد میں ہے، نمو کی رفتار کم ہو سکتی ہے۔

بیشتر زرعی اشیاء کی عالمی مہنگائی اور فصلوں کی نسبتاً ناقص کارکردگی سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ یہ شعبہ نہ صرف فطرت کے تغیرات سے متاثر ہو سکتا ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی اصلاحات کی ہنگامی بنیاد پر ضرورت ہے جن میں کاشتکاروں کو بہتر ترغیبات فراہم کی جائیں اور انفراسٹرکچر کی

جدول 2.1: اہم فصلوں کی کارکردگی						
زیر کاشت رقبہ (000 ہیکٹر)						
فصل	مالی سال 2006ء	مالی سال 2007ء	مالی سال 2007ء	مالی سال 2008ء	مالی سال 2008ء	مالی سال 07ء کی نسبت 2008ء میں % تبدیلی
کپاس	3,100	3,072	3,072	3,250	3,082	0.3
گنا	907	1,005	1,029	1,040	1,155	12.2
چاول	2,621	2,575	2,581	2,594	2,512	-2.7
گندم	8,448	8,459	8,578	8,578	-	-
چنا	1,029	1,051	1,074	1,120	-	-
مکئی	1,042	1,001	1,038	1,001	1,055	-1.6
پیداوار (000 ٹن، کپاس 000 کانٹوں میں، فی کانٹہ 170.09 کلوگرام)						
کپاس	13,019	13,820	12,856	14,140	12,775*	-0.6
گنا	44,651	50,500	54,871	55,871	62,300	13.5
چاول	5,547	5,693	5,439	5,721	5,490	0.9
گندم	21,277	22,000	23,295	24,045	-	-
چنا	536	707	848	707	-	-
مکئی	3,110	3,279	2,907	3,221	3,248	11.7
یافتہ (کلوگرام فی ہیکٹر)						
کپاس	714	724	720	740	705	-2.1
گنا	49,229	50,249	53,325	53,722	53,939	1.2
چاول	2,116	2,211	2,107	2,205	2,186	3.7
گندم	2,519	2,601	2,716	2,803	-	-
چنا	521	673	790	631	-	-
مکئی	2,985	3,276	2,801	3,218	3,079	9.9
* مالی سال 2008ء کے لیے کپاس کی فصل میں کمی کا امکان ہے۔ ع: عبوری، ہ: ہدف، ت: تخمینہ، ماخذ: وزارت خوراک، زراعت و گلہ بانی						

خامیوں کی وجہ سے ہونے والے زیاں سے بچا جاسکے۔

باکس 2.1: برڈفلو کے اثرات

جنوری 2008ء کے دوران سندھ کے شہری علاقوں میں پولٹری کی صنعت پر برڈفلو کا حملہ ہوا جس سے پولٹری فارم کی پیداوار میں کمی آئی جبکہ ایک دن کے چوزے پیدا کرنے والوں نے بڑی مرغیوں کو تلف نہیں کیا۔ دبا کا خوف و ہراس دو ہفتے تک رہا جس کی بنا پر گلہ بانی کے شعبے کی نمو، جو دوسرے حوالوں سے مستحکم ہے، جزو متاثر ہونے کا امکان ہے۔ بہر حال مذکورہ دو ہفتوں کے دوران ایک دن کے چوزوں کی کم پیداوار سے طلب و رسد کا عدم توازن پیدا ہونے کے باعث اپریل مئی 2008ء میں قیمتیں بڑھ جانے کا خدشہ ہے کیونکہ ایک دن کے چوزوں کی رسد کم ہونے کے علاوہ معمول کی مومی تبدیلی کے اثرات بھی تھے۔

اور ملکی سطح پر گندم کی قیمت میں اضافہ ہوتا رہا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ معمول یہ ہے کہ ایک دن کے چوزوں کی پیداوار 25 مہینوں پر محیط ہوتی ہے جس کا آغاز پہلی نسل کے کاشتکاروں نے اس موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ کچھ انڈے دینے سے ہوتا ہے۔ اس سے دوسری نسل پیدا ہوتی ہے جس کے انڈوں سے پیدا ہونے والے کاشتکاروں نے گندم کی بوائی کو مؤخر کرنے کو ترجیح دی (اور کپاس جیسے) یا متبادل فصلوں (جیسے) میں پہلی اور دوسری نسل کی مرغیوں کو تلف کرنا پڑتا ہے۔ 2006ء کے موسم بہار میں پیش آنے والی سورج مکھی کی کاشت شروع کر دی۔ اس کی ایک تشریح یہ ہو سکتی ہے کہ امدادی نرخوں کا اعلان تاخیر سے کیا گیا تھا جس کی بنا پر حتمی قیمت فروخت کے بارے میں غیر یقینی کیفیت تھی۔ لیکن حکومت

کے فروخت کے محدود پروگرام کو دیکھتے ہوئے یوں لگتا ہے کہ فارم گیٹ نرخ عالمی منڈی کے نرخوں کے دوش بدوش نہیں چل رہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاشتکاروں تک نرخوں سے متعلق اشاروں کی ترسیل بہتر بنانے اور دیگر اصلاحات کے ذریعے یافت (اور رفتاری فوائد) میں خاصی بہتری لائی جاسکتی ہے۔ مثلاً گندم کی ایک فعال مستقبلات کی منڈی کاشتکاروں کو بوائی کے بروقت فیصلے کرنے میں مدد دینے کے لیے ایک نشانیہ نرخ فراہم کر سکتی ہے۔ گنے کی صورت حال کو دیکھا جائے تو مستقبلات کی منڈی کی ضرورت اور واضح ہو جاتی ہے۔ جب حکومت خریداری کے نرخوں کا اعلان کرتی ہے تو شکر کی ملیں اعلان شدہ نشانیہ نرخوں سے کم قیمتوں کی پیشکش کرتی ہیں اور خاصی تاخیر سے ادائیگیاں کرتی ہیں۔ مزید برآں، کچل کاری میں تاخیر بھی کاشتکاروں کے خلاف جاتی ہے کیونکہ پانی کی تیجری وجہ سے گنے کا وزن ہر گزرنے والے دن کے ساتھ گھٹتا چلا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کاشتکار آئندہ فصلوں کے لیے کھیتوں کو خالی کرنے میں ناکام رہے۔ تاہم کچل کاری کے موسم کے آغاز سے متعلق ضوابط کے مؤثر نفاذ، کاشتکاروں کو ایک کم سے کم (معقول) قیمت کی یقین دہانی سے، جو چینی کی ملوں کو پوری گنجائش کے ساتھ کام کرنے کی ترغیب دے، یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اس پس منظر میں مئی 08ء کے دوران کچل کاری میں تاخیر اور کاشتکاروں اور شکر کی ملوں کے درمیان نرخوں کے تنازعے کے منفی اثرات مئی 09ء کی گنے کی فصل پر پڑنے کا خدشہ ہے جس سے آئندہ برس چینی کی قلت اور اندرون ملک چینی کے نرخوں میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ پس ان مسائل کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کے لیے مؤثر پالیسی اور قواعد و ضوابط کی ضرورت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔

عالمی بینک کے ایک تخمینے کے مطابق پاکستان دنیا کے ان ملکوں میں شامل ہے جہاں پانی کی سب سے زیادہ قلت ہے۔¹ آبی وسائل کو احتیاط

¹ Pakistan Infrastructure Implementation Capacity Assessment کے عنوان سے عالمی بینک کی رپورٹ مندرجہ ذیل ویب پیج پر دستیاب ہے:

<http://web.worldbank.org/WBSITE/EXTERNAL/COUNTRIES/SOUTHASIAEXT/0,,contentMDK:21642194~pagePK:146736~piPK:146830~theSitePK:223547,00.html>

سے استعمال کرنے کی ضرورت اتنی شدید کبھی نہ تھی جتنی دور حاضر میں ہے جب موسم کے بدلنے ہوئے انداز زراعت کو مزید غیر یقینی اور فطرت کے تغیرات کے تابع بنا رہے ہیں۔ پانی کی تقسیم کا نظام بہتر بنانے اور زمین کی پیداواریت میں اضافے کے لیے انفراسٹرکچر میں بروقت سرمایہ کاری بھی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں، مندرجہ ذیل اقدامات سے آبی وسائل کے موزوں استعمال کو فروغ دینے کی ضرورت ہے: (1) کھیتوں کو لیزر کے ذریعے سطح کرنا²، (2) نہروں کے دہانوں اور فارم گیٹ کے درمیان پانی کے زیاں میں 30 سے 40 فیصد کمی، (3) ڈرپ وائٹری گیشن سسٹم، اور (4) قسط سالی میں مؤثر ثابت ہونے والے بیجوں کی قسمیں تیار کرنا۔ عالمی بینک کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کو اپنا آب پاشی کا نظام بہتر بنانے کے لیے اگلے پانچ برسوں تک ایک ارب ڈالر سالانہ کی سرمایہ کاری کرنی ہوگی۔

اسی طرح کھیت سے منڈی تک سڑکوں، زرعی اشیاء کی ذخیرہ کاری اور چھوٹے کارخانوں پر سرمایہ کاری سے بھی ضیاع کم ہو سکتا ہے اور زراعت میں اضافہ قدر بڑھ سکتا ہے۔ ڈیری مصنوعات کی مضبوط نمواس حوالے سے ایک اچھی مثال ہے جس میں ڈیری کی مصنوعات تیار کرنے والے چھوٹے کاشتکاروں کی جانب سے ذخیرہ کاری کے یونٹوں کی مدد سے دودھ کی صنعت کو فروغ ملا اور اس میں مستحکم نمودیکھنے میں آئی جس سے اس پورے شعبے میں اضافہ قدر ہوا اور سرمایہ کاری بڑھی اور کاشتکاروں کے لیے آمدنی کے امکانات بہتر ہوئے (دیکھئے باکس 2.2)۔

باکس 2.2: عالمی ترقی رپورٹ 2008ء: زراعت برائے ترقی³

2008ء کی ورلڈ ڈویلپمنٹ رپورٹ میں زرعی پیداواری نموکے ذریعے غربت کرنے کے حوالے سے کئی مجوزہ پالیسی اقدامات بتائے گئے ہیں۔ اس طرح یہ رپورٹ زراعت برائے ترقی کے ایجنڈے کے حوالے سے کلوٹوں اور بین الاقوامی برادری کو رہنمائی فراہم کرتی ہے جس سے عالمی غربت میں بڑی تخفیف ہو سکتی ہے۔ رپورٹ میں ملکوں کو دیہی علاقوں میں زرعی غربت کے حصے (2 امریکی ڈالر یومیہ کے حساب سے) کی بنیاد پر زرعی، بدلتے ہوئے اور شہری کے زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پاکستان بدلتے ہوئے ممالک کے زمرے میں آتا ہے۔

رپورٹ میں انتباہ کیا گیا ہے کہ زراعت ست نموکا شکار ہے اور قدرتی وسائل کو زراعت اور غیر زرعی شعبے کے بڑھتے ہوئے دباؤ کا سامنا ہے۔ آبادی کا دباؤ اور اس کے ساتھ کھیتوں کا گھٹنا ہوا رقبہ اور پانی کی قلت صورتحال کو مزید بگاڑ رہی ہے خصوصاً جنوبی ایشیا میں۔ نتیجتاً ایک طرف تو فی کس زرعی آبادی کے لحاظ سے قابل کاشت اور مستقل نوعیت کی زرعی زمین کم ہو رہی ہے اور دوسری طرف بڑھتی ہوئی آبادی، آمدنی اور طلب کی بنا پر پانی وارضی تک رسائی کی مسابقت نے زرعی پیداوار پر برا اثر ڈالا ہے۔ اس کے نتیجے میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ عالمی کم آمدنی تیزی سے نمو پاتی ہوئی غیر زرعی آمدنی سے بہت پیچھے ہے جس کی وجہ سے شہری اور دیہی علاقوں میں آمدنی کا فرق بڑھ رہا ہے۔ اسی طرح تحقیق و ترقی کے شعبوں میں قیادات اور انتظامیہ کے بحران کے علاوہ سرمایہ کاری اور سرکاری اخراجات کے فقدان نے صنعتی اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان معلومات کی بڑی فلیج پیدا کر دی ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پانی تک رسائی زمین کی پیداواریت اور یافت کے استحکام کا تعین کرنے والا اہم عنصر ہے۔ اس وجہ سے جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے، مٹی اور پانی کے معیار کی خرابی نے بیجوں کی بہتر قسموں اور تکنیکی ترقی کے پیداواری فوائد ایک تہائی کم کر دیے ہیں۔ پھر بھی بیجوں کی بہتر قسمیں پیداواری فوائد کے 53 فیصد کا باعث بنیں، خصوصاً پنجاب میں 1971ء سے 1974ء تک۔

پاکستان کی زرعی پیداوار میں گلہ بانی کا حصہ تقریباً 50 فیصد ہے لیکن رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گلہ بانی میں پاکستانی گھرانوں کا حصہ 40 فیصد سے کم ہے جبکہ البانیہ، نیپال اور بیت نام میں یہ 80 فیصد ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں گلہ بانی کافی کم ہے۔ موبیلیٹی کی پیداوار زرعی نمو میں بڑا کردار ادا کرتی ہے کیونکہ یہ خطرے کو بانٹ دیتی ہے اور اس سے منڈیوں میں تنوع آتا ہے۔ چنانچہ حیوانی جینیات کی بہتری اور اس کے ساتھ جانوروں کی بہتر صحت و خوراک سے پیداواریت بڑھ سکتی ہے اور زرعی پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

² اس سے دیگر فوائد کے علاوہ یافت میں 20 فیصد اضافہ بھی ہو سکتا ہے، محمد رفیع اختر، J. Agric. Res., 2006, 44(3)۔

³ عالمی ترقی رپورٹ 2008ء: زراعت برائے ترقی، بین الاقوامی بینک برائے تعمیر نو اور ترقی 2007ء، عالمی بینک۔

غذائی تحفظ کے لیے زرعی پیداوار لازمی ہے کیونکہ یہ دیہی غریبوں کے لیے روزگار کا ایک ذریعہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ زراعت قومی معیشت کے لیے نموکا ذریعہ ہے اور نجی شعبے کے لیے سرمایہ کاری فراہم کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، زرعی پیداواری نوعیت کے دوسرے شعبوں میں بھی نموکا تحریک دیتی ہے اور غذائی اشیاء کی قیمتیں متعین کرتی ہے جس سے اجرت کی لاگت اور تجارت کے شعبوں کی مسابقت کا تعین ہوتا ہے۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بڑھتے ہوئے اثاثوں سے محروم گروپوں، جیسے خواتین اور نسلی اقلیتیں، کو بہتر مواقع فراہم کرنے کے لیے برأت مندانہ اقدامات کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح اداروں کی سطح پر ترقی سے بہت فائدہ ہوگا جیسے املاک کے حقوق کا تحفظ اور انتظام اراضی، صحت، تعلیم اور منڈی تک رسائی کو بہتر بنانا اور ترسیلات سے حاصل ہونے والی رقم کو کاشتکاری کی طرف لے جانا۔

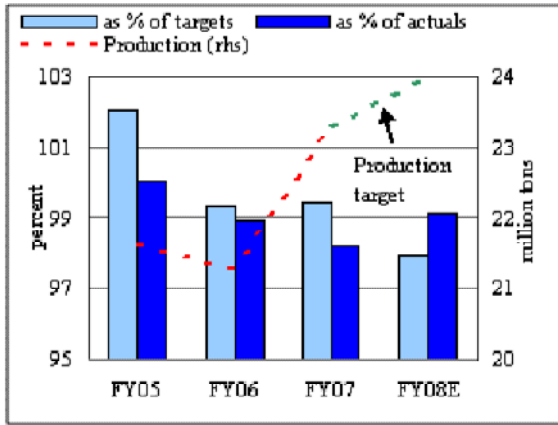
2.1.1 فصلیں

خریفہ کی نسبتاً مایوس کن پیداوار کی وجہ سے رواں مالی سال کے دوران فصلوں کے ذیلی شعبے میں معقول نموکا انحصار زیادہ تر گندم کی اچھی فصل پر رہا۔

مالی سال 2008ء کی رینج کی فصلوں کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ زیر کاشت گندم کا رقبہ 0.2 فیصد کم ہو گیا (دیکھئے شکل 2.1)۔⁴ جو گنے کی کچل کاری میں تاخیر اور کپاس چننے کے موسم کی طوالت کا نتیجہ ہے۔ زیر کاشت گندم کے رقبے میں کمی کے ذمے دار دیگر عوامل میں مندرجہ ذیل شامل ہیں: (1) مالی سال 2008ء کی رینج کی فصل میں آب پاشی کے لیے دستیاب پانی کی کمی، (2) گندم کی امدادی قیمت کے اعلان میں تاخیر،

(3) کاشتکاری کے خام مال خصوصاً کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتیں اور (4) لوڈ شیڈنگ (جس سے ٹیوب ویلوں سے

ملنے والا پانی کم ہو گیا)۔ معلوم ہوا ہے کہ کاشتکاروں نے (ملتان، رحیم یار خان اور خانیوال میں) زیر کاشت رقبے میں گندم کے بجائے سورج مکھی اور چنے کی دال کی کاشت شروع کر دی۔⁵ نتیجتاً مالی سال 2008ء کے لیے 2 کروڑ 40 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار کا ہدف حاصل کرنا مشکل ہوگا۔



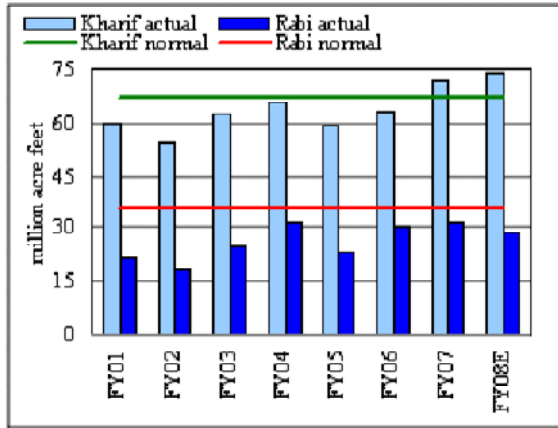
تاہم حالیہ بارشوں اور برفباری کی وجہ سے آب پاشی کی صورتحال بہتر ہو جانے سے گندم کی کاشت میں کمی کا اثر کسی حد تک زائل ہو گیا۔ خاص طور پر موسم سرما کی

بارشوں سے نہ صرف گندم کے کھیتوں کو پانی کی فراہمی بہتر ہوگی بلکہ اس سے درجہ حرارت بھی خاصا کم ہو گیا۔ کم درجہ حرارت کا یافت پر خصوصاً نموکے ابتدائی مرحلے میں بہت اثر پڑے گا جس سے گندم کی فصل اچھی ہونے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔ ان بارشوں سے سب سے زیادہ فائدہ بارانی علاقوں کو ہوگا جہاں لگ بھگ 14 فیصد گندم اگائی جاتی ہے۔

⁴ زیر کاشت گندم کے رقبے کا عبوری تخمینہ اواخر جنوری 2008ء میں 8400 ہزار ہیکٹر لگایا گیا جبکہ اواخر جنوری 2007ء میں یہ 8420 ہزار ہیکٹر تھا۔

⁵ اخبارات میں یہ رپورٹیں شائع ہوئیں کہ (ڈی اے پی کی قیمت بڑھنے سے) گندم کی پیداواری لاگت میں اضافے کے باعث کاشتکاروں نے سورج مکھی اگانی شروع کر دی ہے جس میں ان کو گندم کی نسبت زیادہ آمدنی کی توقع ہے۔

شکل 2.2: آب پاشی کی سہولتوں کی دستیابی



دیگر فصلیں

مختلف چھوٹی فصلوں کے بارے میں ابتدائی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ ان فصلوں کی نمو پچھلے برسوں سے خاصی زیادہ ہوگی۔ دیگر فصلوں نے بھی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا جن میں باجرا، جوار، مریچ، مونگ اور آلو وغیرہ شامل ہیں۔ بلند پیداوار کے نتیجے میں ان اشیاء کی فراہمی مالی سال 2008ء کے دوران سبزیوں اور تازہ پھلوں خصوصاً آم، سٹرس فروٹ، پیاز اور آلو کی نسبتاً کم قیمتوں سے بھی ہوتا ہے۔

2.1.2 آب پاشی

مالی سال 2008ء کی ریح کی فصل کے آغاز میں پانی کی قلت کا تخمینہ 'معمول' کی سطح کے مقابلے میں 22 فیصد کم لگایا گیا تھا جبکہ فصل ریح م س 07ء میں یہ قلت 14.3 فیصد رہی تھی (دیکھئے شکل 2.2)۔ حالیہ بارشوں سے اس مسئلے کی شدت کچھ کم ہوئی ہے بوائی کے موقع پر پانی کی قلت کی توقعات سے نمو کے امکانات متاثر ہو چکے ہیں۔

مثال کے طور پر زیر کاشت گندم کے رقبے میں کمی کی ایک وجہ غالباً پانی کی ناقص دستیابی کی توقعات تھیں جس کی بنا پر کچھ علاقوں میں کاشتکاروں نے گندم کے بجائے سورج مکھی اور چنے کی کاشت شروع کر دی گوکہ سرمائی بارشیں زیادہ ہونے کے باعث گندم کی پیداوار کو بھی فائدہ ہوا اور سورج مکھی اور چنے کی فصلوں کو نقصان پہنچا۔

بدقسمتی سے بارشوں کا فائدہ محدود رہا اور م س 08ء کی باقی ماندہ فصل ریح کے دوران پانی کی قلت شدید تر ہو جانے کا امکان ہے کیونکہ جنوری 2008ء میں بجلی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے آبی ذخائر سے اضافی پانی نکالا گیا ہے۔ اس لیے م س 09ء کی خریف کی فصلوں کے لیے پانی کی دستیابی کے امکانات کا بہت زیادہ انحصار مون سون کی بارشوں پر ہوگا۔

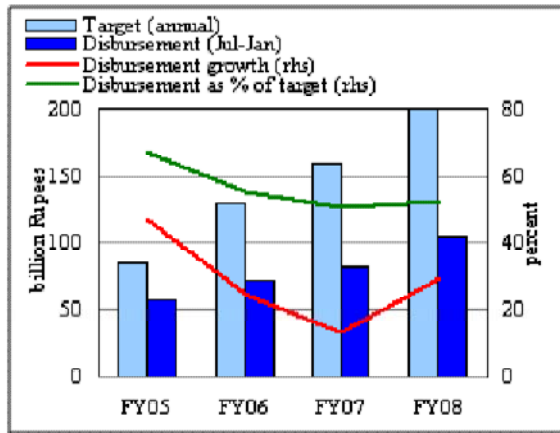
2.1.3 شعبہ زراعت کے لیے قرضے

شعبہ زراعت کو اداروں کی جانب سے قرضوں کی تقسیم مالی سال 2008ء کے جولائی تا جنوری کے عرصے میں 23.8 ارب روپے بڑھ کر 104.8 ارب روپے ہو گئی۔ اس اضافے کا بڑا محرک کمرشل بینکوں کی جانب سے قرضوں کی فراہمی میں تیزی تھی اور کھاد (خصوصاً ڈی اے پی)، کیڑے مار دواؤں، توانائی، مزدوری اور نقل و حمل کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی بنا پر پیدا ہونے والی بلند طلب کو پورا کیا۔

جدول 2.2: زرعی قرضوں کی تقسیم (جولائی تا جنوری)			
فیصد	میں 06ء	میں 07ء	میں 08ء
موم			
کمرشل بینک	39.3	0.9	33.2
زرعی ترقیاتی بینک	9.9	20.4	3.4
پنجاب پرائفل کمرشل بینک	-29.0	22.1	-9.3
نئی ملکی بینک	54.0	44.3	89.7
کل	24.7	13.0	29.4
حصص			
کمرشل بینک	52.4	46.8	48.2
زرعی ترقیاتی بینک	31.5	33.6	26.8
پنجاب پرائفل کمرشل بینک	4.6	5.0	3.5
نئی ملکی بینک	11.4	14.6	21.4

غیر زرعی قرضے میں اضافے نے بھی ماس 08ء کے جولائی تا جنوری کے عرصے میں زرعی قرضے کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ مذکورہ عرصے میں کمرشل بینکوں کی جانب سے قرضوں میں اضافے نے تخصیصی بینکوں کے قرضوں کی کمی کی تلافی کردی۔ نتیجے کے طور پر اگرچہ تمام کمرشل بینکوں (پانچ بڑے کمرشل بینکوں اور ملکی نجی بینکوں) کا حصہ 75 فیصد تک پہنچ گیا جو ریکارڈ ہے جس سے تخصیصی بینکوں کا حصہ کم ہو گیا (دیکھئے جدول 2.2)۔ سالانہ ہدف کے فیصد کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم بھی اس عرصے میں بڑھ کر 52.6 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 2007ء کے اسی عرصے میں یہ 50.6 فیصد تھی جس سے امکان ظاہر ہوتا ہے کہ مسلسل پانچویں سال زرعی قرضوں کی تقسیم ہدف سے زیادہ رہے گی (دیکھئے شکل 2.3)۔

شکل 2.3: زرعی قرضہ



زرعی قرضوں میں کمرشل بینکوں کا بڑھتا ہوا کردار خوش آئند ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زرعی قرضہ کمرشل قرض گاری کے لیے ایک اچھا شعبہ ہے۔ کمرشل بینکوں نے بھی مثبت رد عمل کا مظاہرہ کیا اور زرعی قرضہ جات کے لیے نئی مالی مصنوعات متعارف کرائی ہیں اور ان کے لیے خوب مارکیٹنگ کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پانچ سب سے بڑے کمرشل بینکوں کی جانب سے زرعی قرضہ جات کی تقسیم جولائی سے جنوری کے عرصے میں 33.2 فیصد سال بسال بڑھ گئی جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے میں صرف 0.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔⁶

اسی طرح ملکی نجی بینکوں نے بھی اچھی کارکردگی دکھائی اور جولائی تا جنوری میں ان کے زرعی قرضوں کی تقسیم میں 89.7 فیصد کا اضافہ ہوا ہے جبکہ پچھلے سال اسی عرصے میں 44.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ زرعی قرضوں میں ملکی نجی بینکوں کا حصہ مسلسل بڑھا ہے جس کی بنا پر یہ گروپ اس حوالے سے چند برسوں میں بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو یہ ملک میں زرعی قرضے دینے والا دوسرا سب سے بڑا گروپ بن جائے گا۔

⁶ مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی میں قرضوں کی فراہمی کے حوالے سے بینکوں کی کمزور کارکردگی کا بڑا سبب عیب بینک کی تشکیل نو کے اقدامات تھے۔

اس کے برعکس جولائی تا جنوری کے عرصے میں تخصیصی بینکوں کی زرعی قرضہ جات کی تقسیم کے حوالے سے کمزور کارکردگی تشکیل نو اور زرعی ترقیاتی بینک کی ریو لوٹنگ کریڈٹ اسکیم پر زور دینے کی بنا پر تھی۔ تخصیصی بینکوں کا انفراسٹرکچر بڑا ہے اور ان کے پاس کمرشل بینکوں کی نسبت عملہ بھی زیادہ ہنرمند ہے۔ اس کے باوجود تخصیصی بینکوں کے زرعی قرضوں میں کمی آنا خوش آئند نہیں۔ تخصیصی بینکوں کو منڈی میں اپنا حصہ برقرار رکھنے کے لیے زرعی قرضوں کی تقسیم میں اپنی کارکردگی بہتر بنانی چاہیے۔ تخصیصی بینکوں کی کمرشل بنیادوں پر تشکیل نو اور اصلاحات کی ضرورت ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ زرعی قرضوں کی تقسیم تو بڑھ رہی ہے لیکن قرض لینے والوں کی تعداد حالیہ برسوں میں کم ہوتی جا رہی ہے۔ جولائی سے جنوری کے دوران بھی یہ رجحان جاری رہا۔ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ اگرچہ پیداواری قرضہ جات کے قرض داروں کی تعداد کم ہوئی تاہم ترقیاتی اور غیر فارمی قرضے لینے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اسٹیٹ بینک اس مسئلے سے آگاہ ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کو اداروں سے قرضے مہیا نہیں ہو پاتے۔ اس بارے میں بڑی رکاوٹ چھوٹے کاشتکاروں کے لیے مناسب ضمانت کی عدم دستیابی ہے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے زرعی قرضوں کا دائرہ وسیع کرنے کے لیے چھوٹے کاشتکاروں کے لیے ایک مالکاری اسکیم تشکیل دی ہے (دیکھئے باکس 2.3)۔ توقع ہے کہ اس اسکیم سے مطلوبہ نتائج برآمد ہوں گے اور زرعی شعبے میں قرض داروں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

جدول 2.3: قرض داروں کی تعداد اور زرعی قرضہ جات بلحاظ مقصد کی تقسیم (جولائی تا دسمبر)

شعبہ	م 06ء	م 07ء	م 08ء	م 07ء	م 08ء	م 07ء	م 08ء	م 07ء	م 08ء	م 07ء	م 08ء	فیصد تبدیلی	مجم	فیصد نمو
فارمی شعبہ	454,724	519,317	452,350	14.2	-12.9	61,345	66,191	15.7	7.9	61,857	66,191	7.9	7.9	7.9
پیداواری*	434,558	506,576	436,098	16.6	-13.9	57,923	61,857	22.4	6.8	57,923	61,857	22.4	6.8	6.8
ترقیاتی**	20,166	12,741	16,252	-36.8	27.6	3,422	4,334	-39.7	26.6	3,422	4,334	-39.7	26.6	26.6
کارپوریٹ	3	14	2	366.7	-85.7	673	140	1.7	-79.1	673	140	1.7	-79.1	-79.1
غیر فارمی***	33,514	29,735	33,652	-11.3	13.2	9,674	23,946	9.2	147.5	9,674	23,946	9.2	147.5	147.5
زرعی شعبہ	488,241	549,066	486,004	12.5	-11.5	71,691	90,277	14.7	25.9	71,691	90,277	14.7	25.9	25.9

* اس میں بیج، کھاد اور کیڑے مار دوائیں وغیرہ شامل ہیں۔

** اس میں زمین کو بہتر بنانے، ٹریکٹر اور مشینری وغیرہ کے لیے قرضہ جات شامل ہیں۔

*** گلہ بانی، پولٹری، جنگل بانی اور ماہی گیری۔

قرضہ بلحاظ مقصد⁷

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں فارمی قرضوں کی نمو میں سست رفتاری آئی تاہم غیر فارمی مقاصد کے لیے قرضہ جات میں مستحکم نمو رہی (دیکھئے جدول 2.3)۔ غیر فارمی قرضوں میں یہ تیزی حکومت کی مثبت پالیسیوں اور گلہ بانی کے شعبے میں نجی شعبے کی امیدوں کا نتیجہ ہے۔ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ غیر فارمی شعبے میں سست رفتاری کے باوجود ترقیاتی قرضے 26.6 فیصد بڑھ گئے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کاشتکار اس شعبے کے امکانات سے اچھی امیدیں وابستہ کیے ہوئے ہیں۔ تاہم کارپوریٹ قرضوں میں کمی مایوس کن تھی کیونکہ جدید تکنیک اور کھیتوں کا بہترین انتظام چلانے کے لیے اس شعبے کی نمو بہت ضروری ہے۔ اچھے طور طریقے متعارف کرانے کے اثرات عموماً دور رس ہوتے ہیں اور ان سے پیداوار بہت

⁷ قرضہ بلحاظ مقصد کے اعداد و شمار جولائی تا دسمبر تک کے دستیاب ہیں۔

میں اضافہ ہوتا ہے اور ضیاع میں کمی آتی ہے۔

قرضوں کی واپسی

چونکہ زرعی قرضوں کی تقسیم کی بنیاد ریوالونگ کریڈٹ فارمولے پر ہے اس لیے تقسیم کی کارکردگی کا اندازہ واپسی کے عمل سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔

پانچ بڑے بینکوں اور ملکی نجی بینکوں کے زرعی قرضوں کی واپسی کی نمونہ سست رفتاری کے باوجود ان کی کارکردگی جولائی سے جنوری کے عرصے میں اچھی رہی (دیکھئے جدول 2.4)۔ اس کے مقابلے میں تخصیصی بینکوں کی قرضوں کی واپسی کی کارکردگی نسبتاً ناقص تھی۔ اس سے اس نقطہ نظر کو تقویت ملتی ہے کہ تخصیصی اداروں کو کمرشل بنیادوں پر اپنی کارکردگی بہتر بنانی چاہیے۔

2.1.4 کھاد کا استعمال

کھادوں کے مجموعی استعمال میں جولائی تا جنوری کے عرصے میں گزشتہ سال کے اسی عرصے کی نسبت کمی دیکھی گئی (دیکھئے جدول 2.5)۔ یہ نمونہ صرف یوریا کے استعمال میں اضافے کی وجہ سے ہوئی۔ ڈی اے پی کھاد⁸ پر خاصاً زراعت دیے جانے کے باوجود اس کے استعمال میں جولائی تا جنوری کے عرصے میں تیزی سے کمی ہوئی کیونکہ بین الاقوامی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

یوریا کا زیادہ استعمال بین الاقوامی نرخوں کے مقابلے میں ارزانی کا نتیجہ تھا (دیکھئے شکل 2.4 الف)۔ یہ فرق نسبتاً سستی قدرتی گیس کی دستیابی سے منسوب کیا جاتا ہے جو یوریا کی تیاری میں استعمال ہونے والا اہم خام مواد ہے۔ جہاں تک ڈی اے پی کا تعلق ہے، ملکی قیمتیں عالمی نرخوں سے زیادہ ہی رہتی ہیں۔ بہر حال ڈی اے پی پر دیا جانے والا زراعت عالمی قیمتوں کی نسبت کم ملکی

جدول 2.4: قرضوں کی واپسی کی نمونہ (جولائی تا جنوری) فیصد

م 05ء	م 06ء	م 07ء	م 08ء
153.3	-32.9	72.0	39.7
16.8	-3.0	14.1	0.5
4.4	6.0	-3.2	10.8
662.8	-57.0	231.9	93.5
77.1	-22.5	49.6	31.7

کمرشل بینک زرعی ترقیاتی بینک پنجاب پرائیویٹ کمرشل بینک ملکی نجی بینک کل

جدول 2.5: کھاد کا استعمال (جولائی تا جنوری) ہزار ٹن

م 06ء	م 07ء	م 08ء
3,380	3,011	3,468
1,056	1,202	961
4,435	4,213	4,429
7.2	-10.9	15.2
-0.8	13.8	-20.0
5.2	-5.0	5.1

یوریا ڈی اے پی کل: منڈی میں حصہ (فیصد)

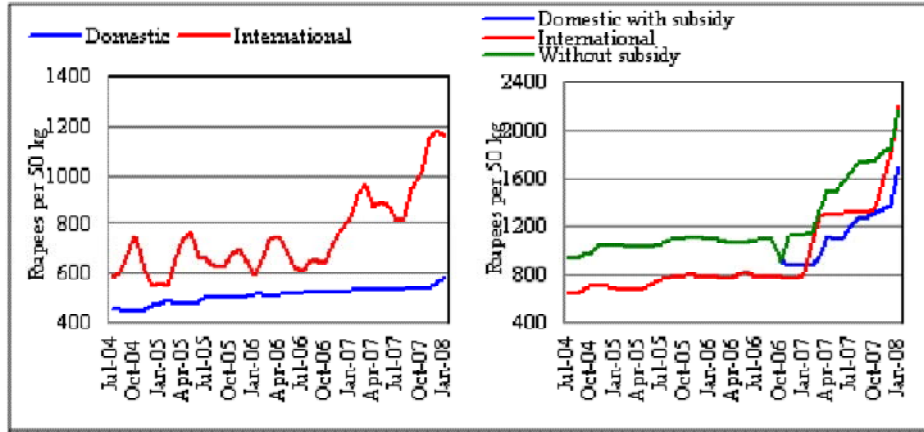
76.2	71.5	78.3
23.8	28.5	21.7

یوریا ڈی اے پی پر منتج ہوا۔ حکومت نے ڈی اے پی پر زراعت میں اضافہ کر دیا تاہم وہ بین الاقوامی نرخوں کے بڑھتے ہوئے رجحان کا اثر زائل نہیں کر سکتی (دیکھئے شکل 2.4 ب)۔ ڈی اے پی کے استعمال میں کمی یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس قیمت پر اس کا استعمال غالباً قابل عمل نہیں۔ ڈی اے پی

⁸ کاشتکاروں کو کھادوں کا متوازن آمیزہ استعمال کرنے کی ترغیب دینے کے لیے ڈی اے پی کھاد کے 50 کلوگرام کے قصبے پر 470 روپے کے زراعت میں مالی سال 2008ء کی فصلوں کے لیے توسیع کردی گئی۔

شکل 2.4 ب: ڈی اے پی کی قیمتوں کے رجحانات

2.4 الف: یورپا کی قیمتوں کے رجحانات



کے کم استعمال سے نہ صرف حکومت کی اس مہم کو نقصان پہنچے گا جس کے تحت وہ کاشتکاروں پر زور دے رہی ہے کہ کھادوں کا متوازن آمیزہ استعمال کیا جائے بلکہ اس کے گندم کی یافت پر بھی منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

بکس 2.3: چھوٹے کاشتکاروں کے لیے مالکاری اسکیم۔ بینکوں کے لیے ہدایات

عنانست ذرکھنے والے چھوٹے کاشتکاروں کو ادارہ جاتی قرضوں کی فراہمی بڑھانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے ”چھوٹے کاشتکاروں کے لیے مالکاری اسکیم“ (Financial Scheme for Small Farmers, FSSF) متعارف کرائی۔ یہ زرعی قرضہ جات کے شعبے میں منڈی کی ناکامی کے اصل سبب یعنی ضمانت کی عدم دستیابی کا مسئلہ حل کرنے کی کوشش ہے۔ یہ اسکیم چھوٹے کاشتکاروں کو بڑے اداروں کے قرضے دلوانے کا موقع فراہم کرتی ہے اور اس سے ہزاروں چھوٹے کاشتکاروں کی زندگی پر اثر پڑ سکتا ہے۔ اسکیم کی بنیاد کاشتکاروں کے چھوٹے گروپ ہیں اور یہ زراعت کے تمام شعبوں بشمول فارمنگ، گھ، بانی، ڈیری، پولٹری، مائی گیری اور باغبانی وغیرہ کا احاطہ کرتی ہے۔ اسکیم کے پیچیدہ نکتہ درنچ ذیل ہیں:

گروپ تحرکات

- ☆ این جی اوز اور زرعی خام مال فراہم کرنے والوں کے توسط سے بینک سال فارمز گروپ بنائیں گے جن میں 5 سے 15 ارکان ہوں گے۔
- ☆ بینک قرضوں کی اہلیت جانچنے کے لیے براہ راست جائے وقوع پر جا کر یہ تصدیق کریں گے کہ آیا کاشتکاری ہو رہی ہے اور ہر رکن کو دی جانے والی رقم کا تحنید لگائیں گے۔
- ☆ بینک کا عملہ گروپ کے اجلاسوں کا انتظام کرے گا اور ان کا ریکارڈ رکھے گا اور اہلیت کی بنیاد پر ارکان کو فارغ یا تبدیل کرے گا۔
- ☆ ہر گروپ معاہدہ بینک کی رضامندی سے اپنے ارکان میں سے ایک گروپ رابطہ کار نامزد کرے گا۔
- ☆ منتخب رابطہ کار اجلاسوں کا رورڈائیوں کا ایک سرسری نظام الاوقات بنائے گا۔ وہ گروپ کی دستاویزات کا بھی ریکارڈ رکھے گا۔ کسی رکن کی جانب سے رقوم کے غلط استعمال پر رابطہ کار بینک کو آگاہ کرے گا۔
- ☆ گروپ کے ارکان اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ بینک کو ہر قرض دار رکن گروپ کی جانب سے بروقت قرض کی ادائیگی ہوتی رہے۔ کسی رکن کی نادرہنگی کی صورت میں تمام ارکان قرضوں کی ادائیگی کے لیے حکمت عملی نظام الاوقات تشکیل دیں گے۔
- ☆ ہر گروپ ایک ذاتی ضمانت داخل کرے گا جو ایک مشترکہ معاہدہ ذمہ داری ہوگی جس میں گروپ کا ہر رکن تمام ارکان گروپ کے واجب الادا قرضوں کی ذمہ داری لے گا۔ ارکان گروپ کی ہیئت ترکیبی میں تبدیلی کی صورت میں تمام ارکان کو ایک ہی ذاتی ضمانت پر دستخط کرنے ہوں گے۔

قرض داری کی اہلیت

☆ فصلوں کے شعبے میں فروڈ 12.5 کلو⁹ تک زمین کا مالک/کرایہ دار/پٹہ دار/الائی ہونا چاہیے جنہیں ان کاموں کی کافی معلومات ہونی چاہیے جو انجام دیے جانے ہیں۔
☆ غیر فصلی شعبے میں:

* چھوٹے پیمانے پر گلہ بانی کرنے والے جیسے 40 جانور تک: بھیڑ، بکریاں، 25 جانور تک: گوشت والے مویشی اور 4 جانور تک: دودھ دینے والے جانور۔
یا
* پولٹری فارمنگ، برائٹر 1500 مرغیوں تک، لیئرز 500 پرندوں تک اور دیسی 500 پرندوں تک۔

یا
* تالاب یا جھیل وغیرہ کی مائی گیری جس میں 12 ایکڑ تک کے تالاب یا بحری مائی گیری جس میں ایک کشتی استعمال کی جارہی ہو جس کی گنجائش 5 گراؤن سے زیادہ نہ ہو۔
* کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ ہونا چاہیے۔
* کم از کم دو سال سے اسی گاؤں/علاقے کا رہائشی ہونا چاہیے۔
* قرض دار کا بینک اکاؤنٹ ہونا چاہیے۔
* کسی بینک کا نادہندگان نہیں ہونا چاہیے۔
* بینک کی پالیسی کے مطابق کوئی اور شرط بھی ہو سکتی ہے۔

مالکاری کی سہولتیں

☆ مالکاری کی ضرورت پوری کرنے کے لیے دولاکھ روپے فی قرض دار سے زیادہ رقم فراہم نہیں کی جائے گی۔
☆ ادائیگی کا نظام الاوقات ان فصلی/غیر فصلی سرگرمیوں کے پیداواری اوقات کے مطابق بنایا جاسکتا ہے جن کے لیے قرض دیا جا رہا ہے یا تین سال کے لیے ریوا لوگ کرڈٹ کی سہولت کے تحت تشکیل دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ سال میں ایک بار تمام واجبات (بشمول اصل زرا اور سود) بے باقی کر دیے جائیں یا غیر فصلی سرگرمیوں کی صورت میں قرض داری آمدنی کے اوقات کے مطابق بنایا جاسکتا ہے۔

مالکاری کی اقسام

☆ جاری سرمایہ: (i) چھوٹا فارم قرضہ فصلوں کی پیداوار کے لیے بیج، کھاد، کیڑے مار ادویات وغیرہ خریدنے کے لیے فراہم کیا جائے گا۔ فارمنگ سے متعلق مختلف اخراجات پورے کرنے کے لیے پیداواری قرضہ جات میں جاری سرمایے کی مالکاری بھی شامل ہے۔ (ii) غیر فاری قرضے میں گلہ بانی، ڈیری، پولٹری اور مائی گیری کے لیے قلیل مدتی مالکاری شامل ہے۔ اس میں جانوروں کی خوراک کی خریداری، پرورش اور علاج کے اخراجات، دودھ اکٹھا کرنے کے لیے جاری سرمایہ، چوزوں، مچھلی کے انڈوں، ٹیوب ویلوں کو چلانے کے اخراجات وغیرہ بھی شامل ہیں۔

☆ میعاد کی مالکاری: زمین میں بہتری لانے، شیڈ روض کی تعمیر، پھلوں کا باغ/زرعی لگانے، مویشی، فارم کے آلات، مشینری، ٹیوب ویل، جنریٹر وغیرہ خریدنے کے لیے بینک چھوٹے کاشتکاروں کو میعاد قرضے فراہم کر سکتے ہیں۔

☆ دستاویزات: بینک مالی ادارے مندرجہ ذیل معیاری دستاویزات¹⁰ استعمال کر سکتے ہیں تاہم وہ اپنی پالیسی کے مطابق بینک قرض دار کے مفاد کے تحفظ کے لیے اضافی دستاویزات بھی حاصل کر سکتے ہیں:

* گروپ فارمیشن فارم

* لون اپنی کیشن فارم

* کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ کی تصدیق شدہ نقول

* ذاتی ضمانت

* تعلقہ ناظم سے رہائش کا تصدیق نامہ (اگر کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ پر درج مستقل پتہ اور جائے کاروبار میں فرق ہے)

* قرض داری جانب سے کاشتکاری کی تصدیق کے لیے khasra/girdawari یا لیز کے معاہدے یا بینک کی پالیسی کے مطابق کوئی اور دستاویز

* زمیندار کی جانب سے یہ تحریری اقرار کہ اس نے اپنی زمین پر کسی اور ادارے سے قرض نہیں لیا اور جب تک گروپ کارکن ہے بینک کی منظوری کے بغیر آئندہ بھی نہیں لے گا۔

⁹ سندھ اور بلوچستان میں یہ حد بالترتیب 16 اور 32 ایکڑ ہے۔

¹⁰ دستاویزات کے نمونے اس ویب پیج پر دستیاب ہیں: www.sbp.org.pk/acd/2008/Annex-C1.pdf

دیگر اہم پہلو

☆ تمام دستاویزات مکمل ہونے پر بینک سات دن کے اندر جاری سرمائے قلیل مدتی ماکاری اور پندرہ دن میں میعاد قرضوں کی سیم کو یقینی بنائیں گے۔

☆ بینک کا بجور سے سود کا اور اپنی قرضہ پالیسی کے مطابق لاگت کا تعین کریں گے۔

☆ قرضے کی قبل از ادائیگی یا ایڈجسٹمنٹ پر بینک کوئی جرمانہ وصول نہیں کریں گے۔

☆ قرض دار اور بینک کے مفاد کا تحفظ کرنے کے لیے بینک فصلی اور غیر فصلی سرگرمیوں کے لیے دیے گئے قرضوں کا بیمہ اور قرض دار کی زندگی کا بیمہ کرائیں گے تاکہ قدرتی آفت یا قرض دار کے بس سے باہر کسی واقعے کی صورت میں کوئی نقصان ہو تو اس کے تحفظ کا انتظام ہو۔

☆ ارکان کے اصل زر اور سود کی بروقت ادائیگی کو یقینی بنانا گروپ کے ارکان کی مشترکہ ذمہ داری ہوگی۔ اس حوالے سے دیگر شرائط و قواعد پر دو دفعہ ریگولیشنز فار ایگری کلچرل فنانسنگ کے مطابق ہوں گے۔

☆ عدم ادائیگی کی صورت میں بینک کو اس وقت تک گروپ کے تمام ارکان کو قرضوں کی بحالی، تقسیم روکنے کا اختیار ہوگا جب تک مکمل ادائیگی یا ری شیڈولنگ نہ ہو جائے۔ بینک واپسی یا مزید قرضوں کے اجراء کے سلسلے میں مناسب طریقے تشکیل دیں گے۔

☆ بینکوں اور مالی اداروں کو یہ یقینی بنانا ہوگا کہ قرضے انہی مقاصد کے لیے استعمال ہوئے ہیں جن کے لیے وہ حاصل کیے گئے تھے۔ اس مقصد کے لیے بینک مالی ادارے جہاں مناسب سمجھیں ادائیگی براہ راست خام مال وغیرہ کے فراہم کنندگان کو کر سکتے ہیں۔ تاہم یہ شرائط ان کا شککاروں پر لاگو نہیں ہوگی جنہیں ریوالونگ کریڈٹ اسکیم کے تحت قرضے دیے جاتے ہیں۔

2.2 بڑے پیمانے کی اشیا سازی

پاکستان کے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے شعبے کو مالی سال 2008ء کے آغاز سے ہی مشکلات کا سامنا ہے۔ پچھلے برسوں کی شاندار کارکردگی کے مقابلے میں نسبتاً سست رفتار نمو کا باعث ملکی اور غیر ملکی عوامل بنے ہیں (دیکھئے جدول 2.6)۔ ان عوامل میں عالمی گرانی، ملک میں توانائی کے مسائل اور (خصوصاً ٹیکسٹائل کی برآمدات کی) طلب میں کمی شامل ہیں۔ 27 دسمبر 2007ء کے واقعے کے بعد ہونے والے معاشی نقصانات سے سالانہ ہدف پورا ہونے کے امکانات اور کم ہو گئے ہیں۔

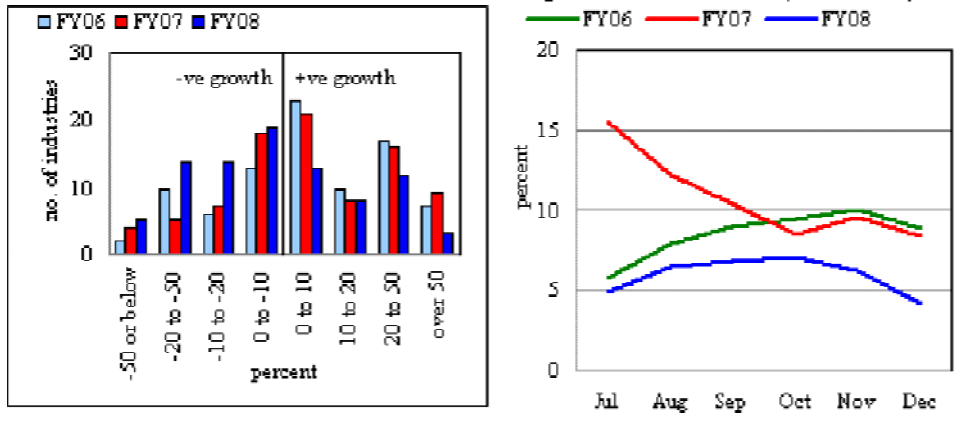
مذکورہ واقعے کے اثر کے علاوہ دسمبر 2007ء میں توانائی کی قلت کا مسئلہ بھی شدید تر ہو گیا جس کی بنا پر متعدد صنعتوں کی پیداوار خاصی کم ہو گئی (دیکھئے شکل 2.5)۔ نتیجے کے طور پر اگرچہ دسمبر میں پچھلے تین برسوں میں نمو سست رفتار رہی ہے تاہم دسمبر 2007ء میں یہ سست رفتاری اور بھی زیادہ تھی۔

بحیثیت مجموعی مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سست رفتاری 15 میں سے 11 صنعتی گروپوں میں پائی گئی۔ ان میں کاغذ اور گتہ، دھاتیں، کھاد اور الیکٹرانکس کی صنعتوں کی پیداوار میں کمی ہوئی۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی شعبہ دار کارکردگی (پہلی ششماہی)		
فیصد	میں 07ء	میں 08ء
پیداوار میں کمی کا مظاہرہ کرنے والے شعبے		
کاغذ اور گتہ	2.0	-10.4
کھاد	-2.9	-3.2
دھات کی صنعتیں	13.1	-7.2
الیکٹرانکس	9.8	-7.7
سست رفتار نمو کا مظاہرہ کرنے والے شعبے		
ٹیکسٹائل	11.3	2.1
کیمیکلز	15.0	3.09
غذا، شراب و بات اور تباکو	4.8	4.4
گاڑیاں	7.9	0.5
چمڑا اور اس کی مصنوعات	3.1	1.8
ٹائر اور ٹیوب	18.4	8.4
غیر دھاتی معدنیات	19.5	17.8
تیز رفتار نمو کا مظاہرہ کرنے والے شعبے		
پٹرولیم اور تیل وغیرہ	-6.0	6.2
ادویات	4.0	36.4
لکڑی کی مصنوعات	1.4	31.1
انجینئرنگ مصنوعات	17.5	19.1
مجموعی صورتحال	8.4	4.2

شکل 2.5 ب: دسمبر میں سال بسال نمونہ فریکوئنسی تقسیم

شکل 2.5 الف: ایل ایس ایم کی نمو (مجموعی)



کاغذ اور گتے کی صنعت گنجائش کی کمی کی وجہ سے زیادہ متاثر ہوئی کیونکہ اس شعبے میں خاصے عرصے سے کوئی بڑی سرمایہ کاری نہیں ہوئی۔ اسی طرح پہلی ششماہی میں کھاد کی پیداوار میں کمی بھی زیادہ تر ڈی اے پی کے ایک بڑے پلانٹ کی بندش کی وجہ سے ہوئی جو درستی اور جدید کاری کے لیے بند کیا گیا۔ نتیجے کے طور پر اس دوران غیر یورپائی کھادوں کی درآمد بڑھ گئی۔

اس کے برعکس الیکٹرانکس کی پیداوار میں کمی طلب گھٹ جانے کی بنا پر ہوئی۔ ایک طرف تو خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت سے نرخوں میں اضافہ ہو گیا اور دوسری طرف صارفین قرضوں کی لاگت بڑھنے سے طلب کم ہوئی (کیونکہ بینکوں نے بلند تر نشانیہ شرحوں اور ان قرضوں پر خطرے میں اضافے کے خدشات کے مطابق نرخ متعین کیے)۔

اساسی دھاتوں کے ذیلی شعبے کی نمو میں کمی عملی رکاوٹوں کے باعث ہوئی۔ اس شعبے کو توانائی کی شدید قلت کا سامنا ہے جس سے پلانٹ اپنی بھرپور گنجائش پر نہیں چلائے جا رہے اور بعض صورتوں میں پیداواری سرگرمیاں رک گئی ہیں۔ توانائی کی قلت اور عالمی سطح پر نرخوں میں اضافے کی وجہ سے ملک میں قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور شعبہ مکانات کی جانب سے اسٹیل کی طلب میں کمی آگئی ہے۔

گذشتہ دو برسوں سے جاری گاڑیوں کی آزادانہ درآمد کی پالیسی سے ملکی صنعت متاثر ہوئی ہے۔ مالی سال 2008ء کے بجٹ میں حکومت نے یہ پالیسی سخت بنائی اور صرف تین سال تک پرانی گاڑیاں درآمد کرنے کی اجازت دی۔ اس سے مکمل ساختہ یونٹوں (completely built units, CBUs) کی درآمد میں کمی آئی ہے تاہم مقامی پیداوار میں تحریک نہ آسکی۔ اس کا اثر جاپانی ین کی مضبوطی اور کاروں کی فروخت پر 2.5 فیصد محصول سے بالکل زائل ہو گیا (دیکھئے جدول 2.7)۔ اس کے علاوہ مالی سال 2008ء میں گاڑیوں کے قدرے مہنگے قرضوں سے بھی گاڑیوں

کی طلب میں کمی آئی۔¹¹ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کارسازوں نے پہلی ششماہی میں پیداوار گھٹا دی۔ تاہم الگ الگ پروڈکٹوں کی شکل میں (completely knocked down, CKD) درآمدات میں 14.5 فیصد نمو یہ ظاہر کرتی ہے کہ دوسری ششماہی میں، جس میں عموماً 70 فیصد سالانہ پیداوار ہوتی ہے، کارسازی کا شعبہ سنبھل سکتا ہے۔

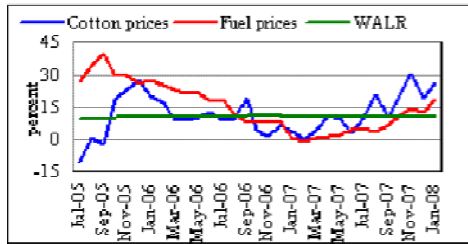
ٹیکسٹائل کے شعبے کی ناقص کارکردگی اس کی برآمدات میں تیزی سے کمی کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ کی حالیہ برسوں میں جاری سرمائے کے لیے بلند زر اعانت کے ساتھ مالکاری، معین سرمایہ کاری اور رعایتی برآمدی مالکاری کے باوجود ہوئی اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب صنعت کے اندر ڈھانچہ جاتی مسائل¹² اور

ٹیکسٹائل کے لیے امریکی طلب میں کمی تھی (تفصیلات کے لیے دیکھئے بیرونی تجارت پر سیکشن 6.6)۔ اس کے علاوہ رسدی اور عملی رکاوٹوں سے، جیسے مرس 08ء میں کپاس کی پیداوار میں کمی، بجلی و گیس کی قلت اور ملک میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال، اس شعبے کی کمزور کارکردگی کو مزید بدتر ہو گئی۔ کپاس کی ناقص پیداوار اور اس کے نتیجے میں کپاس کی نموگھٹ جانا ملکی ٹیکسٹائل کی صنعت کی مسابقت کی صلاحیت میں کمی کا اہم ترین سبب معلوم ہوتا ہے (دیکھئے شکل 2.6)۔

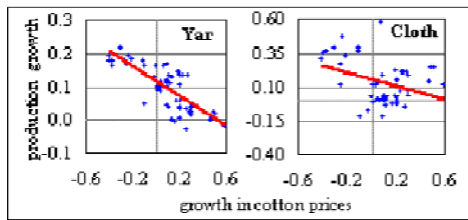
جدول 2.7: کاری صنعت کی کارکردگی کے اظہار (پہلی ششماہی) فیصد نمو

کاریوں کے قرضے	کاریوں کی پیداوار	کاریوں کی فروخت	سی بی یو کی درآمدات	سی بی یو کی درآمدات	سی بی یو کی درآمدات
م 05ء	2.8	29.1	31.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
م 06ء	25.8	28.4	24.2	دستیاب نہیں	دستیاب نہیں
م 07ء	7.7	6.1	6.7	3.7	-27.7
م 08ء	7.2	-2.8	-7.7	-5.8	-19.1

شکل 2.6 الف: ٹیکسٹائل صنعت کی پیداواری لاگت



شکل 2.6 ب: ٹیکسٹائل کی پیداوار پر کپاس کی قیمتوں کا اثر (3 جولائی تا 8 دسمبر)



ناقص کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ان شعبوں کے برعکس دوا سازی، پٹرولیم، سیمنٹ، انجینئرنگ اور لکڑی کی صنعتوں میں مستحکم نمو دیکھنے میں آئی۔¹³ سیمنٹ کی پیداوار میں نمو برآمدات کی طلب (دیکھئے جدول 2.8) کی بنا پر ہوئی تاہم پٹرولیم کی مصنوعات کی نمو کا باعث پچھلے برس دور یفائمنریوں میں پلانٹس کی مرمت کے بعد پیداوار میں اضافہ اور خرچ کا بڑھ جانا تھا۔ خام

¹¹ اگرچہ بظاہر گاڑیوں کے قرضوں کی نمو میں پہلی ششماہی کے دوران معمولی کمی ہوئی تاہم اس دوران کاروں کی قیمتوں میں اضافے کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ سست رفتاری خاصی زیادہ ہے۔

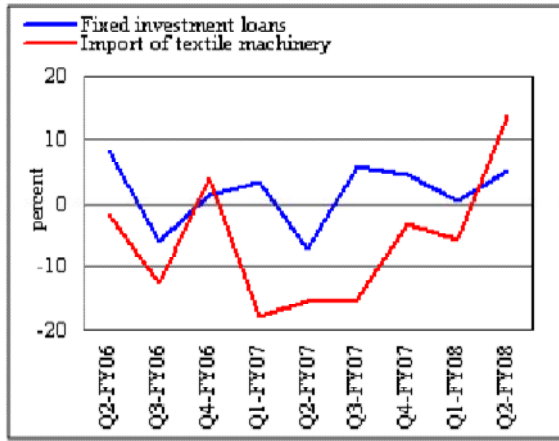
¹² ٹیکسٹائل کی صنعت میں ڈھانچہ جاتی رکاوٹوں میں مصنوعات تشکیل دینے میں مارکیٹ ریسرچ کی کمی کے علاوہ معیار کے مسائل بھی ہیں (مثال کے طور پر کپاس کی آلودگی)۔

¹³ مرس 08ء میں سیمنٹ کی پیداوار میں 18.2 فیصد نمو ہوئی جو پچھلے سال کی 18.8 فیصد سے معمولی سی کمی تھی۔ تاہم غیر دھاتی معدنیات گروپ میں دیگر ایشیا کی پیداوار تیزی سے کم ہوئی۔

جدول 2.8: سیمنٹ کے قیلے (000 ٹن)

پہلی ششماہی	ملکی	برآمدات	برآمدات بلورنگل
میں 06ء	7981	775	8.9
میں 07ء	9979	1203	10.8
میں 08ء	10940	2996	21.5

شکل 2.7: مشینری کی درآمدات کی سہ ماہی نمو



مواد کی وافر دستیابی کے طفیل شکر اور دوا سازی کی صنعتیں بھی اچھی کارکردگی دکھانے میں کامیاب رہیں۔ سرکاری شعبے میں صحت سے متعلق سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہونے اور وفاقی بجٹ میں خام مواد کی درآمد پر ڈیوٹیز میں کمی کی وجہ سے مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران دوا سازی کی صنعت میں 36.4 فیصد کی ریکارڈ نمو ہوئی۔¹⁴ اسی طرح شکر کی پیداوار میں مستحکم نمو سال کے دوران گنے کی ریکارڈ پیداوار کا نتیجہ ہے۔¹⁵ غذا، مشروبات اور تباکو کے ذیلی گروپ کی نمو خوردنی تیل گھی کی پیداوار گھٹنے کے باعث کم ہوئی۔

پس یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشیا سازی کے شعبے کو اب تک کی ناقص کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے آنے والے مہینوں میں اپنے مثبت پہلوؤں کو مزید مستحکم کرنا ہوگا۔ تاہم بہتری کے امکانات کم نظر آتے ہیں جس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

- 1- ملک کا ڈی اے پی تیار کرنے والا واحد پلانٹ تیسری سہ ماہی کے دوران جدید کاری کے لیے بند رہنے کی بنا پر کھاد کے شعبے کی قلیل مدتی کارکردگی متاثر ہوگی۔
- 2- توانائی کی طلب اور رسد میں بہت بڑی خلیج اور اس کے نتیجے میں حکومت کی جانب سے توانائی بچانے کے لیے اسٹیل میلنگ اور اسٹیل ری رولنگ پٹس کو 15 دن کے لیے کام بند کرنے اور ٹیکسٹائل ملوں کو جنوری 2008ء میں کام کم کرنے کی ہدایت۔
- 3- مالی بحران کے باعث امریکی معیشت میں سست رفتاری امریکہ کو ہونے والی برآمدات کم کر سکتی ہے۔

بہر حال مثبت پہلو یہ ہے کہ چند شعبوں میں کسی حد تک بہتری متوقع ہے، جیسے:

¹⁴ درآمدی ڈیوٹیز پر کمی کی عکاسی ادویاتی مصنوعات کی درآمدات میں 34.8 فیصد کی نمو سے بھی ہوتی ہے۔
¹⁵ اگر گنے کی چل کاری بروقت شروع ہو جاتی تو شکر کی پیداوار اس سے بھی بہتر ہوتی۔

1- آئندہ مہینوں میں شکر کی پیداوار مستحکم رہنے کی توقع ہے۔ یہ توقع بھی ہے کہ ملکی منڈی میں شکر کی گرتی ہوئی قیمتوں کو مستحکم کرنے کے لیے اضافی شکر برآمد کر دی جائے گی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حالیہ مہینوں میں شکر کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے جو شکر کی ملکی صنعت کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے۔

2- بھارت سے خام کپاس کی درآمد کے بعد کپاس کی ملکی منڈی میں نرخوں کا دباؤ کسی حد تک کم ہو سکتا ہے۔ مزید برآں، دوسری شمشاہی میں معین سرمایہ کاری قرضہ جات اور ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد سے بھی اشارہ ملتا ہے کہ ٹیکسٹائل کی صنعت میں بہتری کے آثار ہیں (دیکھئے شکل 2.7)۔

3- جنوری 2008ء میں پاکستان اور ملائیشیا کے درمیان آزاد تجارتی معاہدہ نافذ العمل ہونے کے بعد خوردنی تیل اور گھی کی صنعت میں بھی اسی طرح کی بحالی کی توقع ہے۔¹⁶ یہ بات جنوری 2008ء میں پام آئل کی درآمد میں 52.6 فیصد کی سال بسال نمو سے بھی ظاہر ہے۔

4- فروری 2008ء کے دوران ایک ریٹائننگ کمپنی میں نئے پری فلیش ڈسٹیلیشن سسٹم کی تنصیب کے بعد ریٹائننگ کی سرگرمیوں کو تحریک ملے گی۔

5- فروری سے اپریل 2008ء کے دوران دو ماہ کے لیے حکومت نے گاڑیوں کی فروخت پر دو ہولڈنگ ٹیکس (جو مالی سال 2008ء کے آغاز میں لگایا گیا تھا) منسوخ کر دیا۔ اس اقدام سے نرخوں میں کمی کی توقع ہے۔

بہر حال مجموعی طور پر بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے شعبے کی صورتحال کا انحصار زیادہ تر سیاسی منظر نامے، امن و امان کے حالات اور توانائی کے بحران کی شدت کم کرنے کے لیے حکومتی اقدامات کی کامیابی پر ہوگا۔

2.3 خدمات کا شعبہ

پالیسی سازی کے لیے نمونے کے رجحانات پر معلومات کی جلد دستیابی اہمیت رکھتی ہے خصوصاً اس لیے کہ معاشی پالیسیوں میں تبدیلیوں کا اثر مختلف مراحل میں تاخیر سے دیکھنے میں آتا ہے۔ خدمات کا شعبہ پاکستان کی سالانہ مجموعی ملکی پیداوار میں 50 فیصد سے زائد کا حصہ دار ہے تاہم اس شعبے کی نمو کا تخمینہ صرف سالانہ بنیادوں پر لگایا جاسکتا ہے۔ یہ صورتحال اشیاء پیدا کرنے والے شعبوں سے مختلف ہے جہاں فصلوں اور بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے بارے میں سال کے دوران جزوی اعداد و شمار دستیاب ہوتے ہیں۔

چنانچہ اس سیکشن میں خدمات کے شعبے کے مالی سال 2008ء کے مجموعی رجحانات جانچنے کی کوشش کی گئی ہے جن کا اندازہ کئی متغیرات کی بنیاد پر لگایا

¹⁶ اس معاہدے میں پام آئل کی ٹیرف پر جو فی الوقت 9200 فی ٹن ہے، 15 فیصد کو ٹی شامل ہے۔ تاہم معاہدے کا صنعت پر کوئی خاص اثر متوقع نہیں کیونکہ پام آئل کی قیمتوں میں اضافہ کم ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔

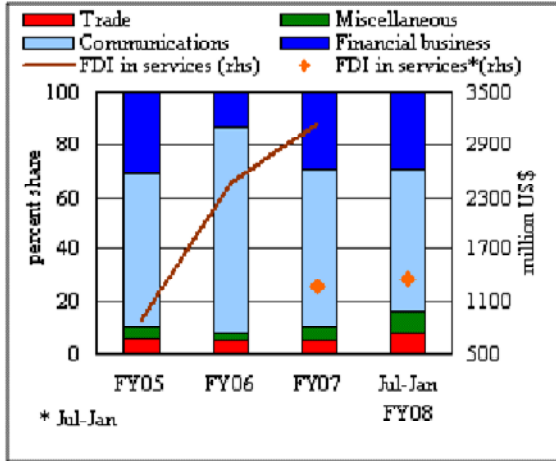
جدول 2.9: شعبہ خدمات کی کارکردگی کے اظہارے				
فیصد نمو یا دیگر مذکورہ اکائیاں				
شعبہ	م 06ء	م 07ء	م 08ء پہلی ششماہی	م 07ء پہلی ششماہی
تھوک اور خوردہ فروشی				
تھوک اور خوردہ فروشی کے لیے قرضہ	8.1	-62.8	10.7	15.5
تجارت میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	126.4	46.0	-0.4	55.0
درآمدات	38.8	6.9	13.8	9.1
تجارتی حجم (درآمدات اور برآمدات)	28.7	5.5	10.3	7.4
نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات				
نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے لیے قرضہ	-50.9	48.3	4.6	25.9
خام پٹرولیم درآمدات	76.6	-4.9	3.6	-1.8
کمرشل گاڑیوں کی پیداوار	16.1	7.9	1.6	4.2
ٹیلی ڈینٹری (فیصد آبادی)	26.3	44.1	¹ 52.9	¹ 35.4
سیلر ڈینٹری (فیصد آبادی)	22.2	39.9	¹ 48.6	¹ 31.1
نقل و حمل وغیرہ میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	267.8	-0.5	43.4	52.4
مالیات اور بیمہ				
کمرشل بینکوں کا منافع	² 51.5	² 10.8	³ 6.9	³ 20.4
مالیاتی کاروبار میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	22.2	182.6	-32.7	340.0
مکانات کی ملکیت				
سینٹ	13.5	22.5	⁴ 25.8	⁴ 11.6
دھاتوں کی پیداوار	5.3	10.7	-0.6	12.8
نظم عامہ و دفاع				
نظم عامہ و دفاع پر سرکاری اخراجات	14.3	3.3	³ 26.3	³ 18.5
کیونٹی، سماجی اور ذاتی خدمات				
سماجی و ذاتی خدمات میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	162.5	23.8	51.5	1.3
شعبہ خدمات میں مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	181.5	27.4	7.2	111.7
1: اعداد و شمار اواخر دسمبر تک کے ہیں۔				
2: اعداد و شمار جنوری سے ستمبر تک کے ہیں۔				
3: اعداد و شمار جولائی سے ستمبر تک کے ہیں۔				
4: اعداد و شمار جولائی سے اکتوبر تک کے ہیں۔				

گیا ہے (دیکھئے جدول 2.9)۔ خدمات کے شعبے کے زیادہ تر اظہارے پہلی ششماہی میں مستحکم نمو کی عکاسی کرتے ہیں۔

درآمدات (جو اس ذیلی شعبے میں نصف سے زیادہ اضافہ قدر کی ذمہ دار ہیں) میں خاصے اضافے کے پیش نظر تھوک اور خوردہ فروشی¹⁷ کے شعبے کی کارکردگی اچھی ہونے کا امکان ہے۔ اس ذیلی شعبے کو ملکی اور غیر ملکی چین اسٹورز کے نیٹ ورک میں توسیع سے بھی فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ خاص طور پر کثیر القومی چین اسٹورز مالی سال 2008ء میں بھرپور انداز میں چل رہے ہیں۔ مالی سال 2005ء سے 2007ء کے درمیان یہ اسٹورز 31 کروڑ 92 لاکھ ڈالر کی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا باعث بنے جبکہ مالی سال 2002ء اور 2004ء کے درمیان ان کا حصہ صرف 10 کروڑ 90

¹⁷ مالی سال 2007ء کے دوران مجموعی ملکی پیداوار میں اشیاء سازی اور تھوک و خوردہ فروشی کا حصہ 19.1 فیصد ہے۔

لاکھ ڈالر ہاتھ۔ تجارتی سرگرمیوں نے اہم فصلوں پر منفی اثر



تو مرتب کیا تاہم چھوٹی فصلوں کی پیداوار اور گندم و کپاس کی درآمدات میں خاصے اضافے سے یہ اثر زائل ہونے کی توقع ہے۔ اسی طرح نقل و حمل کے ذیلی شعبے میں تھوڑی بہت کمزوری کی تلافی حکومت کی لبرل پالیسیوں کی بنا پر الیکٹرانک ذرائع ابلاغ اور ٹیلی مواصلات کی مستحکم نمو اور اس ذیلی شعبے میں حالیہ بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے ہو سکتی ہے (دیکھئے شکل 2.8)۔ خاص طور پر موبائل فون کے شعبے میں توسیع متاثر کن ہے جو جولائی 2006ء سے دسمبر 2007ء کے دوران دگنے سے بھی بڑھ گئی ہے۔¹⁸ نقل و حمل میں جو نسبتاً کمزور نمود دیکھنے میں آئی ہے اس کی عکاسی قرضوں، سامان بردار گاڑیوں کی پیداوار اور پٹرولیم کی درآمدات سے ہوتی ہے۔

کمرشل بینکوں کے منافع کی سست نمو اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں کمی مالیات اور نیسے کے ذیلی شعبے میں اضافہ قدر کی نمو میں کمی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ تاہم مرکزی بینک کی نفع آوری میں بہتری کے امکانات اور اس کے ساتھ غیر بینکی مالی اداروں کے اضافہ قدر میں کچھ بہتری سے اس شعبے میں نمو کی رفتار بڑھ جانے کی توقع ہے۔

علاوہ ازیں نظم عامہ و دفاع اور کیونٹی اور سماجی خدمات کے اضافہ قدر کی نمو خدمات کے شعبے میں تیزی کا سبب بنے گی۔ ان دونوں شعبوں میں اضافہ قدر کے بڑھنے کا بڑا محرک ملک کے مختلف علاقوں میں فوج کی تعیناتی اور انتخابات میں سرکاری ونجی اخراجات کے علاوہ سماجی خدمات، خصوصاً صحت و تعلیم پر حکومتی اقدامات میں اضافہ ہے۔

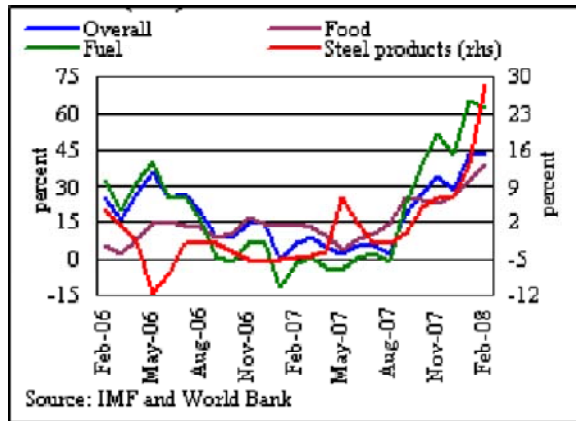
¹⁸ مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی ٹیلی ڈینسٹی 7 فیصدی درجے بڑھ گئی (ماخذ پی ٹی اے)۔

3 قیمتیں

3.1 گرانی کا عالمی منظر نامہ

جدول 3.1: عمومی گرانی سال بسال			مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران عالمی معیشت میں گرانی کے دباؤ مستحکم رہے۔ امریکہ، برطانیہ، یورپ، جاپان اور چین میں گرانی جنوری 2007ء کے مقابلے میں جنوری 2008ء میں نمایاں طور پر بلند سطح پر تھی۔ مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ترقی پذیر ملکوں میں بھی گرانی کا دباؤ بدستور طاقتور رہا (دیکھئے جدول 3.1)۔
جنوری 2008ء	ستمبر 2007ء	جون 2007ء	امریکہ
4.3	2.8	2.7	یوروزون
3.2	2.1	1.9	برطانیہ
2.2	1.8	2.4	جاپان
0.7	-0.2	-0.2	بھارت
5.5	5.7	6.1	عالمی معیشت میں عمومی اور ابھرتی ہوئی منڈیوں میں خصوصی بنگلہ دیش
11.4	9.6	9.2	سری لنکا
21.6	17.3	13	چین
7.1	4.6	2.9	ملائیشیا
2.3	1.8	1.4	انڈونیشیا
7.4	7.0	5.8	پاکستان
11.9	8.4	7.0	ماخذ: آئی ایف ایمس اور مختلف ملکوں کے شماریاتی ادارے

شکل 3.1: اشیائے صرف کی قیمت کے اشاریوں میں عالمی گرانی (سال بسال)



توانائی کی بلند قیمتوں کے بالواسطہ اثر سے غذائی قیمتیں بھی بڑھیں، دوسرے بایوفیول میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کی وجہ سے بھی غذائی اجناس بالخصوص اہم اناج کی قیمتوں میں منسلک اضافہ ہوتا رہا۔ مؤخر الذکر کے اثرات کو دوچند کرنے میں گندم کی پیداوار میں کمی اور چاول کی ہدف سے کم پیداوار نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ عالمی گرانی کے دباؤ کا سلسلہ اگلے مہینوں میں بھی برقرار رہنے کا امکان ہے۔ یہ بات اکثر ملکوں میں نمو پذیر قومی گرانی (صارف اشاریہ قیمت ماسوا غذا اور توانائی) سے بھی ظاہر ہے (دیکھئے جدول 3.2)۔

3.2 ملکی منظر نامہ

جدول 3.2: صارف اشاریہ قیمت ماسوائے غذا اور توانائی* (سال بسال تبدیلی)

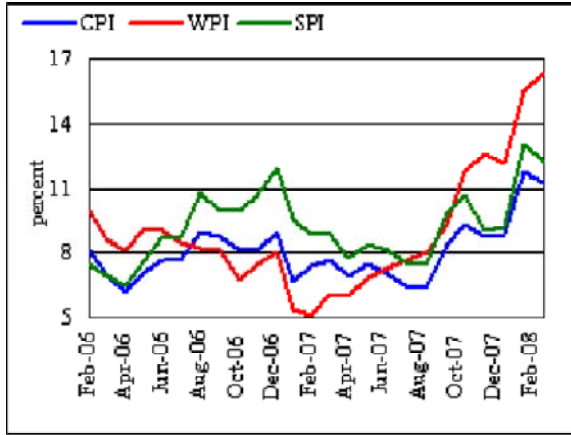
فیسڈ میں	جون 2006ء	دسمبر 2006ء	جون 2007ء	دسمبر 2007ء
آسٹریلیا	1.8	2.3	2.5	2.8
کریا	2.0	2.2	2.5	2.6
امریکہ	2.6	2.6	2.2	2.4
چیک ری پبلک	1.8	1.6	2.7	4.1
برطانیہ	1.2	1.8	2.0	1.4
فلپائن	5.8	4.6	2.5	2.6
تھائی لینڈ	2.7	1.5	0.7	1.2
جنوبی افریقہ	دستیاب نہیں	3.8	5.7	7.8
پاکستان	6.5	5.7	5.7	7.2

* مینے کے اختتام پر

ماخذ: ادای سی ڈی مختلف ملکوں کے شماریاتی ادارے اور ویب سائٹس اور وفاقی ادارہ شماریات

مالی سال 2008ء میں جولائی تا فروری پورے عرصے کے دوران ملکی معیشت میں گرانی کے دباؤ مسلسل بڑھتے رہے بالخصوص اس عرصے کے اختتامی مہینوں میں یہ مزید تیزی سے بڑھے (دیکھئے شکل 3.2)۔ نمو کی مجموعی طلب کو محدود رکھنے کی مرکزی بینک کی کوششوں کے باوجود چیک ری پبلک گرانی کے بڑھتے ہوئے دباؤ برقرار رہے ہیں۔ اس کی عکاسی نہ صرف توسیعی مالیاتی پالیسی سے ملنے والی مہمیز سے بلکہ اجناس کی غیر متوقع طور پر طاقتور بین الاقوامی قیمتوں سے بھی ہوتی ہے۔ غذائی اجناس کی قیمتوں کے اثرات دوچند ہونے کی ایک وجہ شاید منڈی کی غیر مسابقتی ساخت ہے، علاوہ ازیں ملکی منڈی میں رائج طریقے اور رسد میں آنے والا بگاڑ بھی ایک عامل ہے (دیکھئے شکل 3.2)۔

شکل 3.2: گرانی کے رجحانات (سال بسال)



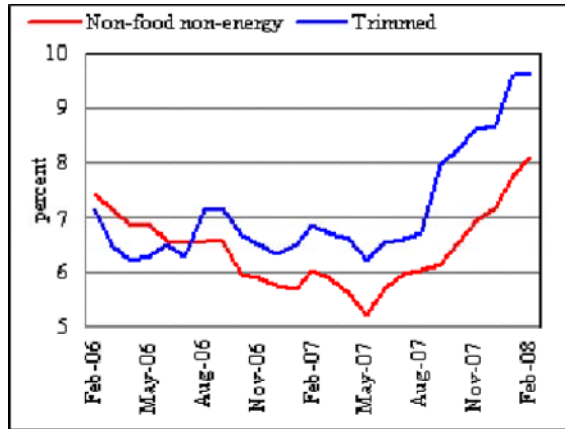
غذائی قیمتوں کا غالب حصہ گرانی کے تینوں اشاریوں صارف اشاریہ قیمت (ص 1 ق)، تھوک اشاریہ قیمت، اور حساس قیمت اظہاریہ میں نمایاں دیکھا جا سکتا ہے (دیکھئے جدول 3.3)۔ ص 1 ق غذائی گرانی (سال بسال) فروری 2008ء میں 16.0 فیصد تک بڑھ گئی جو کہ فروری 2007ء کی 10.0 فیصد سے بلند ہے تاہم یہ جنوری 2008ء کی 18.2 فیصد سے کچھ کم ہوئی ہے۔ غیر غذائی قیمتوں میں اضافہ اب غذائی گرانی میں اضافے کا ایک جزوی سبب بننے لگا ہے۔ اول الذکر کے بڑھنے کا ایک جزوی سبب توانائی کی بلند قیمتیں ہیں تاہم یہ ثبوت بھی موجود ہے کہ غذا اور توانائی کی قیمتوں میں مستقل اضافہ دوسرے مرحلے کے وسیع اثرات کو جنم دے رہا ہے۔

اس خیال کو قوی گرانی کے دونوں پیمانوں میں جون 2007ء سے برقرار مستقل اضافے سے تقویت ملتی ہے۔ سال بسال بنیاد پر غیر غذائی غیر

جدول 3.3: گرامی کے رجحانات				توانائی قوزی گرامی فروری 2007ء کی 6.0 فیصد سے فروری 2008ء میں 8.1 فیصد تک بڑھ گئی (یہ نومبر 2005ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے)۔ قوزی گرامی میں اضافے کے اس رجحان کو گزشتہ چند ماہ کے دوران بڑھتی ہوئی اشاریہ کرایہ مکان (HRI) گرامی سے بھی تقویت ملی ہے۔ اسی طرح 20 فیصد تراشیدہ اوسط کی بنیاد پر قوزی گرامی بھی مالی سال 2008ء کے دوران 3.1 فیصدی درجے بڑھی (دیکھئے شکل 3.3)۔
سال بسال ¹				قوزی
بارہ ماہ کی حرکت پندرہ اوسط ²				
فروری 2007ء	فروری 2008ء	فروری 2007ء	فروری 2008ء	
7.4	11.3	7.7	8.4	صارف اشاریہ قیمت
10.0	16.0	8.7	12.1	غذائی
5.6	7.8	6.9	5.7	غیر غذائی
5.1	16.4	7.6	10.0	تھوک اشاریہ قیمت
8.7	18.3	7.5	13.5	غذائی
2.6	15.0	7.7	7.6	غیر غذائی
8.8	12.3	9.2	9.4	حساس قیمت اظہاریہ
6.0	8.1	6.4	6.4	غیر غذائی غیر توانائی ³
6.8	9.6	6.6	8.2	تراشیدہ اوسط

¹ مثال کے طور پر فروری 2007ء کے مقابلے میں فروری 2008ء میں تبدیلی
² مثال کے طور پر فروری 2007ء کے مقابلے میں فروری 2008ء کے 12 مابین اوسط میں تبدیلی
³ غیر غذائی غیر توانائی
 ماخذ: وفاقی ادارہ شماریات

شکل 3.3: قوزی گرامی (سال بسال)



وجہ سے بڑھنے والے گرامی کے یہ دباؤ دوسرے مرحلے کی گرامی کے چکر کو ختم دے سکتے ہیں، زری تختی کو مستقل رکھنا لازمی تھا اور اسی ضرورت کے سبب اسٹیٹ بینک نے زری تختی کا فیصلہ کیا¹۔

تاہم معیشت میں پائی جانے والی اضافی طلب کو دور کرنے کی غرض سے جو زری اقدامات کیے گئے ہیں انہیں مالی نظم و ضبط بڑھانے کے ساتھ ساتھ انتظامی اور ایسے پالیسی اقدامات کی بھی ضرورت ہے جن سے منڈی میں آنے والے بگاڑ کو دور کیا جاسکے۔

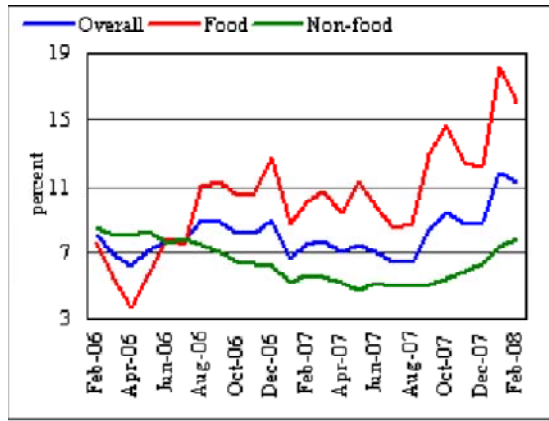
¹ تفصیلات کے لیے زری پالیسی بیان برائے جنوری تا جون 2008ء درج ذیل لنک پر دیکھئے

http://www.sbp.org.pk/m_policy/MPS-JAN-JUNE-FY08-URDU.pdf

بدقسمتی سے، سکرزٹی ہوئی مالیاتی گنجائش کے تناظر میں، مالیاتی اقدامات کے ذریعے گرانے کے دباؤ کو گھٹانے کے بہت تھوڑے راستے حکومت کے پاس بچے ہیں۔ چنانچہ کوئی زراعت دیتے وقت بے حد احتیاط لازم ہے اور اس زراعت کا بھی دائرہ محدود ہونا چاہیے۔ مزید برآں، پالیسی اقدامات ایسے نہیں ہونے چاہئیں کہ قیمتوں کے اشارے متاثر ہو جائیں کیونکہ ان کا مثبت ہونا سرمایہ کاری کو یقینی بنانے کے لیے لازمی ہے، نیز مستقبل میں قلت کا امکان دور کرنے کے لیے پیداواری صلاحیت بڑھانے کی ضرورت ہے۔

تاہم ایسی اصلاحات کر کے خاصے فوائد بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں جن کا مقصد غیر مسابقتی طریقوں کا استیصال یا ان میں کمی لانا ہو اور زرعی پیداوار، ذخیرہ کاری اور ذرائع نقل و حمل میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہو۔ غذائی اجناس کی قیمتوں میں موجود اضافے سے اس شعبے میں پائیدار سرمایہ کاری کی ترغیب ملتی ہے۔

شکل 3.4: صارف قیمت گرانے

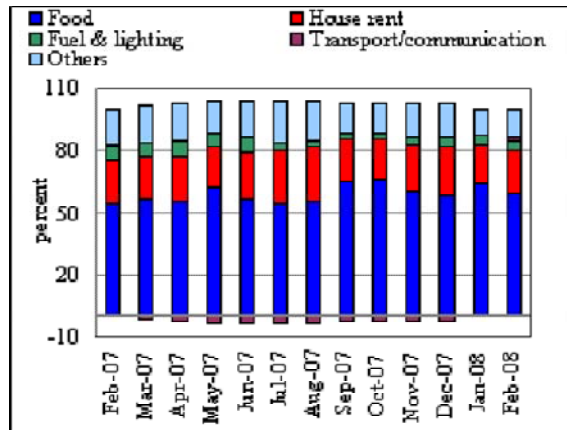


3.3 صارف اشاریہ قیمت (ص ا ق)

صارف اشاریہ قیمت مالی سال 2008ء کے ابتدائی آٹھ ماہ میں مستحکم رہی۔ ص ا ق گرانے (سال بسال) جون 2007ء کی 7.0 فیصد سے بڑھ کر فروری 2008ء میں 11.3 فیصد ہو گئی۔ اس اضافے کا بنیادی سبب پائیدار اور بلند غذائی گرانے تھی جو کہ ستمبر 2007ء سے دو ہندسی چلی آ رہی ہے۔ غیر غذائی گرانے میں اضافے کی رفتار بھی گزشتہ چند ماہ میں بڑھ چکی ہے (دیکھئے شکل

(3.4)۔

شکل 3.5: صارف اشاریہ قیمت گرانے میں حصہ بہ وزن



غذائی گرانے کے متواتر بلند رہنے کی وجہ سے مجموعی گرانے میں غذائی گروپ کا حصہ فروری 2008ء میں 59.9 فیصد ہو گیا جو کہ فروری 2007ء میں 55.4 فیصد تھا (دیکھئے شکل 3.5)۔ بلند غذائی گرانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کم آمدنی والے طبقے کو غیر مساویانہ طور پر متاثر کر رہی ہے۔ حکومت اگرچہ اہم غذائی اشیاء عانتی قیمتوں پر یوٹیلیٹی اسٹورز کے ذریعے فراہم کر رہی ہے، مستحقین کی بڑی تعداد یوٹیلیٹی اسٹورز تک رسائی نہ رکھنے کی وجہ سے اس سہولت سے فیضیاب نہیں ہو سکتی۔ غذائی قیمتوں میں

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 3.4: صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کی قیمتوں میں تبدیلیوں کی تفصیل (سال بسال)				
اشیا کی تعداد				
غیر غذائی گروپ		غذائی گروپ		فیصد تبدیلی
فروری 2007ء	فروری 2008ء	فروری 2007ء	فروری 2008ء	مفروضہ سے کم
71	65	20	13	
(10.9)	(8.2)	(8.8)	(5.2)	
69	104	8	18	5
(8.4)	(12.6)	(1.6)	(8.0)	
75	52	12	28	10
(35.1)	(28.8)	(4.8)	(4.1)	
35	29	68	49	10
(5.2)	(10.1)	(25.2)	(22.9)	
250	250	108	108	مجموعہ

نوٹ: 16: موی ایشیا کی قیمتیں ان مہینوں کے دوران رپورٹ نہیں کی گئیں۔
توسیع میں دیے گئے اعداد سے وزن ظاہر کیا گیا ہے۔

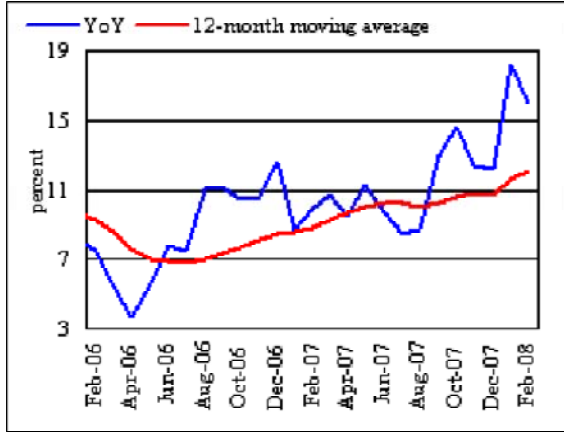
قابل ذکر بات یہ ہے کہ ص 1 اق باسکٹ میں شامل ایشیا کی قیمتوں میں سال بسال فرق کی تعددی تقسیم (frequency distribution) سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن ایشیا کی قیمتوں میں سال بسال کمی آئی یا وہ برقرار رہیں، اور وہ جن کی قیمتوں میں دوہندسی اضافہ دیکھنے میں آیا، بالفاظ دیگر جن ایشیا کی قیمتیں دو اہتیاؤں پر ہیں، ان ایشیا کی تعداد فروری 2007ء کے مقابلے میں فروری 2008ء میں بڑھ گئی ہے (دیکھئے جدول 3.4)۔ یہ صورتحال ص 1 اق غیر غذائی گروپ کے مقابلے میں غذائی گروپ میں زیادہ نمایاں ہے۔

3.3.1 ص 1 اق غذائی گرانی

ص 1 اق غذائی گرانی (سال بسال) ستمبر 2007ء سے مستحکم ہونا شروع ہوئی اور فروری 2008ء کے دوران 16.0 فیصد تک جانچنی جبکہ جنوری 2008ء میں یہ 18.2 فیصد تھی جو کہ اپریل 1995ء سے بلند ترین سطح ہے۔ (دیکھئے شکل 3.6) ص 1 اق غذائی گرانی میں اس تسلسل سے بین الاقوامی منڈی کی حرکیات کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کے مخصوص عوامل کی عکاسی ہوتی ہے۔

ملکی منڈیوں میں گندم، چاول اور خوردنی تیل سمیت اہم اناجوں کی قیمتیں پورے مالی سال 2008ء کے دوران بڑھتی رہیں۔ ناکافی سرکاری ذخائر کے تناظر میں بدینتی کے ساتھ کی گئی ذخیرہ اندوزی کو ملکی گندم کی قیمتوں میں اضافے کا بنیادی سبب قرار دیا جاتا ہے۔ چونکہ حکومت کے

شکل 3.6: صارف اشاریہ قیمت غذائی گرانی



پاس ذخائر کم تھے اس لیے وہ قیمتوں کو مستحکم کرنے کے لیے منڈی میں کوئی کردار ادا نہ کر سکی۔ مزید برآں، حکومت کو اپنے ذخائر کے لیے خاصے بلند بین الاقوامی نرخوں پر گندم درآمد کرنا پڑی جس کا ذخیرہ اندوزوں نے فائدہ اٹھایا، نتیجتاً رسد قلیل ہوئی اور گندم کی ملکی قیمتیں ریکارڈ سطح پر جا پہنچیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گندم کے آٹے کی افغانستان کو مسلسل برآمد اور سرحد پار گندم کی غیر قانونی نقل و حمل نے بھی رسد کی قلت کو مزید بڑھا دیا۔

مالی سال 2008ء میں چاول کی پیداوار ہدف سے کم رہی، دوسری طرف عالمی منڈی میں پاکستانی چاول کی

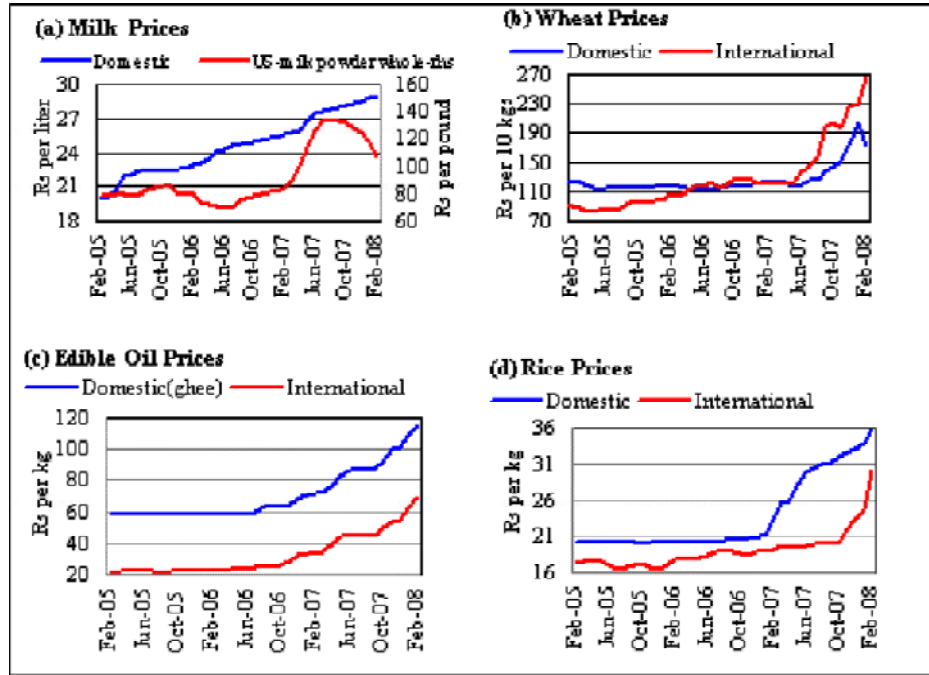
مانگ بڑھ گئی جس سے چاول کی ملکی قیمتوں پر مسلسل دباؤ پڑتا رہا۔ خوردنی تیل کی بلند عالمی قیمتوں کے نتیجے میں مقامی نباتی گھی اور تیل کی قیمتیں بڑھ گئیں کیونکہ اس کی پیداوار عالمی منڈی سے درآمدات پر منحصر ہے (دیکھئے شکل 3.7)۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ گندم، خوردنی تیل اور چاول کی ملکی قیمتیں عالمی قیمتوں کے رجحانات سے متاثر ہیں، دودھ کی ملکی قیمتیں عالمی قیمتوں میں حالیہ کمی کے باوجود اپنے طور پر اضافے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ صورتحال، (1) مستحکم ملکی طلب، (2) منڈی کی ناقص ساخت، (3) ذخیرے کی محدود گنجائش اور (4) نقل و حمل کی دشواریوں کے باعث بازار کاری نیٹ ورک کے محدود ہونے کی عکاسی کرتی ہے۔

تاہم یہ بات اہم ہے کہ مجموعی ص ا ق گرانی (سال بسال) میں الگ الگ غذائی اشیاء کا حصہ نمایاں رہا ہے اور فروری 2008ء کے دوران مجموعی گرانی میں معاون 5 ابتدائی اشیاء میں سے 4 کا تعلق غذائی گروپ سے تھا (دیکھئے جدول 3.5)۔

ان اشیاء میں، جن کا تدریجی وزن 15.8 فیصد ہے، گندم کا آٹا، نباتی گھی، تازہ دودھ اور چاول شامل ہیں۔ فروری 2008ء کے دوران مجموعی گرانی میں ان غذائی اشیاء کا مجموعی حصہ 50 فیصد تھا۔

3.3.2 ص ا ق غیر غذائی گرانی

ص ا ق غیر غذائی گرانی (سال بسال) کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ص ا ق غیر غذائی گرانی میں مالی سال 2008ء کے ابتدائی آٹھ ماہ میں اضافہ نسبتاً اعتدال کے ساتھ ہوا۔ سال بسال ص ا ق غیر غذائی گرانی فروری 2008ء میں بڑھ کر 7.8 فیصد ہو گئی، جو کہ مئی 2007ء میں 4.7 فیصد تھی (دیکھئے شکل 3.8 اور جدول 3.6)۔ غیر غذائی گرانی میں حالیہ اضافے کا بنیادی سبب مجموعی گرانی میں غیر غذائی ذیلی گروپوں بشمول کرایہ مکان، ایندھن اور روشنی، اور گھریلو فرنیچر اور آلات میں ہونے والا اضافہ ہے۔



یہ بات قابل ذکر ہے کہ کرایہ مکان اشاریہ ذیلی گروپ کی جہاں 3.5: فروری 2008ء میں صاف گرانی سال بسال کے دس اولین حصے (ترتیب لحاظ حصہ وزن) درج شدہ گرانی مالی سال 2008ء کے پورے عرصے کے

سال بسال تبدیلی	فروری 2007ء	فروری 2008ء	حصہ ہر وزن
کرایہ مکان اشاریہ	6.3	10.0	20.7
بائی گھی	17.1	51.6	13.1
گندم کا آٹا	3.3	25.3	11.2
تازہ دودھ	12.3	13.0	8.3
چاول	14.8	56.2	6.7
سبزیاں	-12.3	40.5	6.5
نمٹا	-45.8	190.9	4.5
تیار غذا	9.4	17.2	2.8
قدرتی گیس	1.7	9.7	2.6
خوردنی تیل	11.1	40.9	2.5
مجموعہ			78.8

دوران اضافے کا رجحان برقرار رکھتے ہوئے فروری 2008ء میں 10.0 فیصد (سال بسال) تک جا پہنچی جبکہ گزشتہ برس فروری میں یہ 6.3 فیصد تھی۔ اس کی بنیادی وجہ اینٹوں (جس سے بلند مصارف پیدائش اور معاوضوں کے دباؤ کا اظہار ہوتا ہے)، سریے اور دھاتی چادروں اور تاروں اور کیمبلز (دھاتوں کی بلند عالمی قیمتوں کا نتیجہ) کی نسبتاً بلند قیمتیں تھیں۔ تیل کی عالمی قیمتوں میں خاصے اضافے کے باوجود حکومت نے زیر نظر عرصے کے دوران اہم پیٹرو لیوم مصنوعات کی قیمتوں کو منجمد کیے رکھا، تاہم فرنیس آئل اور متعدد پیٹرو لیوم

نوٹ: حصہ ہر وزن معلوم کرنے کے لیے شے کی قیمت میں ردوبدل کو وزن سے ضرب دیا گیا، بعد ازاں اسے صاف گرانی سال بسال تبدیلی میں ایک بڑی حیثیت سے بتایا گیا جو فروری 2008ء میں 11.3 فیصد ہے۔

شکل 3.8: صارف اشاریہ قیمت غیر غذائی گرانی



مصنوعات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں میں اس کے اثرات دیکھے گئے ہیں، کیونکہ ان کی قیمتیں عالمی قیمتوں سے براہ راست منسلک ہیں۔ مارچ 2008ء کے دوران ایندھن کی اہم اشیاء کی قیمتیں بڑھنے سے بھی معیشت میں گرانی کا دباؤ مستحکم ہونے کا امکان ہے۔

3.4 گرانی کی صورتحال

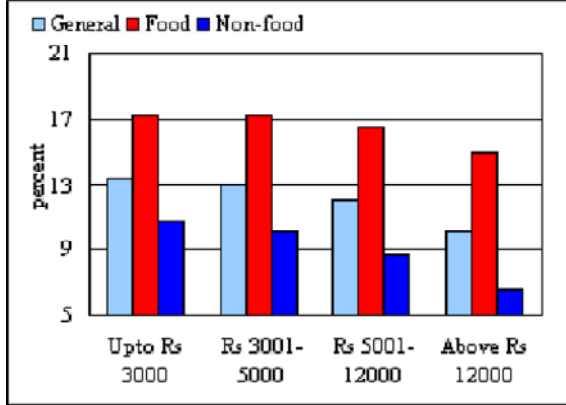
مجموعی ص 1 ق میں غذائی گرانی کا حصہ مالی سال 2008ء کے ابتدائی آٹھ ماہ میں بلند رہا جس سے کم آمدنی والے طبقوں پر گرانی کا اثر زیادہ پڑا کیونکہ ان طبقوں کے مجموعی اخراجات میں غذائی اناج کا حصہ بلحاظ تناسب زیادہ ہوتا ہے (دیکھئے شکل 3.9)۔ چنانچہ

فروری 2008ء میں کم ترین آمدنی (ماہانہ 3 ہزار روپے تک) والے گروپ اور درمیانی آمدنی (ماہانہ تین ہزار ایک سے 5 ہزار روپے تک) والے گروپ نے بالترتیب 13.4 اور 13.0 فیصد کی بلند ترین گرانی برداشت کی۔ درمیانی آمدنی (ماہانہ پانچ ہزار ایک سے 12 ہزار روپے تک) والے بالائی گروپ نے 12.0 فیصد اور بلند ترین آمدنی (ماہانہ 12 ہزار روپے سے زائد) والے گروپ نے 10.1 فیصد گرانی کا سامنا کیا۔ درمیانی آمدنی (ماہانہ تین ہزار ایک سے 5 ہزار روپے تک) والے نچلے گروپ کے لیے غذائی گرانی سب سے بلند رہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ گروپ زیادہ غیر محفوظ ہے کیونکہ اسے یوٹیلٹی اسٹورز کے ذریعے زراعت کے حصول میں بھی، کم ترین آمدنی والے گروپ کے مقابلے میں رکاوٹیں درپیش ہوتی ہیں۔ لہذا حکومت کے اعانتی غذائی پروگرام کو بچت کارڈ اسکیم کے تحت کم ترین آمدنی والے مستحقین کو بچت کے ساتھ ساتھ اس گروپ کو بھی

جدول 3.6: ص 1 ق غیر غذائی گرانی (سال بسال) بلحاظ گروپ

وزن	فروری 2007ء	جولائی 2007ء	ستمبر 2007ء	نومبر 2007ء	دسمبر 2007ء	جنوری 2008ء	فروری 2008ء
غیر غذائی گروپ	59.7	5.6	4.9	5.0	5.9	6.3	7.8
ملبوسات، ٹیکسٹائل اور جوتا	6.1	6.2	7.4	7.6	8.7	8.6	6.7
کرایہ مکان	23.4	6.3	6.9	7.5	8.3	9.5	10.0
ایندھن اور روشنی	7.3	6.5	2.6	2.7	4.8	7.4	6.2
گھریلو فرنیچر	3.3	7.5	6.2	6.3	5.9	6.5	6.3
ٹرانسپورٹ اور مواصلات	7.3	0.9	-3.1	-3.1	-3.1	-0.3	3.0
تفریح	0.8	-0.1	0.0	0.0	0.3	0.4	0.7
تعلیم	3.5	8.3	6.2	4.8	4.3	4.4	3.4
صحتی سہائی، لانڈری	5.9	4.5	5.0	6.5	8.8	10.1	13.0
علاج معالجہ	2.1	9.3	14.0	7.8	7.9	7.6	7.9
عمومی	100	7.4	6.4	8.4	8.7	8.8	11.9

شکل 3.9: صارف اشاریہ قیمت گرانی کی صورتحال (سال بسال) فروری 2008ء



شامل کرنے کا سوچنا چاہیے۔ اسی طرح فروری 2008ء میں کم آمدنی والے اور درمیانی آمدنی والے دو گروپوں میں غیر غذائی گرانی مجموعی غیر غذائی گرانی سے بلند تھی۔

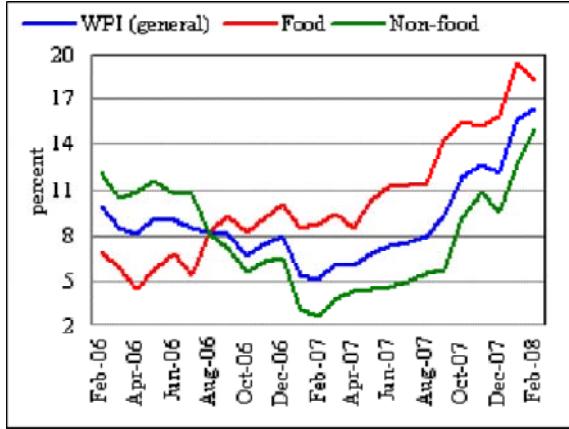
3.5 تھوک اشاریہ قیمت

تھوک اشاریہ قیمت گرانی اکتوبر 2007ء سے دو ہندسی چلی آرہی ہے جس کا بنیادی سبب اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتیں ہیں۔ اس نمونہ پر تھوک اشاریہ قیمت گرانی میں غذائی اور غیر غذائی دونوں گروپوں کا حصہ شامل رہا۔ فروری 2008ء میں تھوک اشاریہ قیمت گرانی (سال بسال) میں تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آیا اور وہ 16.4 فیصد ریکارڈ کی گئی جو کہ فروری 1995ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے۔ تھوک اشاریہ قیمت غذائی گرانی میں بالخصوص تیزی سے اضافہ دیکھا گیا اور فروری 2008ء میں اسے 18.3 فیصد ریکارڈ کیا گیا۔ اس تیز رفتار اضافے کا بنیادی سبب چاول، مکئی، نباتی گھی، گندم، تازہ دودھ اور خوردنی تیل جیسی غذائی اشیاء کی قیمتوں میں ہونے والا مسلسل اضافہ تھا۔ تھوک اشاریہ قیمت غیر غذائی گرانی بھی فروری 2008ء میں 15.0 فیصد تک بڑھ گئی جبکہ گزشتہ برس فروری میں یہ محض 2.6 فیصد رہی تھی (دیکھئے شکل 3.10)۔

تاہم غذائی گرانی کا حصہ فروری 2008ء میں گھٹ کر 47.3 فیصد ہو گیا جو کہ گزشتہ برس فروری میں 69.9 فیصد تھا۔ اسی طرح غیر غذائی گروپ کا حصہ فروری 2008ء میں 52.7 فیصد ریکارڈ کیا گیا جو کہ گزشتہ برس فروری میں 30.1 فیصد رہا تھا۔ تھوک اشاریہ قیمت غذائی گرانی میں ریکارڈ اضافے کا باوجود غذائی گرانی کے حصے میں اس کی سبب مجموعی تھوک اشاریہ قیمت باسکٹ میں غیر غذائی گروپ کا نسبتاً بلند وزن (یعنی 57.9 فیصد) ہے۔ چنانچہ اوزانی حصے کے معاملے میں تھوک اشاریہ قیمت غیر غذائی گرانی کا اثر زیادہ نمایاں ہے۔ غیر غذائی گروپ میں مختلف ذیلی گروپوں کے اوزانی حصوں نے ملا جلا رجحان دکھایا۔ فروری 2008ء میں ذیلی گروپوں خام مال، تیار کنندگان اور صنعتی ساز و سامان کے اوزانی معاون حصے گھٹ گئے جبکہ ایندھن، روشنی اور لبریلیٹ ذیلی گروپ کے حصے بڑھ گئے (دیکھئے جدول 3.7)۔

تھوک اشاریہ قیمت غیر غذائی گروپ کے معاملے میں مالی سال 2008ء کے ابتدائی آٹھ ماہ کے دوران تمام ذیلی گروپوں کے اجزاء میں، ماسوا خام مال، نموکا رجحان دیکھا گیا (دیکھئے شکل 3.11)۔ ایندھن، روشنی اور لبریلیٹ ذیلی گروپ کی تھوک اشاریہ قیمت گرانی میں تیزی سے اضافے کے ساتھ اسے فروری 2008ء میں 23.5 فیصد ریکارڈ کیا گیا۔ اس گروپ میں جھانواں کوئلے (coke)، موبل آئل، فرنس آئل، جنگل کی لکڑی اور کوئلے (coal) میں دو ہندسی (سال بسال) نمود دیکھی گئی۔

شکل 3.10: تھوک قیمت گرانی (سال بسال)



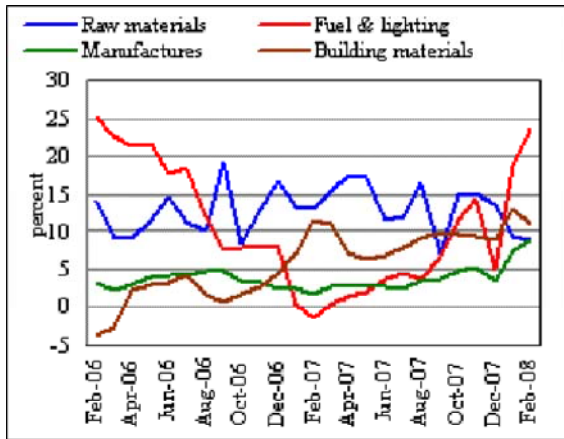
تیار کنندگان ذیلی گروپ کی تھوک قیمتوں میں بھی مالی سال 2008ء میں سال بسال نمایاں نمو دیکھی گئی اور فروری 2008ء میں 8.8 فیصد تک جا پہنچی جو کہ گذشتہ برس اسی ماہ 1.6 فیصد رہی تھی۔ مصنوعی کھاد، کیمیکلز، جوتوں، صابن، پلاسٹک مصنوعات اور سول (sole) چمڑے کی تھوک قیمتوں میں سال بسال دوہندسی نمو ہوئی۔ مالی سال 2008ء کے ابتدائی آٹھ ماہ کے دوران تعمیراتی ساز و سامان کی تھوک قیمتوں میں تیزی سے اضافے کا رجحان پایا گیا اور وہ فروری 2008ء میں 10.9 فیصد تک چلی گئیں، اس کا بنیادی سبب دھات کی قیمتوں میں تاریخی بلندی اور مزدوروں کے معاوضے اور اینٹ کی قیمتوں میں اضافہ تھا۔ خام مال ذیلی گروپ کے تحت تھوک اشاریہ قیمت سال بسال اوسط گرانی گھٹ گئی اور فروری 2008ء کے دوران یہ 8.9 فیصد کی خام مال کم نمو پر رہی جبکہ گذشتہ برس اسی ماہ کے دوران یہ گرامی 13.1 فیصد رہی تھی۔

جدول 3.7: تھوک اشاریہ قیمت غیر غذائی گرانی میں ذیلی اشاریوں کا حصہ (فیصد میں)

فروری 2007ء	جون 2007ء	فروری 2008ء	فروری 2008ء
62.3	31.4	10.0	8.1
-22.0	34.9	60.4	64.0
22.9	21.4	20.9	21.9
36.5	12.1	8.7	6.4

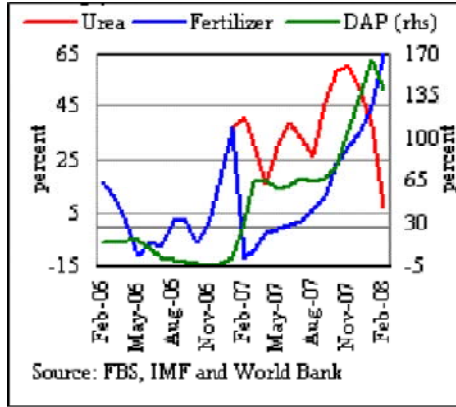
ایندھن، روشنی اور بریکٹس
تیار کنندگان
عمراتی ساز و سامان

شکل 3.11: تھوک اشاریہ قیمت غیر غذائی گروپ گرانی۔ سال بسال

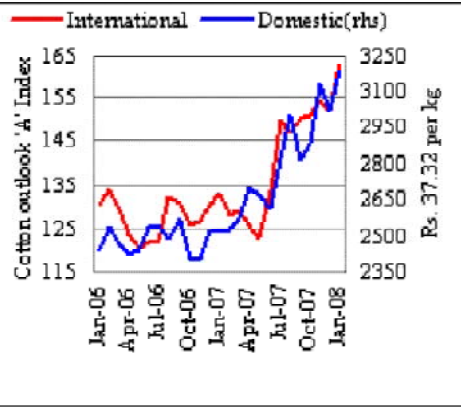


غیر غذائی گروپ میں ڈی اے پی، پوریا اور کپاس کی عالمی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کا اثر ان اشیاء کی ملکی تھوک قیمتوں پر بھی پڑا (دیکھئے شکل 3.12)۔ گذشتہ چند ماہ سے ڈی اے پی اور پوریا کی قیمتیں مستحکم طلب اور عالمی منڈی میں فاسفیٹ پتھر کی لاگت میں تیزی سے اضافے کے باعث مسلسل بڑھ رہی ہیں۔ فاسفیٹ کھاد کی تیاری میں خام مال کا جزو اعظم فاسفیٹ پتھر ہوتا ہے، جس کی قیمت بڑھنے سے مصنوعی کھاد کی ملکی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ اسی طرح کپاس کی ملکی اور عالمی دونوں قیمتوں میں اضافے کا رجحان ہے جس کی بڑی وجہ کپاس پیدا کرنے والے بڑے ملکوں میں مالی سال 2008ء میں اس کی فصل کا کم ہونا ہے۔

شکل (الف) 3.12: کھاد کی قیمتیں (سال بسال تبدیلی)

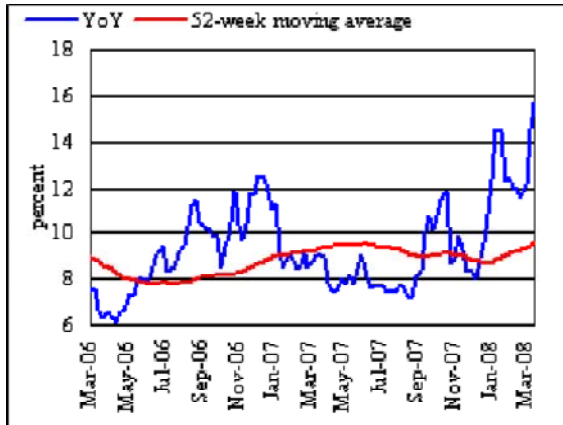


شکل (ب) 3.12: کپاس کی قیمتیں



3.6 حساس قیمت اظہاریہ

شکل 3.13: حساس قیمت اظہاریہ ہفتہ وار گرانی



حساس قیمت اظہاریہ روزمرہ استعمال کی 53 اشیا (جن میں زیادہ تر پکن کی اشیا اور توانائی کی بعض اشیا مثلاً پیٹرول اور ڈیزل شامل ہیں) کی قیمتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ حساس قیمت اظہاریہ گرانی (سال بسال) فروری 2008ء میں 12.3 فیصد تک بڑھ گئی جبکہ فروری 2007ء میں یہ 8.8 فیصد تھی۔ اسی طرح ہفتہ وار حساس قیمت اظہاریہ بھی بڑھا اور مارچ 2008ء کے دوسرے ہفتے میں اسے 15.7 فیصد ریکارڈ کیا گیا جبکہ جنوری 2008ء کے آخری ہفتے میں یہ 12.5 فیصد تھی۔ حساس قیمت اظہاریہ ہفتہ وار گرانی میں اضافے کا بنیادی سبب گندم، چاول، ایل پی جی، بنائی گئی جیسی لازمی اشیا کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ تھا۔

4 زراور بینکاری

4.1 عمومی جائزہ

مالی سال 2008ء کے لیے گرائی و خام ملکی پیداوار کی نمو ہاس 4.1: مالی سال 2008ء میں زری پالیسی کو لاحق اہم خطرات اور اسٹیٹ بینک کا رد عمل کے مقررہ اہداف اور جولائی تا دسمبر مالی سال 2008ء کی زری پالیسی میں بیان کردہ خطرات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے یکم اگست 2007ء سے اپنی زری پالیسی کو مزید سخت کر دیا (دیکھئے ہاس 4.1)۔ تاہم کی گئی ہے:

- ☆ بلند اور تغیر پذیر ملکی غذائی گرائی اور وسیع تر معیشت پر اس کے دورانی کے اثرات کی منتقلی
- ☆ تیل کی عالمی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ملکی گرائی تک اس کے اثرات کی ترسیل
- ☆ بیرونی ماکاری کی وصولیوں میں تاخیر کے باعث مالیاتی خسارے کی ممکنہ تسلیک
- ☆ مالی سال 2007ء کے دوران زری 2 کی نمو میں 19.3 فیصد کی غیر معمولی نمو کے اثرات
- ☆ مندرجہ بالا چیلنجز اور خطرات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اسٹیٹ بینک نے متعدد زری اور دیگر اقدامات کیے ہیں:
- ☆ پالیسی ریٹ میں 50 بیس پوائنٹس کا اضافہ جو یکم اگست 2007ء سے نافذ العمل ہو گیا
- ☆ حکومت کو سفارشات دی گئیں کہ وہ مالی سال 2008ء کے دوران اسٹیٹ بینک کو 62.3 ارب روپے واپس کر دے اور
- ☆ برآمد کنندگان کو نو ماکاری کے لیے رعایتی قرضوں کو محدود کرنا

آنے والی تیزی شامل ہیں۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران نہ صرف گرائی کے دباؤ میں مزید اضافہ ہو گیا بلکہ معاشی استحکام کو لاحق خطرات بھی معقول حد تک بڑھ گئے ہیں۔ ان خطرات کی عکاسی مالیاتی اور بیرونی حسابات میں خسارے کی بلند سطح سے بھی ہوتی ہے، جو کہ زری پالیسی فریم ورک میں دیے گئے تخمینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ معاشی عدم توازن کی ابتصر صورتحال سے معیشت میں مسلسل اور مستحکم مجموعی طلب کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مالی سال 2008ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد اجناس کی قیمتوں میں مسلسل اور غیر متوقع اضافے کی وجہ سے متعدد اجناس (تیل، تانبہ، ایلومینیم، گندم، پام آئل اور کیمیائی کھاد وغیرہ) کی قیمتیں تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں۔ اشیائے صرف میں عمومی اور خصوصاً غذائی گرائی میں اضافے کی وجہ سے پوری معیشت پر گرائی کا دباؤ بڑھ گیا ہے۔

اسی طرح تیل کی عالمی قیمتوں میں متوقع اضافہ¹ بھی ملکی گرائی کو خاطر خواہ حد تک بڑھانے کا باعث بنا ہے۔²

¹ اگرچہ زری فریم ورک میں عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں پر دباؤ کو مد نظر رکھا گیا تھا، تاہم تیل کی قیمتوں میں توقعات سے کہیں زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

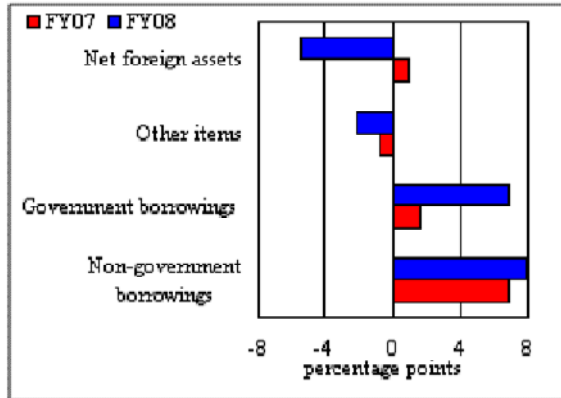
² حکومت نے کچھ پیٹرولیم مصنوعات (پیٹرول اور ڈیزل) کی قیمتوں کو محدود کر کے تیل کی قیمتوں میں عالمی سطح پر ہونے والے اثرات سے معیشت کو محفوظ رکھا ہے، تاہم زیادہ تر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں اور ماخوذیات کی قیمتوں کو کنٹرول نہیں کیا جاتا۔

جدول 4.1: خسارے کی مالکاری (جولائی تا دسمبر)

ارب روپے	میں 07ء	میں 08ء
خسارہ	169	356.3
مالکاری		
بیرونی	96.2	68.0
ملکی	72.7	288.3
غیر بینکی	25.3	58
بینک	31.5	228.6
نچکاری وصولیاں	15.9	1.7

رسد کی فراہمی اور منڈی کے مسائل کی وجہ سے غذائی اشیاء کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو مالیاتی و انتظامی اقدامات کے ذریعے کم کیا جاسکتا ہے۔ غذائی اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے ثانوی اثرات نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔ لہذا غذائی اشیاء کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے ان کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ سخت زری پالیسی کو جنم دیتا ہے کیونکہ اس کے بغیر عمومی گرانہ کی سطح خاطر خواہ حد تک بلند ہو سکتی ہے۔

بڑھتا ہوا مالیاتی خسارہ اور اس کی مالکاری بھی مالی سال 2008ء کے زری پالیسی فریم ورک کے لیے شدید مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔³ معیشت میں مجموعی طلب کے دباؤ میں اضافے کے علاوہ ملکی ذرائع سے مالیاتی خسارے کی مالکاری کے نتیجے میں مرکزی بینک سے میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ یہ قرض گیری زیادہ تر گرانہ کے رجحان کی حامل ہوتی ہے۔ جولائی تا دسمبر مالی سال 2008ء کے زری پالیسی بیان میں حکومت سے



62.3 ارب روپے کی خالص واپسی کی سفارش کی گئی تھی تاہم اس کے برعکس جولائی تا یکم مارچ 2008ء میں اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری بڑھ کر 359.3 ارب روپے ہو گئی۔ میزانیہ قرض گیری میں تیزی سے ہونے والا اضافہ یکم مارچ مالی سال 2008ء کی مدت تک زرر کی 17.6 فیصد سال بسال نمو کی بلند سطح کا اہم سبب ہے (دیکھئے شکل 4.1)۔ اسٹیٹ بینک کے لیے یہ امر تشویش کا باعث ہے کیونکہ زرر کی نمو کی بلند سطح آنے والے مہینوں میں معیشت میں طلب کے دباؤ میں اضافے کا باعث بن سکتی ہے۔

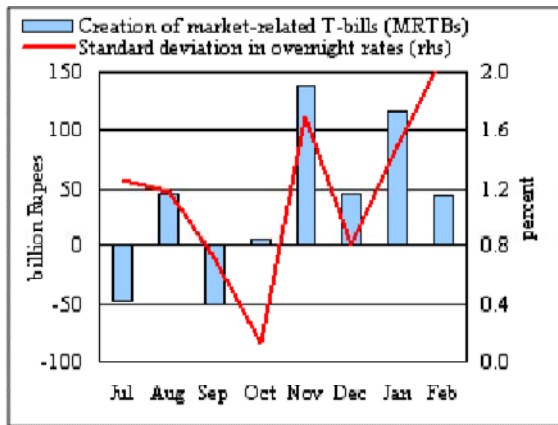
حکومتی قرض گیری کے مقررہ حد سے تجاوز کا ایک اہم سبب بیرونی مالکاری سے آمد سہ ماہی میں کمی بھی ہے۔⁴ تاہم یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جولائی تا دسمبر مالی سال 2008ء کے دوران مالیاتی خسارہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں خاطر خواہ بلند سطح پر رہا ہے (دیکھئے جدول 4.1) اور اگر موجودہ رجحان برقرار رہا تو پورے مالیاتی سال کا خسارہ مقررہ ہدف سے تجاوز کر سکتا ہے (جو کہ جی ڈی پی کا 4 فیصد ہے)۔³

⁴ ملکی سیاسی حالات کے باعث غیر یقینی صورتحال اور عالمی منڈیوں میں جاری رہن منڈی کے بحران کے نتیجے میں نچکاری کا عمل تاخیر کا شکار ہو گیا ہے (عالمی امانتی وصولیوں کے ذریعے)۔

(الف) مرکزی بینک سے میزانیہ قرض گیری میں اضافہ بیرونی ماکاری میں کمی کی نسبت کہیں زیادہ ہے اس لیے (ب) اگر بیرونی ذرائع سے مقررہ ماکاری حاصل ہو جائے اور حکومت اس رقم کو مرکزی بینک کی میزانیہ قرض گیری واپس کرنے کے لیے استعمال کرے، تب بھی میزانیہ خسارے کی تسلیک کی بلند سطح کے نتیجے میں پیدا ہونے والے زرفاضل میں کمی ممکن نہیں ہوگی۔⁵ دوسرے لفظوں میں اگر حکومت زری نمو میں کمی چاہتی ہے تو اسے اپنے مالیاتی خسارے کو کم کرنا ہوگا۔

مرکزی بینک سے اضافی قرض گیری کے باعث اسٹیٹ بینک کے لیے سیالیت کے انتظام میں بھی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں (جس کی عکاسی شبینہ زخوں میں تغیر پذیری کی بلند سطح سے ہوتی ہے) (دیکھئے شکل 2.4)۔⁶ حکومت کی غیر متوقع قرض گیری کی وجہ سے سیالیت بڑھنے کے نتیجے میں پالیسی ریٹ میں اضافے کے اثرات کی خردہ زخوں تک ترسیل بھی کمزور ہو گئی ہے (کابور کی نرم رویہ بات ظاہر کرتی ہے)۔⁷ مالیاتی خسارے کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ جاری حسابات کا فرق بھی بڑھ رہا ہے۔⁸ ملک کے بیرونی کھاتے کی صورتحال میں غیر متوقع اتتری اسٹیٹ بینک کے لیے چیلنج تھی کیونکہ جاری حسابات کے

شکل 4.2: ایم آر ٹی بیلز اور شبینہ سود



خسارے میں مسلسل اضافے سے مجموعی طلب کے دباؤ کی بلند سطح کی عکاسی ہوتی ہے اور اس کی ماکاری سے معاشی استحکام کی پائیداری کے متعلق سوالات جنم لیتے ہیں۔ لہذا مذکورہ مسائل حل کرنے کے لیے مناسب اقدامات نہ کیے گئے تو معیشت کی اقتصادی نمو پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔⁹ بیرونی حسابات میں خسارے کے شرح مبادلہ پر اثرات معیشت میں گرانی کے دباؤ اور غیر یقینی صورتحال میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

⁵ اگر حکومت نے بیرونی ماکاری کو استعمال کرتے ہوئے مرکزی بینک کے قرضہ جات کو واپس کر دیا تو یہ صرف اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں کو اس کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں تبدیل کرنے کے مترادف ہوگا تاہم زربنیاد پر اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ اس طرح مرکزی بینک اور دیگر ذرائع سے میزانیہ قرض گیری کے یکساں زری اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

⁶ جولائی تا فروری مالی سال 2008ء کے دوران موثر مطلوبہ نقد محفوظ بھی منڈی کی سیالیت میں اضافے کا باعث بنی ہے۔ مرکزی بینک سے حکومت کی اضافی قرض گیری نے متعدد اثرات کو زائل کر دیا جن میں (الف) غیر حکومتی امانتوں کی نمو میں کمی (ب) برآمدی نو ماکاری کے ذریعے سیالیت میں اضافے کی پست سطح (ج) خالص غیر ملکی زرمبادلہ کا اخراج جس سے جاری حسابات کے خسارے کی عکاسی ہوتی ہے۔ (د) اسٹیٹ بینک کی جانب سے منڈی کی اعانت اور (ه) منجی شعبے میں قرضہ جات کی مستحکم طلب۔

⁷ اگست تا دسمبر مالی سال 2008ء کے دوران ششماہی کابور میں 26 فیسٹ پوائنٹس کی کمی ہوئی۔

⁸ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں 47.1 فیصد کا سال بسال اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ جی ڈی پی کے لحاظ سے جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کی مدت میں یہ 4.8 فیصد رہا ہے، جو کہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے 3.6 فیصد کے مقابلے میں خاصا زیادہ ہے۔

⁹ ادائیگیوں کے توازن میں مشکلات کے باعث طویل مدتی اقتصادی نمو متاثر ہو سکتی ہے۔ مثلاً برآمدات کی نمو میں اضافہ درآمدات کی بلند طلب کی ماکاری کا ایک بڑا اور پائیدار ذریعہ ہے۔ ادائیگیوں کے توازن میں تاپائیدار خسارے سے اقتصادی نمو پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں کیونکہ اس سے درآمدات کی طلب کو محدود کرنا پڑتا ہے (درآمدات کی طلب ملکی معیشت میں اقتصادی سرگرمیوں سے پیدا ہوتی ہے)۔

دستیاب شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلیل مدت کے دوران بیرونی کھاتے کے دباؤ میں کمی کا کوئی امکان نہیں ہے۔¹⁰ صورتحال میں بہتری کے لیے فوری طور پر پالیسی اقدامات کی ضرورت ہے جن کا مقصد زری و مالیاتی پالیسیوں کے ذریعے اخراجات میں کمی ہونا چاہیے۔¹¹ تاہم چونکہ توسیعی مالیاتی پالیسی ہی جاری حسابات کے خسارے¹² کی بلند سطح کا ایک اہم سبب ہے لہذا ایسے میں بیرونی حسابات کے دباؤ میں کمی کی زیادہ ذمہ داری زری پالیسی پر آن پڑتی ہے۔¹³

بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن کے نتیجے میں معیشت میں گرانی کے دباؤ میں مزید اضافے کا امکان ہے (جیسا کہ قوزی گرانی کے مسلسل بڑھنے سے عیاں ہے) اور اس کے نتیجے میں درمیانی تا طویل مدت کے دوران پاکستان کی اقتصادی نمو کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ اس لیے، اسٹیٹ بینک نے صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جارحانہ پالیسی اختیار کرتے ہوئے اپنے پالیسی ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مزید 50 بیس پوائنٹس کا اضافہ کر کے اسے 10.5 فیصد کر دیا ہے جبکہ بینکاری نظام کے مطلوبہ نقد محفوظ کی جاری امانتوں پر 100 بیس پوائنٹس بڑھا دیے گئے۔ یہ اضافہ یکم فروری 2008ء سے نافذ العمل ہوا۔

زری پالیسی قیمتوں کی مستحکم یا پست سطح کے لیے سازگار ماحول پیدا کرنے اور گرانی کی قابل پیش گوئی شرح کی مدد سے ہی طویل مدتی اقتصادی نمو میں بہتر کردار ادا کر سکتی ہے (دیکھئے باکس 4.2)۔¹⁴ درمیانی مدت کے دوران مستحکم قیمتوں سے بھی پیداوار میں اتار چڑھاؤ کو اعتدال پر لانے میں مدد ملتی ہے۔ وسیع ہوتا ہوا معاشی عدم توازن ایک چیلنج ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں نہ صرف گرانی کے دباؤ میں اضافہ ہو جاتا ہے بلکہ اقتصادی نمو کے امکانات کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

طویل مدت میں نمو کی بلند سطح کو حاصل کرنے کے لیے گرانی کی پست اور مستحکم سطح بے حد ضروری ہے اور یہ زری و مالیاتی پالیسی کی ہم آہنگی کے لیے سنگ بنیاد کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ اس لیے یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ حکومت اپنے مالیاتی نظم و ضبط میں بہتری لاتے ہوئے زری پالیسی فریم ورک کی سفارشات کے مطابق مرکزی بینک سے لیا گیا قرض واپس کر دے۔ بصورت دیگر، گرانی کی پست اور مستحکم سطح کے حصول کے لیے درکار وقت میں توسیع ہو سکتی ہے، جس کے نتیجے میں دیگر اقتصادی تنظیمیں کے لیے صورتحال سے مطابقت کی لاگت بڑھ جائے گی۔

¹⁰ امریکی معیشت میں ناگزیر سست روی اور دیگر برآمدی منڈیوں تک اس کے اثرات کی ترسیل کے ساتھ ساتھ ملک میں توانائی کی قلت کے باعث برآمدات کی نمو میں کمی کا امکان ہے۔ عالمی منڈیوں میں اجناس کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کی وجہ سے درآمدی بل بھی بڑھ سکتا ہے۔

¹¹ چونکہ زری اور مالیاتی پالیسیاں جاری حسابات کے خسارے کا اہم تقابلی عامل ہوتی ہیں (دیکھئے باکس 7.2، سالانہ اقتصادی جائزہ برائے مالی سال 2007ء اسٹیٹ بینک آف پاکستان) اس لیے جاری حسابات کے خسارے کی درستگی کے لیے اختیار کی جانے والی سخت زری پالیسی کے ساتھ ساتھ مالیاتی نظم و ضبط میں بہتری بھی آنی چاہیئے۔

¹² تیل کی عالمی قیمتوں کے اثرات کو ملکی صارفین تک براہ راست منتقل نہ کرنے کے حکومتی فیصلے کے یہ مضمرات ہیں: (1) پیٹرولیم مصنوعات کے لیے ملکی طلب برقرار رہی ہے، اس لیے عالمی منڈیوں میں تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے زیادہ اثرات اس پر مرتب نہیں ہوئے (2) تیل کی عالمی قیمتوں کے اثرات کو صارفین تک براہ راست منتقل نہ کرنے کے حکومتی فیصلے سے تیل کی مصنوعات کی درآمدات قیمتوں کے باعث متاثر نہیں ہوئیں۔ جس کے نتیجے میں ملک میں طلب کا دباؤ برقرار رہا ہے۔

¹³ یہ توقع ہے کہ (الف) زری سخت گیری کے باعث ملک میں طلب کے دباؤ میں کمی سے درآمدات کی طلب میں کمی ہوگی (ب) گرانی کے دباؤ میں اعتماد سے برآمداتی اشیاء کی عالمی قیمتوں کی مسابقت کی صورتحال بہتر ہوگی اور (ج) معاشی استحکام کے حصول کے عزم کی وجہ سے معیشت کو درپیش خطرات میں کمی آئے گی اور قرضوں کی قدر بھی بڑھے گی۔ اس طرح بیرونی ماکاری میں دشواریاں کم ہو جائیں گی۔

¹⁴ مثلاً، قیمتوں کے اظہاریوں میں استحکام سے معیشت میں وسائل کو بہتر انداز میں مختص کرنے میں مدد ملتی ہے۔

باکس 4.2: قیمتوں میں استحکام اور اقتصادی نمو

قیمتوں میں استحکام سے نہ صرف طویل مدت میں جی ڈی پی کی نمو اور روزگار کے مواقع کی فراہمی میں مدد ملتی ہے بلکہ اس سے درمیانی مدت میں پیداوار اور روزگار میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کو اعتدال میں رکھنا ممکن ہوتا ہے۔

اولاً، قیمتوں کی پست اور مستحکم سطح کے باعث کارپوریٹ شعبے کو ایسے ماحول کی فراہمی ممکن ہو جاتی ہے جس میں اقتصادی منتظمین ملکی کرنسی کی قوت خرید میں غیر متوقع طور پر ہونے والی تبدیلیوں سے خوفزدہ ہوئے بغیر اپنے فیصلے کر سکتے ہیں۔ قیمتوں کی بلند اور تغیر پذیر سطح قیمتوں کی میکا نیت کے اثرات کو متاثر کرتی ہے۔ اس کی وجہ سے صارفین اور پیدا کار رسد و طلب کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والی تبدیلیوں میں امتیاز کرنے یا عمومی گرانے کے متعلق الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح، اس پیچیدہ صورتحال کے نتیجے میں گرانے کی بلند سطح منڈی کی معیشت کی موثر کارکردگی کو متاثر کرتی ہے جبکہ اقتصادی منتظمین کے لیے منافع کا حصول مزید دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ انہیں اپنے زیادہ تر وسائل کو بلند گرانے سے متعلق خطرات سے نمٹنے پر صرف کرنا پڑتا ہے۔

دوئم یہ کہ بعض حالیہ تجرباتی جائزوں میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ قیمتوں کی پست اور مستحکم سطح نہ صرف اقتصادی نمو اور روزگار کے مواقع کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے بلکہ اس سے قلیل اور درمیانی مدت میں پیداوار اور روزگار کے وسیع تر استحکام کو یقینی بنانے میں بھی مدد ملتی ہے۔¹⁵ مزید برآں، طویل مدت میں قیمتوں کا استحکام اقتصادی منتظمین کے لیے پست، مستحکم اور گرانے کی بہتر توقعات کا باعث بنتا ہے، جس سے مرکزی بینک کو وسیع تر معیشت میں پائی جانے والی مختلف خرابیوں کو درست کرنے کی آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔

سوم یہ کہ عمومی طور پر کسی بھی معیشت میں شرح سود کی تغیر پذیر گرانے کی توقعات میں ہونے والی تبدیلیوں سے متاثر ہوتی ہے کیونکہ قرضہ دینے والے اپنے فیصلے کرتے وقت اصل رقم کی قوت خرید کے متعلق نقصان کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔ جب گرانے کی توقعات پست ہوں تو زرمیں لگان کی لاگت قوت خرید کی فرسودگی کے پست نرخ کے باعث خود بخود کم ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت میں شرح سود بھی کم ہو جاتی ہے۔ مزید برآں، مستحکم قیمتوں کی وجہ سے نہ صرف طویل مدتی بانڈ ز اور وثیقہ جات کو رکھنے کے خطرات کم ہو جاتے ہیں بلکہ اس سے قرضہ دینے والے کے لیے اس خطرے کو مول لینے کا پرمیٹیم بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں کم ہوتی شرح سود کے حالات پیدا ہوتے ہیں، جس سے نجی شعبے کے لیے سرمایہ کاری کے وسیع تر امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حکومتی قرض گیری کو محدود کرنا بھی بے حد ضروری ہے کیونکہ اسٹیٹ بینک کی جانب سے زرر کی نمو کو اس کے 13.7 فیصد کے مقررہ ہدف تک رکھنے کی جارحانہ کوششوں کے نتیجے میں نجی شعبے کے لیے قرضوں میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اب تک ایسی صورتحال پیدا نہیں ہوئی ہے۔ دستیاب اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 11.7 فیصد اضافہ ہوا ہے، جو کہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ جاری سرمائے کی طلب میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ (1) قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر کی وجہ سے آئی پی بیز اور تیل کی مارکیٹنگ کرنے والی کمپنیاں (اوایم بیز) اپنی جاری سرمائے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بینکاری ذرائع سے رجوع کر رہی ہیں (2) ملکی و عالمی منڈیوں میں خام مال کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ ہوا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ انہی وجوہات کی وجہ سے کارپوریٹ شعبے کے قرضوں کی طلب بڑھ گئی ہے۔

متعدد صنعتوں میں اگرچہ معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں کی طلب میں اعتدال آیا ہے جو ان صنعتوں کے پھیلاؤ کی دلیل ہے۔ مگر بہت سی صنعتیں غیر ملکی سرمایہ کاری و قرضے اور قرضہ جاتی آلات استعمال کر رہی ہیں۔

4.2 زری جائزہ

جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران زری مجموعوں میں سست روی کا رجحان رہا اور وہ 7.1 فیصد ہو گئے جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی

¹⁵ مزید تفصیلات کے لیے Bernanke, B.S (2006) "Benefits of Price Stability" Center for economic policy studies, Princeton University, Princeton

مدت میں یہ 8.7 فیصد رہے تھے (دیکھئے جدول 4.2 زری جائزہ (جولائی تا یکم مارچ))				
ارب روپے				
مجموعی رقم				
مئی 2008ء	مئی 2007ء	مئی 2008ء	مئی 2007ء	عمو
30.0	6.8	277.7	57.3	حکومتی قرض گیری
36.6	13.1	296.6	94.0	برائے اعانت میزانیہ
104.2	6.4	359.3	25.6	اسٹیٹ بینک
-13.5	21.8	-62.8	68.4	جدولی بینک
-18.4	-33.9	-18.2	-36.5	اجناسی سرگرمیاں
12.4	10.6	320.5	232.3	غیر حکومتی شعبے کے قرضہ جات
11.7	11.2	289.3	237.0	فنی شعبہ
39.1	-8.3	31.5	-5.0	پنیا ایس ایز کے قرضہ جات
20.3	8.3	-86.0	-25.2	دیگر (خالص)
10.2	-22.5	-21.0	44.2	اسٹیٹ بینک
29.9	63.4	-65.0	-69.4	جدولی بینک
16.6	9.7	512.3	264.3	خالص ملکی اثاثے
223.9	32.0	337.4	69.6	اسٹیٹ بینک
6.0	7.8	174.9	194.7	جدولی بینک
-22.7	4.6	-223.4	31.4	خالص غیر ملکی اثاثے
-18.1	5.3	-142.4	30.1	اسٹیٹ بینک
-41.2	1.1	-81.1	1.3	جدولی بینک
7.1	8.7	288.8	295.8	زری
17.6	14.0			زری 2 کی سال ب سال نمو

بلند سطح کے باعث بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں ہونے والا اضافہ ہے۔ بینکاری نظام کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں کمی ہوئی ہے، جو ملک کے بیرونی کھاتے کی کمزوری کو ظاہر کرتی ہے۔

یکم مارچ مالی سال 2008ء تک زری 2 کی نمو 17.6 فیصد کی سال ب سال بلند سطح پر آگئی جبکہ تین مارچ مالی سال 2007ء پر یہ 14 فیصد رہی تھی۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مالی سال 2008ء کے دوران زری 2 کی نمو کے 13.7 فیصد مقررہ ہدف کا حصول مرکزی بینک کے لیے ایک بڑا چیلنج ہوگا۔

4.2.1 خالص غیر ملکی اثاثے

جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں 223.4 ارب روپے کی خالص کمی ہوئی ہے جبکہ اس کے مقابلے

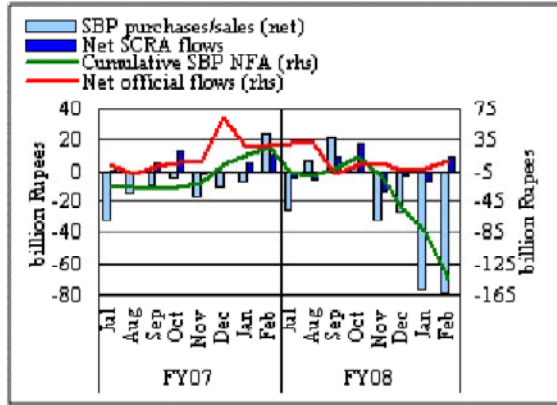
میں گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران 31.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ خالص غیر ملکی اثاثوں میں کمی کی وجوہات میں ملک میں سیاسی عدم استحکام، عالمی منڈیوں میں اجناس کی قیمتوں پر دباؤ اور امریکی معیشت میں رہن منڈی بحران کے عالمی اثرات شامل ہیں۔¹⁶

بینکاری نظام میں جدولی بینکوں کی نسبت اسٹیٹ بینک کے خالص غیر ملکی اثاثہ جات میں زیادہ تخفیف ہوئی ہے۔ اس کے اہم اسباب میں عالمی امانتی وصولیوں کے اجرا میں تاخیر، نقل و حمل میں معاونت کی وصولیوں کا نہ ملنا اور تیل کی ادائیگیوں کے ایک حصے (ایسی صورتحال میں جب تیل کی قیمتیں تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہیں) کے لیے غیر ملکی زرمبادلہ فراہم کرنے کا اسٹیٹ بینک کا فیصلہ شامل ہیں (دیکھئے شکل 4.3)۔¹⁷

¹⁶ ملک کے سیاسی مسائل کے نتیجے میں برآمدات میں سست روی، غیر ملکی اثاثوں کا اخراج اور نجکاری میں تاخیر ہوئی ہے۔ امریکی معیشت میں رہن منڈی کے بحران کی وجہ سے عالمی مالیاتی منڈیوں میں سیالیت کے مسائل کے باعث بیرونی مالکاری کا حصول مزید دشوار ہو گیا ہے۔ اسی طرح، اہم بیرونی منڈیوں میں اقتصادی سست روی کے باعث بھی پاکستانی برآمدات کی طلب میں کمی آئی ہے۔

¹⁷ جولائی تا فروری مئی 2007ء میں اسٹیٹ بینک کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں ادائیگیوں کی عالمی امانتی وصولیوں کے اجرا سے حاصل ہونے والے 731 ملین ڈالر بھی شامل ہیں۔

اسی طرح جدولی بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں بھی جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران 81.1 ارب روپے کی خالص کی ریکارڈ کی گئی ہے جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی مدت کے دوران اس میں 1.3 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ کارکنوں کی ترسیلات زر¹⁸ میں خاطر خواہ اضافے کے باوجود خالص غیر ملکی سرمایہ کاری میں کمی (دیکھئے شکل 4.4 الف) اور نجی غیر ملکی قرضہ جات¹⁹ میں



سست روی جدولی بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں کمی کے پس پردہ اہم عوامل رہے ہیں۔²⁰

روپے اور غیر ملکی کرنسی کے قرضہ جات پر بلند ہوتی شرح سود کے تفرق اور درآمد کنندگان کی جانب سے تجارتی مالکاری کے نتیجے میں جدولی بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں کمی واقع ہوئی ہے (دیکھئے شکل 4.4 ب)۔ جولائی تا فروری مالی سال 2008ء کے دوران تجارتی شعبے نے 26.7 ارب روپے مالیت کے غیر ملکی کرنسی پر مبنی قرضے حاصل کیے جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں یہ 17.9 ارب روپے رہے تھے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران اقامتی غیر ملکی کرنسی امانتوں (RFCDS) میں 25.3 ارب روپے کے اضافے کے باوجود جدولی بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں کمی آئی ہے جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں آر ایف سی ڈیز میں صرف 1.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ اگر آر ایف سی ڈیز میں یہ اضافہ نہ ہوتا تو جدولی بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں اس سے کہیں زیادہ کمی واقع ہو سکتی تھی۔

4.2.2 خالص ملکی اثاثے

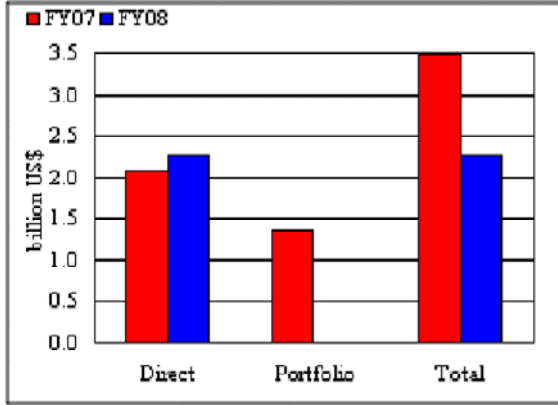
بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری میں خاطر خواہ اضافے کے باعث جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران خالص ملکی اثاثوں میں 16.6 فیصد کی بلند نمو ہوئی ہے جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی مدت میں نمو 9.7 فیصد تک رہی تھی۔ تاہم جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء میں نجی شعبے کے قرضہ جات کی نمو 11.7 فیصد تک رہی جو کہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران 11.2 فیصد کی نمو کے مقابلے میں کچھ زیادہ ہے۔

¹⁸ جولائی تا جنوری مہ 2008ء کے دوران کارکنوں کی ترسیلات زر بڑھ کر 14.1 ارب ڈالر ہو گئی ہیں جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی مدت میں یہ 13.4 ارب ڈالر رہی تھیں۔

¹⁹ نجی غیر ملکی قرضہ جات میں خاصی سست روی دیکھی گئی ہے اور معیشت کو جولائی تا جنوری مہ 2008ء کے دوران اس زمرے میں صرف 127 ملین ڈالر حاصل ہو سکے۔ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں یہ 191 ملین ڈالر تک رہے تھے۔

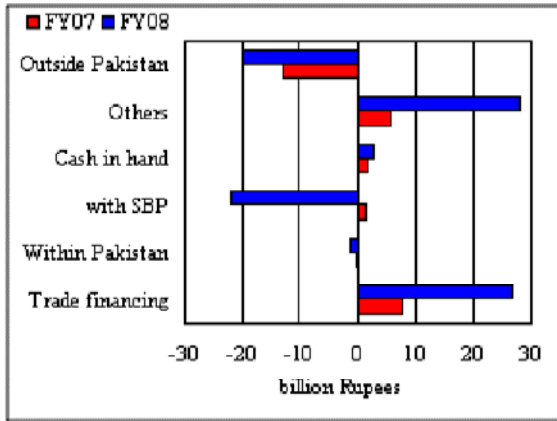
²⁰ جولائی تا فروری مالی سال 2007ء میں جدولی بینکوں کے خالص غیر ملکی اثاثوں میں ایک بینک کی جانب سے جاری کردہ عالمی امانتی وصولیوں کے ساتھ ساتھ ٹیلی کام شعبے کے ایک کارپوریٹ کی طرف سے جاری ہونے والے غیر ملکی کرنسی کے بانڈ بھی شامل ہیں۔

شکل 4.4 الف: غیر ملکی سرمایہ کاری (جولائی تا جنوری)



جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران سرکاری شعبے کے اداروں (PSEs) کے قرضوں کا بھی خالص ملکی اثاثوں کو بڑھانے میں اہم حصہ رہا ہے اور اس میں 39.1 فیصد کی نمو ریکارڈ کی گئی ہے جبکہ گزشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 8.3 فیصد کی منفی نمو ریکارڈ کی گئی تھی۔ سرکاری اداروں کے قرضوں کی خاطر خواہ نمو کے پس پردہ عوامل میں ایک سرکاری آنل مارکیٹنگ کمپنی (OMC) کے تیل کی قیمتوں²¹ کے تصفیے میں تاخیر اور بجلی تقسیم کرنے والی کمپنیوں کو قرضے فراہم کرنا شامل ہیں۔

شکل 4.4 ب: الف ای۔ 25 کا استعمال (جولائی تا فروری)



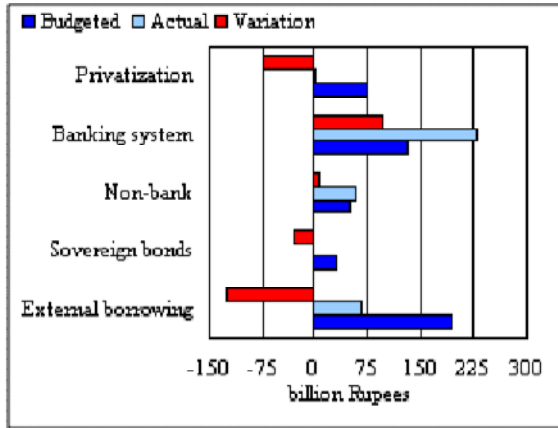
حکومت کی میزانیہ قرض گیری جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران بینکاری نظام سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری بڑھ کر 296.6 ارب روپے ہو گئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں یہ 94 ارب روپے رہی تھی۔ اس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ رواں مالی سال کے ابتدائی آٹھ مہینوں کے دوران حکومت نے بینکاری نظام کے لیے 131 ارب روپے کے مقررہ سالانہ ہدف سے 165.6 ارب روپے زائد حاصل کیے ہیں۔

بینکاری نظام سے حکومت کی مقررہ ہدف سے زائد قرض گیری کی متعدد وجوہات میں (1) ٹیکس وصولیوں کی نمو میں سست روی (2) حکومتی اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ (3) میزانیہ مالکاری کے لیے توقع سے کم بیرونی ذرائع سے آمد سرمایہ اور (4) نقل و حمل میں معاونت سے حاصل ہونے والے فنڈز²² میں کمی شامل ہیں۔ اس کے نتیجے میں بینکاری اور غیر بینکاری، دونوں ذرائع سے حکومتی قرض گیری میں خاصا اضافہ ہو گیا (دیکھئے شکل 4.5)۔ تاہم زری پالیسی کے لیے یہ امر باعث تشویش ہے کہ حکومت نے بھاری مقدار میں قرض گیری کے لیے اسٹیٹ بینک پر

²¹ تیل کی عالمی قیمتوں اور ملکی صارتی قیمتوں کے درمیان تفرق ہے۔

²² پاکستان کو جولائی تا فروری مالی سال 2008ء کے دوران نقل و حمل میں معاونت کی مدد میں 281.7 ملین ڈالر ملے جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی مدت میں 722 ملین ڈالر حاصل ہوئے تھے۔

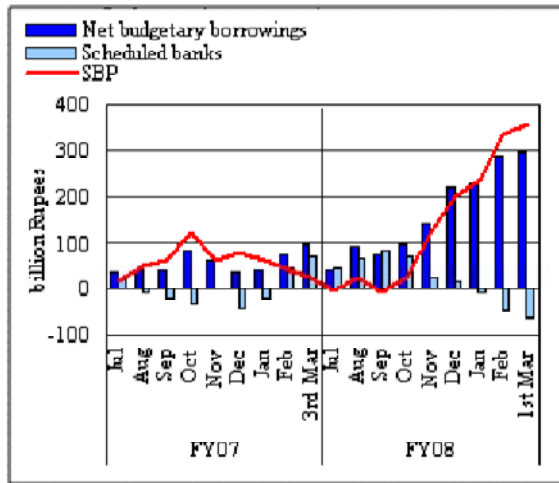
شکل 4.5: حکومتی مالکاری (جولائی تا دسمبر)



جدول 4.3: اسٹیٹ بینک کے بازار زر کے سودے (جولائی تا فروری)

آمد	انجذاب
47.0	658.4
68.4	718.4
میں 07ء	
میں 08ء	

شکل 4.6: بینکاری نظام سے خالص میزانیہ قرض گیری (مجموعی)



زیادہ انحصار کیا ہے۔ ایسی صورتحال سے گرائی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس کی توقعات مزید ابتر ہو سکتی ہیں۔ دوسری جانب حکومت نے جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران کمرشل بینکوں کو 62.8 ارب روپے واپس کیے ہیں (دیکھئے شکل 4.6)۔

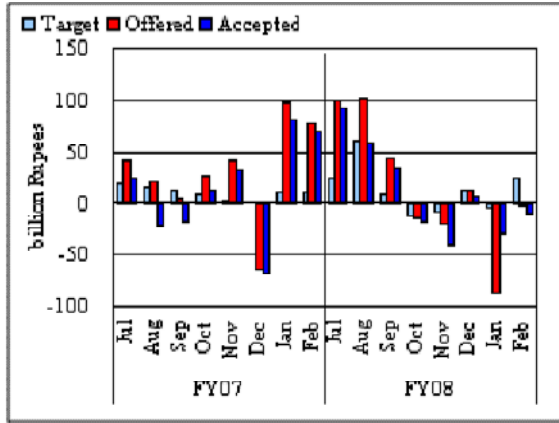
یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ مالی سال 2008ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت نے جدولی بینکوں سے بھاری قرض گیری کی تھی۔ تاہم دوسری سہ ماہی اور اس کے بعد کمرشل بینکوں کی ٹریڈری بلز کی نیلامیوں²³ میں عدم دلچسپی کے باعث یہ رجحان بالکل تبدیل ہو گیا ہے، جس سے ممکنہ طور پر نجی شعبے کے قرضہ جات کی مستحکم عمومی طلب (اس کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کے قرضہ جات پر پرکشش منافع بھی شامل ہے) اور غیر حکومتی امانتوں کی پست نمو کی عکاسی ہوتی ہے۔ مزید برآں، مالی سال 2008ء کی دوسری ششماہی کی زری پالیسی میں ڈسکاؤنٹ ریٹ میں ہونے والی تبدیلیوں کے متعلق توقعات نے بھی حکومتی تمسکات کی نیلامیوں میں جدولی بینکوں کی شرکت کو محدود کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے (دیکھئے شکل 4.7)۔²⁴ نتیجتاً جدولی بینکوں نے مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ٹریڈری بلز سے گریز کرتے ہوئے ان میں سرمایہ کاری کرنے میں دلچسپی نہیں لی۔

مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری میں غیر معمولی اضافے کے باوجود جولائی تا یکم مارچ مالی سال

²³ اسٹیٹ بینک نے ستمبر 2008ء کے بعد سے تہی بولی کے نزخوں میں اضافہ نہیں کیا ہے کیونکہ ٹریڈری بلز کی تہی بولی کے نرخ اور ڈسکاؤنٹ ریٹ میں تفرق کم ہو گیا ہے۔

²⁴ یہاں اس بات کا خیال رہے کہ جدولی بینکوں میں یکم مارچ 2008ء تک حکومتی امانتیں بڑھ کر 26.2 ارب روپے ہو گئی ہیں۔ چونکہ بینکاری نظام سے میزانیہ قرض گیری کی وضاحت خالص معنوں میں لی جاتی ہے اس لیے ان امانتوں کی وجہ سے مجموعی میزانیہ قرض گیری پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

شکل 4.7: ٹی بلز کی پلا میاں (عرصیت کا خالص)



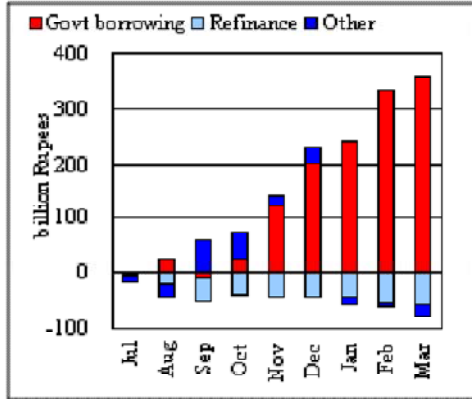
2008ء کی مدت کے دوران زر بنیاد کی نمونہ ہو کر 11.3 فیصد پر آگئی جبکہ مالی سال 2007ء کے اسی عرصے میں یہ 15.5 فیصد کی خاطر خواہ بلند سطح پر رہی تھی (دیکھئے شکل 4.8)۔ یہ نو مالکاری اسکیم کے تحت قرضوں کی خالص واپسی، اسٹیٹ بینک کے خالص غیر ملکی اثاثہ جات میں تیزی سے کمی اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے بازار زر کے سودوں میں سیالیت جذب کرنے کی بلند سطح کے باعث ممکن ہو سکا ہے (دیکھئے جدول 4.3)۔

4.2.3 نجی شعبے کا کریڈٹ (خالص)²⁵

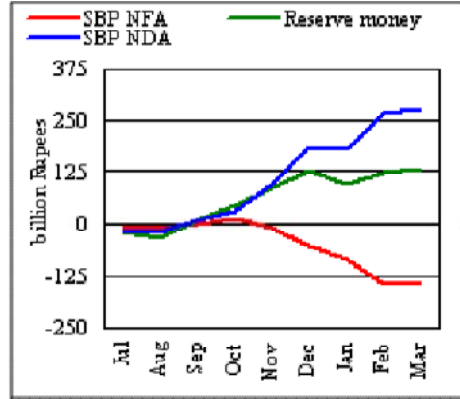
جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران نجی شعبے

کے قرضہ جات کی نمونہ گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ رہی ہے (دیکھئے جدول 4.4) تاہم اس میں معمولی فرق دیکھا گیا ہے۔ اگرچہ آئل مارکیٹنگ کمپنیوں²⁶ اور آئی پی پیز²⁷ کی قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر کے باعث جاری سرمائے کی طلب متاثر ہوئی ہے تاہم اس کے

شکل 4.8: اسٹیٹ بینک کے این ڈی اے کے اے کے اے (تیکم جولائی تا یکم مارچ)



شکل 4.8: الف: زر بنیاد کی گردش (مجموعی جولائی تا یکم مارچ 08ء)

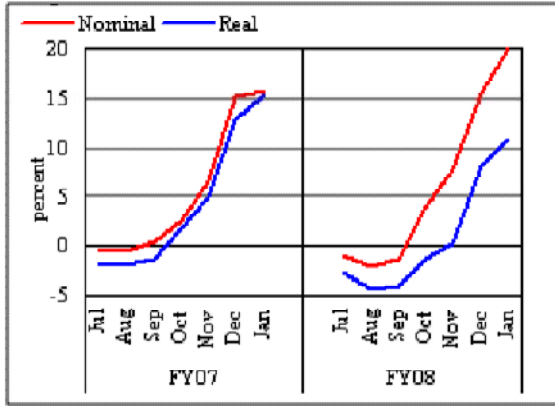


²⁵ نجی شعبے کے قرضہ جات کا رپورٹ شعبے کے لیے بینکوں کی سرمایہ کاری اور قرضوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ نجی شعبے کے قرضہ جات کے متعلق اعداد و شمار جاری جائزے پر مبنی ہیں جس میں جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کی مدت کا احاطہ کیا گیا ہے۔

²⁶ حکومت تیل کی بازار کارکنیوں کو تیل کی قیمتوں کا تفرق (تیل کی عالمی قیمتوں اور ملکی صارفین کی قیمتوں کے درمیان) فراہم کر رہی ہے۔ تاہم حالیہ مہینوں کے دوران قیمتوں میں تفرق کے تصفیے میں تاخیر کے باعث نقد قومات کا مسئلہ پیدا ہونے سے تیل فروخت کرنے والی کمپنیوں کو (حکومتی ضمانت کے برخلاف) بینکاری نظام سے قرض گیری کرنی پڑی ہے۔ تیل کی ان کمپنیوں کو دی جانے والی کل رقم میں سے (جو 33 ارب روپے ہے) 27 ارب روپے سرکاری شعبے کی ایک کمپنی کو دیئے گئے ہیں، جسے نجی شعبے کے قرضہ جاتی اعداد و شمار میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

²⁷ آئی پی پیز اور واپڈا کے درمیان قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر کے نتیجے میں ان کے لیے جاری سرمائے کی طلب میں اضافہ ہو جائے گا۔

شکل 4.9: جاری سرمائے کے قرضوں کی مجموعی نمو



نقصان دہ اثرات مرتب نہیں ہوئے کیونکہ مطابقت کردہ قرضہ جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء میں 11.2 فیصد کی مستحکم سطح پر رہا ہے۔²⁸

نئی شعبے کے قرضہ جات پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے قرضوں کی پیکداری کی اہم وجہ خام مال کی قیمتوں (ملکی اور عالمی منڈیوں دونوں میں) میں ہونے والا اضافہ ہے، جس سے کارپوریٹ شعبے کے قرضوں کی طلب بھی بڑھ گئی۔ یہ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران متعدد صنعتوں (جیسے خوردنی تیل، سیمنٹ،

جدول 4.4: نئی شعبے کے قرضے کی نمو

نئی صد	م 07ء	م 08ء
نئی شعبے کا قرضہ	11.2	11.7
منفی گردش قرضہ جات کے اثرات	11.2	11.2
کاروباری شعبے کے قرضے	13	13.7
جاری سرمایہ	14.6	19.6
معیینہ سرمایہ کاری	6.7	0.5
تجارتی قرضہ جات	19.9	21.0

☆ یہ اعداد و شمار جولائی تا جنوری کی مدت کے ہیں

چاولوں کی پروسیسنگ اور تعمیرات) میں جاری سرمائے کی بلند نمو سے بھی ظاہر ہے، جو کہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کی نسبت زیادہ ہے۔ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران جاری سرمائے کی حقیقی اور نامیہ طلب کے درمیان وسیع تفریق سے بھی نئی شعبے کے قرضہ جات پر خام مال کی قیمتوں میں اضافے کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.9)۔³⁰

متعدد صنعتوں میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی طلب میں اعتدال دیکھا گیا ہے (دیکھئے شکل 4.10)۔ تاہم ضروری نہیں ہے کہ اس کا مطلب اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی لیا جائے کیونکہ (الف) سیمنٹ، تعمیرات اور ٹیکسٹائل کے شعبوں کے لیے معینہ سرمایہ کاری کی طلب میں اعتدال سے اس حقیقت کی عکاسی ہوتی ہے کہ یہ صنعتیں پہلے ہی حالیہ برسوں کے دوران اپنی سرگرمیوں کو توسیع دے چکی ہیں اور (ب) کچھ صنعتیں اپنے توسیعی منصوبوں کی مالکاری دیگر ذرائع سے کر رہی ہیں، جیسے کہ غیر ملکی کرنسی کے قرضہ جات (ٹیلی کام وغیرہ)، غیر ملکی سرمایہ کاری (ٹیلی کام، کیمیکل) اور مقامی منڈی میں قرضہ جاتی وثیقہ جات کا اجرا (کیمیکل، سیمنٹ، ریٹیل اسٹیٹ اور جہاز سازی) کیا جا رہا ہے۔ جبکہ توانائی اور ریفرنسز کے شعبوں میں بھی معینہ سرمایہ کاری میں خاطر خواہ اضافے کی توقع ہے۔³¹

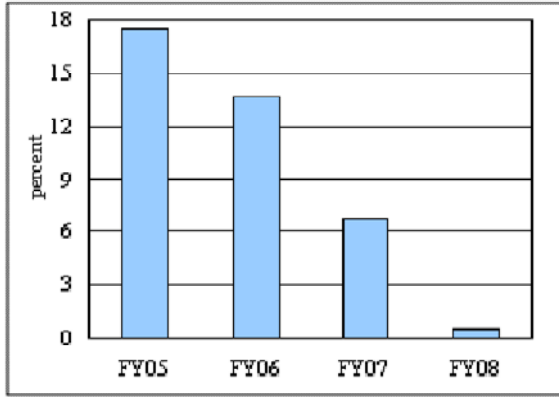
²⁸ واقعاتی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ واپڈا کے ساتھ قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر کے باعث کچھ ریفرنسز کی قرضوں کے لیے بلند طلب متاثر ہوئی ہے۔ تاہم ریفرنسز کی جانب سے جاری سرمائے کی طلب میں اضافے کو اعداد و شمار کی کمی کے باعث ایڈجسٹ نہیں کیا جاسکتا۔

²⁹ اس میں تجارتی مالکاری اور جاری سرمائے کے قرضہ جات شامل ہیں۔

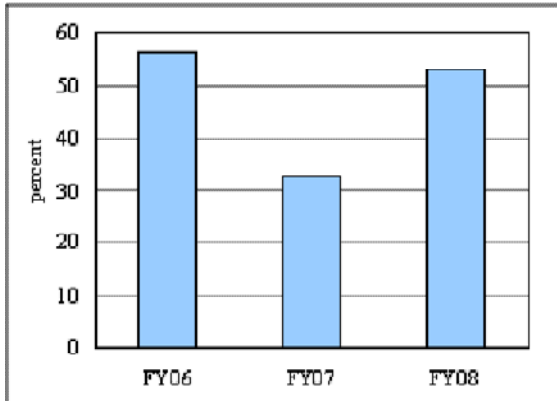
³⁰ جاری سرمائے کے قرضہ جات میں غیر غذائی غیر توانائی گروپ کے قرضوں کی قیمت کی وجہ سے کمی ہوئی ہے۔

³¹ یہ توقع ہے کہ توانائی کے منصوبوں کی مالیاتی بندش آئندہ مالی سال تک جاری رہے گی اور اس کی کچھ ریفرنسز اپنی توسیع کے لیے بینکاری شعبے سے فنڈز اکٹھا کریں گی۔

شکل 4.10: معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں کی نمو (جولائی تا جنوری)



شکل 4.11: پانچ بڑے بینکوں میں قرضوں کا ارتکاز (جولائی تا یکم مارچ)



یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ نجی شعبہ اب پہلے سے زیادہ قرضہ جاتی تمسکات جاری کر رہا ہے (نجی طور پر جاری کردہ صکوک اور میعاد کی مالکاری وثیقہ جات)۔ واقعاتی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجی شعبے کو قرضوں کی وافر مقدار میں فراہمی کے بجائے غیر بینکی مالی ادارے بعض صورتوں میں بینکی قرضوں کا متبادل ثابت ہو رہے ہیں۔ اس سے مجموعی قرضوں کی فراہمی نے بینکوں کے نظام کو متاثر کیا ہے۔

یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہے کہ قرضے جاری کرنے کی سرگرمیوں کا بڑا حصہ بینکوں تک ہی مرکوز ہے۔ یہ بات جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران اضافی قرضوں کے اجراء میں پانچ بڑے بینکوں کا حصہ بڑھنے سے بھی ظاہر ہوتی ہے (دیکھئے شکل 4.11)۔³² اس سے قرضوں اور امانتوں کے تناسب کی پست سطح کی عکاسی ہوتی ہے، بالخصوص وہ بڑے بینک جن کے پاس مزید قرضے فراہم کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ دوسری جانب کچھ بینک قرضے جاری کرنے میں احتیاط سے کام لے رہے ہیں جس کی اہم وجوہات میں (الف) ڈوبے ہوئے قرضوں کی بازیابی کے بڑھتے ہوئے مسائل اور قرضوں کی معافی، بالخصوص صارفی قرضوں میں (ب) مطلوبہ سرمائے کی حدود مقرر کرنا (چند چھوٹے بینکوں نے اپنے کفایت سرمایہ کی حدود میں رہنے میں کے لیے قرضوں کے جارحانہ اجراء میں کمی کر دی ہے) شامل ہیں۔

نجی شعبے کے قرضے (خالص)³³

جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں 11.9 فیصد کی نمو دیکھی گئی ہے۔ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران

³² بینکوں کی درجہ بندی ان کے اثاثوں کے حجم کے لحاظ سے کی گئی ہے۔

³³ یہ حصہ نجی شعبے کے قرضہ جات کے اعداد و شمار پر مشتمل ہے، جس کی درجہ بندی بین الاقوامی صنعتی معیارات کے تحت کی گئی ہے۔ اس میں جنوری 2008ء تک کے دستیاب اعداد و شمار کو استعمال کیا گیا ہے۔ مذکورہ اعداد و شمار اور زری جائزے میں بیان کردہ قرضہ جاتی اعداد و شمار میں یکسانیت نہیں پائی جاتی کیونکہ مؤخر الذکر میں نجی کاروباری شعبے کی ایکوینیٹی میں بینکوں کی سرمایہ کاری کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

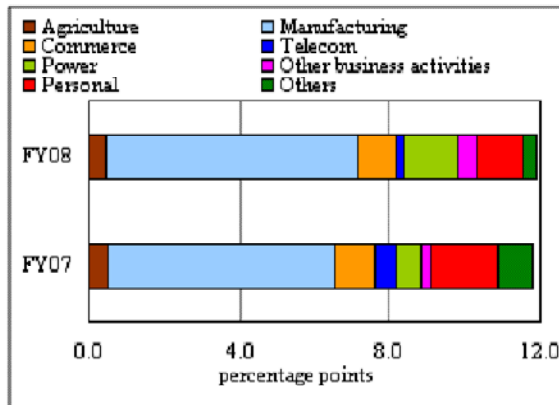
بھی اس کی نمواسی سطح پر رہی تھی (دیکھئے جدول 4.5)۔ جدول 4.5 نجی شعبے کے قرضہ جات (جولائی تا جنوری) فی صد نمو

م 08ء	م 07ء	1۔ نجی شعبے کے کاروبار
13.7	13.0	الف۔ زراعت
6.9	7.2	ب۔ اشیا سازی
14.7	12.9	ٹیکسٹائلز
19.1	8.1	کانخدا اور مصنوعات
20.0	55.6	کیبیائی کھاد
-0.8	20.8	سینٹ
3.2	14.6	خور دنی تیل
8.5	7.5	لوہا اور فولاد
26.0	56.7	چاول کی پروسیسنگ
74.9	26.4	ج۔ بجلی گیس اور پانی
73.9	63.9	د۔ تعمیرات
19.4	24.2	و۔ تعمیرات
10.8	11.0	د۔ کامرس و تجارت
5.7	17.3	ز۔ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات
11.8	6.6	ح۔ ریل اسٹیشن، کراپ و کاروباری سرگرمیاں
-20.4	15.5	2۔ ذاتی
6.7	10.0	صارفی ماکاری
6.6	10.4	نجی شعبے کے قرضہ جات
11.9	11.8	

اشیا سازی، توانائی اور دیگر نجی کاروبار کا خالص قرضوں کی نمو میں بڑا حصہ رہا ہے، تاہم جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں ٹیلی کام، تعمیرات، ذاتی اور دیگر شعبوں کا نجی شعبے کے قرضوں میں حصہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصا کم رہا ہے (دیکھئے شکل 4.12)۔³⁴

توانائی کے شعبے میں جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران قرضوں کی طلب (جاری سرمائے اور معینہ سرمایہ کاری دونوں کے) میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ واپڈا کی جانب سے آئی پی پیز کو قومات کی ادائیگی میں تاخیر سے جاری سرمائے کے قرضہ جات بڑھ گئے جبکہ معینہ سرمایہ کاری قرضوں سے نجی شعبے میں توانائی کے منصوبوں میں گنجائش کو بڑھانے کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔

شکل 4.12: نجی شعبے کے قرضوں کی نموس حصہ

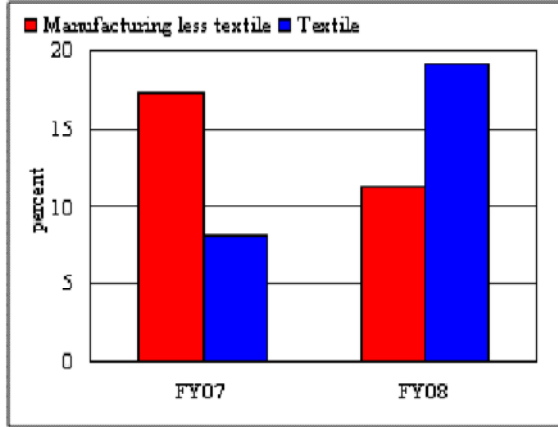


اشیا سازی

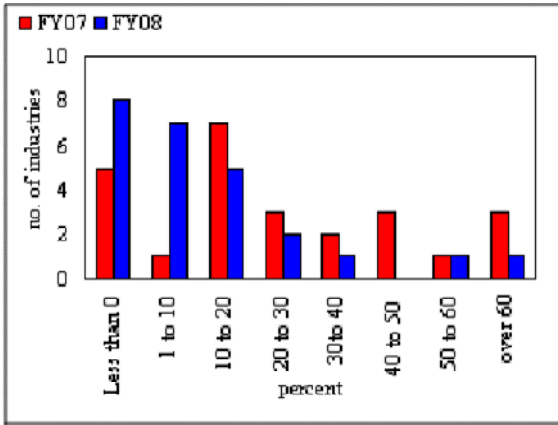
جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران اشیا سازی کے شعبے کو دیے گئے قرضوں کی نمو بڑھ کر 14.7 فیصد ہو گئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں یہ 12.9 فیصد تھی۔ اس بلند نمو کا اہم سبب ٹیکسٹائل کے شعبے کو دیے گئے قرضے ہیں۔ اگر ٹیکسٹائل کی صنعت کے قرضوں کو منہا کر دیا جائے تو اشیا سازی کے شعبے میں قرضوں کی نمو میں کمی واقع ہوئی ہے (دیکھئے شکل 4.13)۔

³⁴ دیگر شعبوں میں کاروباری شعبوں کے قرضہ جات کو شامل کیا گیا ہے، جنہیں یہاں الگ سے بیان نہیں کیا گیا ہے۔ چونکہ اس زمرے میں شامل بعض قرضہ جات کی از سر نو درجہ بندی کی گئی ہے، اس لیے جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران اس میں تیزی سے کمی کارخان رہا ہے۔

شکل 4.13: اشیاء سازی شعبے کے قرضوں کی نمو



شکل 4.14: غیر ٹیکسٹائل شعبے کے قرضہ جات کی نمو



غیر ٹیکسٹائل شعبے کے قرضے

غیر ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں میں سست روی وسیع البیناد رہی ہے۔ اس کا اہم سبب معینہ سرمایہ کاری قرضوں اور جاری سرمائے کے قرضوں کی طلب کا پست ہونا ہے (دیکھئے شکل 4.14)۔³⁵ تاہم غیر ٹیکسٹائل شعبوں کے تجارت سے متعلقہ قرضوں کی نمو میں جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران اضافہ ہوا ہے، جس سے زیر جائزہ مدت کے دوران تجارتی سرگرمیوں میں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔

خوردنی تیل،³⁶ فولاد، گھریلو استعمال کی مشینری اور یونگ ملبوسات کے شعبوں میں جاری سرمائے کے قرضوں کی سست روی سے جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران ان شعبوں میں مایوس کن صنعتی سرگرمیوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ کیمیائی کھاد کے شعبے میں جاری سرمائے کے قرضوں میں کمی کی بڑی وجہ قدرتی گیس کی قیمتوں کا کم ہونا ہے۔³⁷

پیٹرولیم مصنوعات کی ریفاؤننگ کے شعبے کے لیے جاری سرمائے کے قرضوں کی نمو میں بھی کمی واقع ہوئی ہے لیکن جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران اب بھی یہ 87 فیصد کی مستحکم سطح پر ہے۔ اس کی وجہ اوایم سیز کے قیمتوں کے تصفیے میں تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔ متعدد صنعتوں

میں جاری سرمائے کے قرضہ جات کی طلب میں اضافہ ہوا ہے مثلاً چاول کی پروسیسنگ، ادویات، برقی تقسیم اور اس کے کنٹرول کا نظام، سپینٹ اور کاغذ کی صنعت شامل ہیں۔ چاول کی پروسیسنگ کے شعبے میں جاری سرمائے کی طلب کے بڑھنے کی اہم وجہ اندرون ملک چاول کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ ہے۔³⁸ ادویات میں طلب کی بلند سطح کا سبب حکومت کی جانب سے خام مال کی درآمدات پر ڈیوٹی کے خاتمے کی وجہ سے

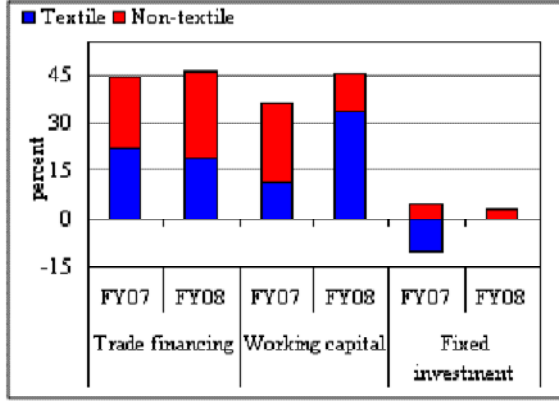
³⁵ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران متعدد صنعتوں کی جانب سے خالص رقومات کی واپسی میں اضافہ ہوا ہے (دیکھئے شکل 4.14)۔

³⁶ چونکہ پاکستان خاصی بڑی مقدار میں خوردنی تیل درآمد کرتا ہے، اس لیے ملکی صنعت خوردنی تیل کی عالمی قیمتوں میں تبدیلیوں سے متاثر ہوتی ہے۔

³⁷ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء گیس کی قیمتوں میں 9.3 فیصد کمی ہوئی ہے جبکہ گزشتہ سال اس میں 24.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

³⁸ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران مختلف زمروں کے چاول کی خوردہ قیمتوں میں او۔سٹاک 42 تا 58 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

شکل 4.15: اشیاء سازی شعبے کے قرضوں کی تقسیم بلحاظ مقاصد



جدول 4.6: کپاس کے قرضہ جات پر قیمتوں میں اضافے کے اثرات (جولائی تا جنوری)

رقم ارب روپے میں: پیداوار ارب کلوگراموں میں

کپاس کی اسپننگ کے شعبے کو دیئے گئے قرضہ جات	م 07ء	م 08ء
خام کپاس کی قیمتوں میں فی صد تبدیلی	4.3	26.1
خام کپاس کی پیداوار	13.0	12.8
کپاس کی اسپننگ کے شعبے	7.3	33.4

پیداوار میں ہونے والا اضافہ ہے۔³⁹ متعدد صنعتوں میں معینہ سرمایہ کاری کے قرضوں میں کمی کے اہم اسباب میں (1) کچھ شعبوں میں بھاری رقومات کی واپسی (گزشتہ چند برسوں کے دوران گنجائش کو بڑھانے کے لیے خاطر خواہ ادائیگی کے باعث، سینٹ کے شعبے میں خالص واپسی متوقع تھی) اور (2) بینکوں کے منگے قرضوں کو مقامی بانڈز کے اجرا میں بدلنا (کاغذ کے ایک بڑے مینوفیکچرر کی جانب سے بینکوں کے قرضوں کا ایک قرضہ جاتی وسیعے میں تبدیل) شامل ہیں۔

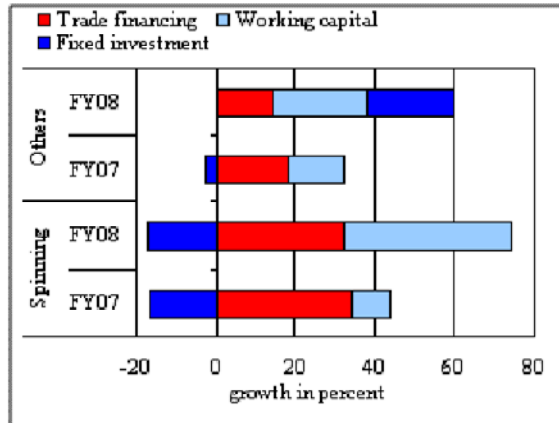
ٹیکسٹائل شعبے کے قرضے

جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں میں سب سے زیادہ اضافہ اسپننگ کی صنعت میں ہوا ہے۔⁴⁰

جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں اسپننگ کی صنعت (دیکھئے شکل 4.16) میں 42.1 فیصد کا متاثر کن اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جبکہ یہ

گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران 9.8 فیصد رہا تھا، جس سے مقامی خام کپاس کی قیمتیں بڑھنے کی عکاسی ہوتی ہے (دیکھئے جدول 4.6)۔

شکل 4.16: ٹیکسٹائل شعبے کے قرضہ جات



ٹیکسٹائل شعبے کے معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی واپسی ہوئی ہے، جو کہ ٹیکسٹائل و برٹن 2005ء کے تحت لیے گئے تھے۔ تاہم نومبر اور دسمبر 2007ء کے ماہانہ رجحانات معینہ سرمایہ کاری کے لیے طلب میں اضافے کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہاں یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ مذکورہ دونوں مہینوں کے دوران ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں بھی اضافہ دیکھا گیا ہے۔

³⁹ تفصیلات کے لیے بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کا حصہ 2.2 دیکھیں۔

⁴⁰ برآمدات کی طلب میں کمی کے نتیجے میں ٹیکسٹائل صنعت کی مایوس کن کارکردگی کے باوجود یہ اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کے تجارت سے متعلقہ قرضہ جات کم ہو کر 19.3 فیصد ہو گئے ہیں جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی مدت میں یہ 22.4 فیصد رہے تھے۔ درحقیقت ویوٹیک صنعت کی قابل ذکر نمونہ تجارتی قرضوں کی مجموعی سست روی کا باعث بنی ہے۔ اگر ہم ویوٹیک کے ذیلی شعبوں کو منہا کر دیں تو جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء کے دوران تجارتی مالکاری کے لیے قرضوں کی نمو 24.2 فیصد کی مستحکم سطح پر رہی ہے جو کہ جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں 15.7 فیصد رہی تھی۔

تعمیرات

جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں تعمیرات کے شعبے کو قرضوں کی نمو کم ہو کر 19.4 فیصد پر آ گئی ہے جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران یہ 24.2 فیصد رہی تھی۔ نئے منصوبوں کی مالکاری کے لیے نجی طور پر صکوک کے اجراء کی وجہ سے اس شعبے میں معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی طلب میں کمی واقع ہوئی ہے۔

اس کے برعکس جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں جاری سرمائے کی ضروریات میں 32.4 فیصد کا قابل ذکر اضافہ ہوا ہے جو کہ جولائی تا جنوری مالی سال 2007ء میں 20.5 فیصد رہا تھا۔ مکانات کی طلب کا بڑھنا اور تعمیرات کے لیے مقامی خام مال کی قیمتوں میں اضافہ بھی جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں جاری سرمائے کی ضروریات میں اضافے کا باعث بنا ہے۔

جدول 4.7 صارفی قرضہ جات میں نمو (جولائی تا جنوری)			صارفی قرضہ جات
مئی 08ء	مئی 07ء	فی صد	جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء میں صارفی قرضوں کی
17.6	15.5	رہن قرضے	نموسست روی کا شکار ہو کر 6.6 فیصد ہو گئی ہے جبکہ یہ
6.9	19.2	کریڈٹ کارڈز	گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 10.4 فیصد رہی
6.0	8.0	کار مالکاری	تھی (دیکھئے جدول 4.7)۔ رہن مالکاری کے علاوہ
3.0	7.9	ذاتی قرضہ جات	صارفی قرضہ جات کے تمام شعبوں میں کمی ہوئی ہے۔ ⁴¹
6.6	10.4	صارفی قرضہ جات	کار مالکاری کی نمو میں کمی کی اہم وجوہات میں (1) مقامی

کاروں کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے کاروں کی طلب کا کم ہونا اور (2) بازیابی کے مسائل کے باعث بینکوں کا قرضوں کے اجرا میں محتاط رویہ اختیار کرنا (حتی کہ ایک بینک نے کار مالکاری کی اسکیم ترک کر دی ہے) شامل ہیں۔ اس کے برعکس رہن مالکاری میں 17.6 فیصد کی شاندار نمو ریکارڈ کی گئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران اس میں 15.5 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔

نجی طور پر جاری کردہ صکوک بانڈز میں بینکوں کی سرمایہ کاری

قرضوں کی فراہمی کے علاوہ بینک اب نجی شعبے کے قرضہ جاتی وثیقہ جات میں بھی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ جیسا کہ جدول 4.8 سے ظاہر ہے کہ

⁴¹ بینکوں کی جانب سے قرضہ جاتی اطلاعات بیورو کے اعداد و شمار کا استعمال بھی صارفی قرضوں میں سست روی کی ایک اہم وجہ ہے۔

جدول 4.8: نجی فہرستی صکوک کا اجرا (جولائی تا جنوری مالی سال 2008ء)

شعبے	رقم	واپسی	مقصد
ایئر ٹرانس	2,550	ہاں	منصوبہ جاتی مالکاری
کافد	3,500	ہاں	
شکر	500	ہاں	
کیمیکل	9,500	ہاں	
سینٹ	10,500	ہاں	
ٹیکسٹائل	650	ہاں	
ریئل اسٹیٹ	3,000	ہاں	
تیل و گیس	5,000	ہاں	
واپڈا	8,000	ہاں	
جہاز رانی	4,000	ہاں	

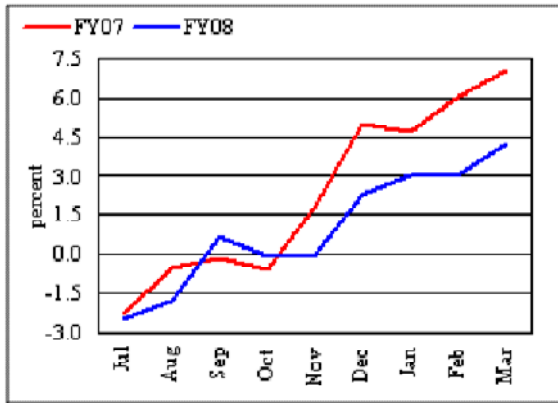
ماخذ: بینک اور پیمنٹس ریز

جولائی 2007ء اور اس کے بعد سے تقریباً 47 ارب روپے مالیت کے صکوک نجی شعبے کی جانب سے جاری کیے گئے ہیں۔⁴² اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ مجموعی طور پر قرضوں کی طلب برقرار رہی ہے تاہم ان کا بینکوں کے قرضوں پر انحصار کم ہو گیا ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگرچہ قرضہ جاتی وثیقہ جات میں کی جانے والی سرمایہ کاری میں بینکوں کا بڑا حصہ ہے تاہم اس کے ساتھ ساتھ غیر بینکی مالی ادارے بھی ان وثیقہ جات میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔

مزید برآں اسلامی بینکوں کے لیے صکوک کے پرکشش ہونے کے باوجود (کیونکہ یہ شریعت سے ہم آہنگ ہوتے ہیں) اس کے ابتدائی اجرا میں اسلامی بینکوں کا حصہ روایتی بینکوں کے مقابلے میں خاص کم رہا ہے۔

شکل 4.17: مجموعی امانتوں کی نمو



مالکاری قرضہ جات کے ذرائع⁴³

جدول 4.9 کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا یکم مارچ مالی سال 2008ء کے دوران امانتوں کی پست نمو کے نتیجے میں اضافی قرضہ جات اور امانتوں کے تناسب میں اضافہ ہو گیا ہے (دیکھئے شکل 4.17)۔ اس طرح بینکوں نے قرضوں کی مستحکم نمو کے لیے غیر امانتی ذرائع پر انحصار کیا ہے۔⁴⁴ اس ضمن میں زیر جائزہ مدت میں موثر مطلوبہ نقد محفوظ میں کمی اور بینکوں کی جانب سے حکومتی وثیقہ جات⁴⁵ میں سرمایہ کاری سے گریز کرنے سے بھی کسی حد تک

⁴² ان معلومات کو ان کے جزوی دائرہ کار کی وجہ سے احتیاط کے ساتھ پڑھا جانا چاہیے۔ کیونکہ: (الف) کسی بھی ایک ضوابطی ادارے کی جانب سے نجی طور پر جاری کردہ صکوک کا کوئی ریکارڈ مرتب نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے اس بات کا امکان ہے کہ کسی اجرا کو یہاں درج نہ کیا گیا ہو (ب) یہ معلومات ایسے بینکوں سے حاصل کی گئی ہیں جنہیں اس کے لین دین کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس وجہ سے کسی بھی غیر بینکی مالی ادارے کی جانب سے مبادی مالکاری صکوک کے لین دین کو ان اعداد و شمار میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

⁴³ یہ حکومتی امانتوں کو منہا کرتے ہوئے صرف زری جائزے کی امانتوں پر مبنی ہے۔

⁴⁴ نظری طور پر بینکوں کی ایکویٹی کو غیر امانتی ذرائع سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بینک حکومتی اور نجی سرمایہ کاری وثیقہ جات کے ذریعے بھی اپنی سرمایہ کاری کو سیال پذیر بنا سکتے ہیں۔

⁴⁵ مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری میں اضافے کے باعث بینکوں کے لیے دستیاب سیالیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

قرضوں میں توسیع کے لیے رقومات کے ذرائع کی جدول 4.9 اضافی قرضہ جات اور امانتوں کا تناسب (جولائی تا یکم مارچ) وضاحت ہوتی ہے۔

ارب روپے	اضافہ		
	قرضہ جات	امانتیں	تناسب (فی صد)
میں 2006ء	294.7	183.7	160.6
میں 2007ء	195.5	188.6	103.7
میں 2008ء	302.7	137.1	220.8

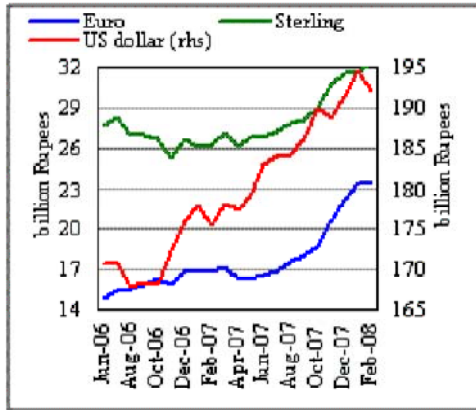
4.3 امانتیں جمع کرنا⁴⁶ امانتوں کی مجموعی نمو جولائی تا فروری مالی سال 2007ء کے 6.4 فیصد سے کم ہو کر جولائی تا فروری مالی سال 2008ء میں 4.2 فیصد ہو گئی (دیکھئے جدول 4.10)۔ نمو میں یہ کمی دیگر⁴⁷ امانتوں کے زمرے میں ہوئی ہے۔

جدول 4.10 شعبہ دار امانتوں کی نمو (جولائی تا جنوری)			
میں 07ء		میں 08ء	
نمو	حصہ	نمو	حصہ
4.4	4.2	4.1	3.8
50.6	0.4	18.6	0.3
41.1	1.8	3.6	0.2
6.4		4.2	

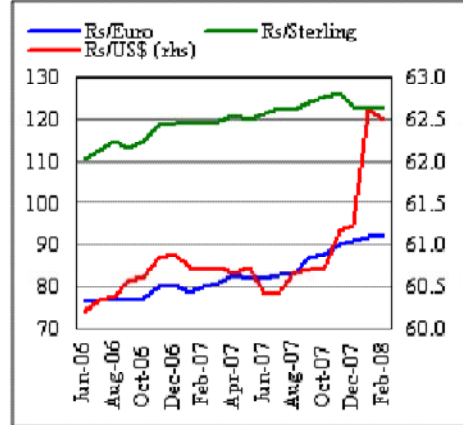
☆ نمو میں فیصدی درجہ

اگر صارفین کی امانتوں کا کرنسی کے لحاظ سے جائزہ لیا جائے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا فروری مالی سال 2008ء کے دوران دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے غیر ملکی کرنسی کی امانتوں میں صارفین کی دلچسپی بڑھ گئی ہے (دیکھئے شکل 4.18)۔ اس طرح غیر ملکی کرنسی کی امانتوں میں پاؤنڈ اسٹرلنگ، یورو اور امریکی ڈالر میں

شکل 4.18 ب: ایف سی ایز میں کرنسی کے اجزائے ترکیبی

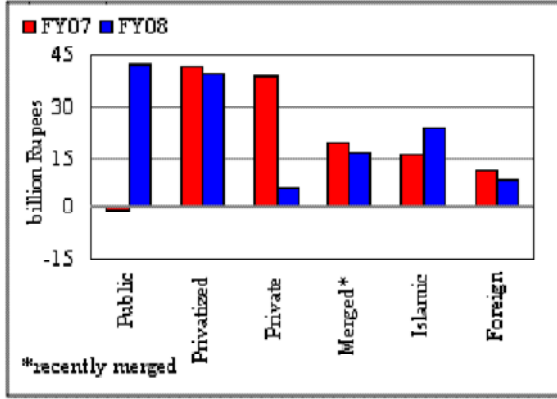


شکل 4.18 الف: شرح مبادلہ کی حرکت پڑی



⁴⁶ اس حصے میں حکومتی امانتوں سمیت تمام صارفی امانتوں کو شامل کیا گیا ہے۔ اس لیے یہ امانتیں ماکاری قرضہ جات کے ذرائع کے ذیلی حصے میں بیان نہیں کی گئی ہیں۔
⁴⁷ دیگر امانتوں میں زیادہ تر مارجن یا قرضہ جاتی مراسلے (ایل بی ز)، ضمانتوں پر مارجن، بلا دعویٰ منافع مقسمہ، قابل ادائیگی منافع مقسمہ، بیکورٹی امانتیں اور دیگر متفرق وجہات شامل ہیں۔

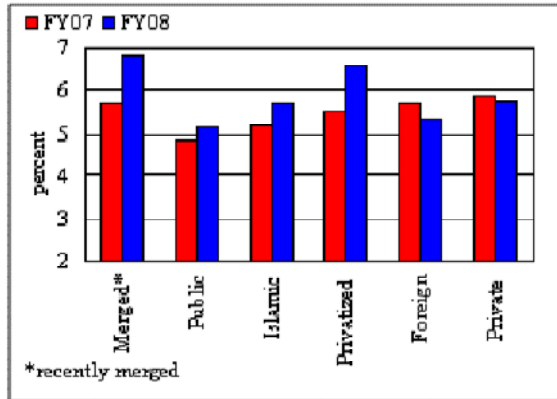
شکل 4.19: امانتوں کی گروپ وارتقسیم (جولائی تا فروری)



امانتیں جمع کرانے کا رجحان غالب رہا ہے۔ ان غیر ملکی کرنسیوں میں جولائی تا فروری مالی سال 2007ء کی نسبت جولائی تا فروری مالی سال 2008ء کے دوران قابل ذکر نمو دیکھی گئی ہے۔

مزید برآں، امانتوں کی بینک وارتقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری اور اسلامی بینکوں کے علاوہ بینکاری گروپ کے دیگر تمام زمروں کی امانتوں میں جولائی تا فروری مالی سال 2008ء کے دوران گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے (دیکھئے شکل 4.19)۔ زیادہ تر بینکوں کی جانب سے امانتوں کے نزخوں میں اضافے کے باوجود یہ کمی ریکارڈ کی گئی ہے (دیکھئے شکل 4.20)۔ اس کے برعکس ایک ملکی نجی بینک (جو چھوٹے ملکی بینکوں کے زمرے میں شامل ہے) کی امانتوں میں سست روی کا اہم سبب سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز اور کارپوریٹ سیکٹر کی جانب سے اپنی امانتوں کو نکالنا ہے۔

شکل 4.20: گروپ وار امانتوں کی شرح (اوسط اضافی) جولائی تا جنوری

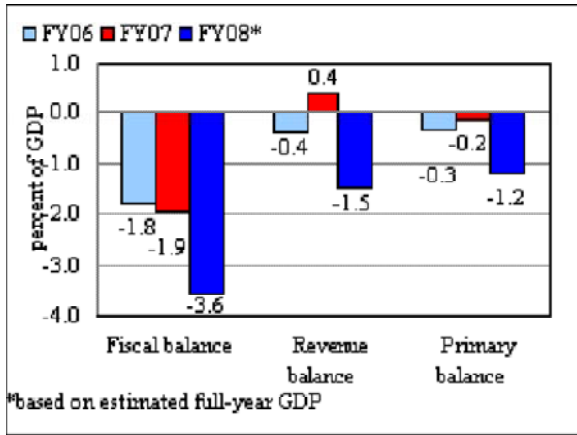


سرکاری بینکوں کی امانتوں میں تیزی سے اضافے کی وجہ ایک بڑے سرکاری بینک میں حکومت اور سرکاری شعبے کی انٹرپرائزز کی امانتوں میں ہونے والا خاطر خواہ اضافہ ہے۔

5 مالیاتی صورتحال

5.1 عمومی جائزہ

شکل 5.1: مالیاتی کارکردگی کے اظہار (جولائی تا دسمبر)



مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران حاصل میں نمو کی پست سطح اور اخراجات میں مسلسل اضافے کے باعث اہم مالیاتی اظہاریوں میں تیزی سے ابتری کا رجحان جاری رہا ہے۔ اس صورتحال کی وجہ سے مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ بلحاظ جی ڈی پی گزشتہ دو برسوں کے مقابلے میں دگنا ہو کر سات برسوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گیا ہے۔ اسی طرح مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں حاصل کے خسارے اور بنیادی خسارے میں گزشتہ برسوں کی نسبت خاطر خواہ اضافہ دیکھا گیا ہے (دیکھئے شکل 5.1)۔

ہر سہ ماہی کے اعداد و شمار کے الگ الگ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جولائی تا دسمبر م س 08ء کے دوران ہونے والے 5.6 فیصد مالیاتی خسارے نے دوسری سہ ماہی میں جنم لیا ہے۔ مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی میں مالیاتی خسارے کے بڑھنے کی اہم وجہ مجموعی حاصل میں ہونے والی غیر معمولی کمی ہے۔ حاصل کی پست سطح میں ٹیکس وغیر ٹیکس دونوں ذرائع نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی میں مجموعی

اخراجات کی نمو 15.8 فیصد کی سال بسال

معتدل سطح پر رہی جبکہ پہلی سہ ماہی کے دوران

اس میں 37.5 فیصد کی سال بسال غیر معمولی

نمو ہوئی تھی (دیکھئے جدول 5.1)۔

جدول 5.1: مالیاتی توازن کی اشیات			
ارب روپے			
اکتوبر تا دسمبر		جولائی تا ستمبر	
م س 2007ء	م س 2008ء	م س 2007ء	م س 2008ء
313.0	359.1	312.6	255.7
235.1	241.8	215.6	191.6
77.9	117.3	97.0	64.1
2.3	6.6	1.3	0.6
511.2	441.4	470.7	342.4
37.5	16.6	7.7	9.7
-198.3	-82.3	-158.1	-86.7

ماخذ: وزارت خزانہ، اسلام آباد

زیر جائزہ دوسری سہ ماہی کے دوران حاصل میں کمی کا ایک اہم سبب صنعتوں (بینکاری، صنعت وغیرہ) کا قابل ٹیکس منافع گھٹنے کے باعث بلا واسطہ ٹیکسوں میں ہونے والی کمی ہے۔ اسی طرح غیر ٹیکس حاصل کی پست سطح کی

مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

جدول 5.2: مجموعی سرکاری مالیات کا خلاصہ						ارب روپے
سال بسال تبدیلی (فیصد)		جولائی تا دسمبر				
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	میں 05ء	
1.8	23.5	625.6	614.8	497.8	423.8	مجموعی حاصل
4.0	26.3	450.7	433.4	343.3	284.4	ٹیکس حاصل
-3.6	17.3	174.9	181.3	154.6	139.4	غیر ٹیکس حاصل
25.3	23.5	981.9	783.8	634.5	503.3	مجموعی اخراجات
33.3	10.7	775.1	581.4	525.3	427.5	جاری
52.6	15.7	225.8	147.9	127.8	86.3	ترقیاتی اور خالص قرض گاری
-134.7	-391.9	-18.9	54.4	-18.6	-10.4	غیر شناخت شدہ اخراجات
110.9	23.6	-356.3	-169.0	-136.7	-79.6	بجٹ خسارہ
بلور فیصدی ڈی پی						
--	--	6.3	7.1	6.6	6.6	مجموعی حاصل
--	--	4.5	5.0	4.5	4.4	ٹیکس حاصل
--	--	1.8	2.1	2.0	2.2	غیر ٹیکس حاصل
--	--	9.8	9.0	8.4	7.8	مجموعی اخراجات
--	--	7.8	6.7	6.9	6.6	جاری
--	--	2.3	1.7	1.7	1.3	ترقیاتی اور خالص قرضہ
--	--	-0.2	0.6	-0.2	-0.2	غیر شناخت شدہ اخراجات
--	--	-3.6	-1.9	-1.8	-1.2	بجٹ خسارہ
ماخذ: وزارت خزانہ						

اہم وجوہات میں فوجی نقل و حمل کی معاونت کی وصولیوں میں تاخیر اور پیٹرولیم و گیس سرچارجز کی مد میں کم محاصل کا جمع ہونا ہے۔

توقع ہے کہ رواں مالی سال کی آئندہ دوسہ ماہیوں میں مالیاتی کارکردگی بہتر ہوگی اور محاصل میں خاطر خواہ اضافے کے باعث اخراجات¹ میں وسیع تر نظم و ضبط برقرار رہے گا۔ مالی سال 2008ء کی دوسری ششماہی میں کارپوریٹ شعبے (بالخصوص بینکوں) کے قابل ٹیکس منافع، دفاعی وصولیوں کے حاصل ہونے سے غیر ٹیکس محاصل اور منافع منقسمہ میں بھی اضافہ متوقع ہے۔

مالیاتی صورتحال میں مذکورہ بہتری کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ مالی سال 2008ء کے دوران محاصل کی نمو مقررہ ہدف سے نیچے رہے گی۔ مالی سال 2008ء کے ابتدائی چھ مہینوں کے دوران حکومت کی جانب سے 54.6 ارب روپے کے ہنگامی واجبات کے نتیجے میں بھی مالیاتی خدشات میں اضافہ ہو گیا ہے۔

¹ انتخابات سے قبل ترقیاتی اخراجات میں اضافے کا رجحان رہے گا۔ کیونکہ ذرائع ابلاغ کی اطلاعات سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ بڑھتے ہوئے مالیاتی خسارے پر تشویش کے باعث حکومت نے مئی 08ء کی دوسری ششماہی کے دوران اخراجات کی نمو میں خاصی کمی کر دی ہے۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 5.3: ٹیکس اور غیر ٹیکس حاصل کی ہیئت ترکیبی					
ارب روپے					
نمو (فیصد)		جولائی - دسمبر			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	
4.0	26.3	450.7	433.4	343.3	ٹیکس حاصل
-7.8	69.5	162.8	176.6	104.2	بلا واسطہ ٹیکس
15.6	-46.7	2.0	1.7	3.3	املاک پر ٹیکس
16.4	12.4	207.2	178.0	158.4	اشیا اور خدمات پر ٹیکس
1.4	-1.4	61.5	60.7	61.5	بین الاقوامی تجارت پر ٹیکس
4.8	3.0	17.3	16.5	16.0	دیگر ٹیکس
-3.6	17.3	174.9	181.3	154.6	غیر ٹیکس حاصل
-70.0	-99.5	0.0	0.1	10.5	پی ٹی اے / پوسٹ آفس کا منافع
257.5	-44.2	15.2	4.3	7.6	سود (پی ایس ای اور دیگر)
-4.2	23.6	32.4	33.8	27.3	منافع منظمہ
20.7	905.1	47.3	39.2	3.9	اسٹیٹ بینک کا منافع
-91.7	-41.5	2.3	27.2	46.5	دفاع
-42.4	75.9	19.5	33.8	19.2	سرچارجز
-59.3	92.6	7.3	18.0	9.4	پٹرولیم
-23.2	60.1	12.2	15.8	9.9	گیس
52.1	37.8	21.5	14.1	10.2	تیل / گیس پر رائلٹی
27.2	-1.4	36.7	28.9	29.3	دیگر
1.8	23.5	625.6	614.8	497.8	مجموعی حاصل

ماخذ: وزارت خزانہ

مالی سال 2008ء کے لیے سالانہ مالیاتی خسارے کا ہدف جی ڈی پی کا 4 فیصد مقرر کیا گیا تھا جو رواں مالی سال کے ابتدائی چھ مہینوں میں 90 فیصد تک پہنچ گیا ہے (دیکھئے جدول 5.2)۔ مالیاتی ذمہ داری و تجدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے تحت مقررہ اہداف کے حصول اور مالیاتی خسارے کو قابل انتظام حدود میں رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومت فوری اقدامات کرے۔

5.2 حاصل

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں حاصل کی نمونہائی پست سطح پر رہی اور اس مدت کے دوران مجموعی حاصل میں 1.8 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 2007ء کی اسی مدت میں یہ 23.5 فیصد رہا تھا۔ گذشتہ چھ برسوں کی پہلی ششماہیوں کے دوران حاصل کی نمو 18.6 فیصد تک رہی تھی۔ مالی سال 2008ء کے ابتدائی چھ مہینوں میں حاصل کی خراب نمو میں ٹیکس و غیر ٹیکس وصولیوں دونوں کا حصہ رہا ہے۔

ٹیکسوں کے الگ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ٹیکس وصولیوں میں ہونے والی کمی میں بلا واسطہ ٹیکسوں کی وصولی کی غیر معمولی کمی کا اہم حصہ ہے (دیکھئے جدول 5.3)۔ اس کی اہم وجہ کارپوریٹ شعبے کی نفع یابی میں کمی ہے کیونکہ بلا واسطہ ٹیکسوں میں اس شعبے کا حصہ سب سے زیادہ ہے۔

جدول 5.4: جاری اخراجات کی ہیئت ترکیبی					ارب روپے
سال بسال تبدیلی		جولائی تا دسمبر			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	
33.3	10.7	775.1	581.4	525.3	جاری اخراجات
					اس میں شامل ہیں:
52.6	39.8	237.7	155.8	111.4	سودی ادائیگیاں
59.1	46.2	208.8	131.3	89.8	ملکی
18.0	13.4	28.9	24.5	21.6	بیرونی
14.7	-3.4	131.8	114.9	119.1	دفاع
173.3	-24.5	50.9	18.6	24.7	معاشی امور
19.1	3.6	2.7	2.3	2.2	صحت
-1.0	44.8	10.5	10.6	7.4	تعلیمی امور اور خدمات
18.9	18.6	210.1	176.7	149.0	صوبائی

ماخذ: وزارت خزانہ

دوسری جانب امریکہ کی جانب سے نقل و حمل میں معاونت کی گرانٹ کے نہ ملنے کی وجہ سے مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران غیر ٹیکس وصولیوں میں کمی متوقع تھی۔ دفاع اور سرچارجز کی وصولیوں میں ہونے والی کمی نے سودی آمدنی، اسٹیٹ بینک کے منافع اور تیل و گیس پر رائلٹی کی مد میں حاصل کردہ وصولیوں میں اضافے کے اثرات کو زائل کر دیا۔

5.3 اخراجات

مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران مجموعی اخراجات میں معتدل اضافہ دیکھا گیا ہے اور یہ 15.8 فیصد کی سال بسال سطح پر رہے جبکہ اس کے برعکس رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں یہ 37.5 فیصد سال بسال رہا تھا۔ تاہم م س 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی اخراجات کی نمو میں ہونے والا اضافہ مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی کی نسبت کہیں زیادہ رہا ہے۔ م س 08ء کی پہلی ششماہی کے مجموعی اخراجات میں نمو کی بلند سطح میں جاری و ترقیاتی اخراجات دونوں میں ہونے والے خاطر خواہ اضافے نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

پہلی سہ ماہی کے دوران جاری اخراجات میں اضافے کا رجحان م س 08ء کی دوسری سہ ماہی میں بھی جاری رہا۔ اس کی متعدد وجوہات ہیں (1) م س 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران سودی ادائیگیوں میں 52.6 فیصد کا اضافہ ہوا اور یہ جی ڈی پی کے 2.4 فیصد تک پہنچ گئیں جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی میں یہ جی ڈی پی کا 1.8 فیصد تک رہی تھیں (2) م س 08ء کی پہلی ششماہی میں اگرچہ دفاعی اخراجات بلحاظ جی ڈی پی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور یہ 1.3 فیصد کی سابقہ سطح پر رہے تاہم اس دوران حقیقی اخراجات میں گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصی نمو دیکھی گئی اور (3) اقتصادی امور کے تحت اخراجات م س 08ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 50.9 ارب روپے ہو گئے اور ان میں 173.3 فیصد کا سال بسال اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے جبکہ م س 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان میں کمی ہوئی تھی (دیکھئے جدول 5.4)۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 5.5: مالکاری کے ذرائع							
ارب روپے							
فیصد حصہ ¹		موسم (فیصد)		جولائی تا دسمبر			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	
100.0	100.0	110.9	23.6	356.3	168.9	136.7	بچت کی مجموعی مالکاری
19.1	57.0	-29.3	141.7	68.0	96.2	39.8	بیرونی وسائل (خالص)
80.9	43.0	296.5	-25.0	288.3	72.7	96.9	اندرونی وسائل (خالص)
(79.3)	(43.3)	625.7	-62.9	228.6	31.5	84.9	بینکاری نظام
(20.1)	(34.8)	129.2	-477.6	58.0	25.3	-6.7	غیر بینک
(0.6)	(21.9)	-89.6	-15.0	1.7	15.9	18.7	نچکاری آمدنی

ماخذ: وزارت خزانہ

¹ قوسین میں دیے گئے اعداد مالکاری کے ملکی ذرائع میں حصے کو ظاہر کرتے ہیں۔

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں سبکدوشی الاؤنس اور پنشن کی مد میں 10.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا اور یہ بڑھ 22.8 ارب روپے ہو گئے ہیں جبکہ مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی کے دوران ان میں 5.3 ارب روپے کی کمی ہوئی تھی۔ مزید برآں، مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں دی جانے والی گرانٹس (صوبوں کے علاوہ) 71.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 42.5 ارب روپے تک پہنچ گئیں، اس کا سبب امریکہ کی جانب سے نقل و حمل کی معاونت میں وصولیوں کا نہ ملنا ہے۔

جولائی تا دسمبر مالی سال 2007ء کے 16.4 فیصد کے مقابلے میں میں 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران ترقیاتی اخراجات میں 48.2 فیصد کا سال بسال خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ میں 08ء کی پہلی سہ ماہی کے نظر ثانی شدہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مدت میں ہونے والے ترقیاتی اخراجات میں صوبوں کا 54.7 فیصد حصہ رہا ہے۔ تاہم میں 08ء کی پہلی ششماہی کے اعداد و شمار کے مطابق وفاقی حکومت کے ترقیاتی اخراجات صوبوں سے زائد رہے ہیں اور پی ایس ڈی پی میں وفاقی حکومت کا 52.9 فیصد اور صوبائی حکومتوں کا 47.1 فیصد حصہ بنتا ہے۔

5.4 میزانیہ مالکاری²

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی خسارے میں اضافہ ہوا ہے جبکہ غیر ملکی مالکاری سے آمد سرمایہ میں کمی ہوئی ہے۔ اس کے نتیجے میں میزانیہ ضروریات پوری کرنے کے لیے حکومت کا مالکاری کے ملکی ذرائع پر انحصار خاصا بڑھ گیا (دیکھئے جدول 5.5)۔

5.4.1 بینکاری شعبے سے مالکاری³

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں میزانیہ ضروریات پوری کرنے کے لیے بینکاری شعبے سے مالکاری میں 625.7 فیصد اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 228.6 ارب روپے ہو گئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں یہ 31.5 ارب روپے رہی تھی۔ میزانیہ مالکاری کا سب سے بڑا ذریعہ

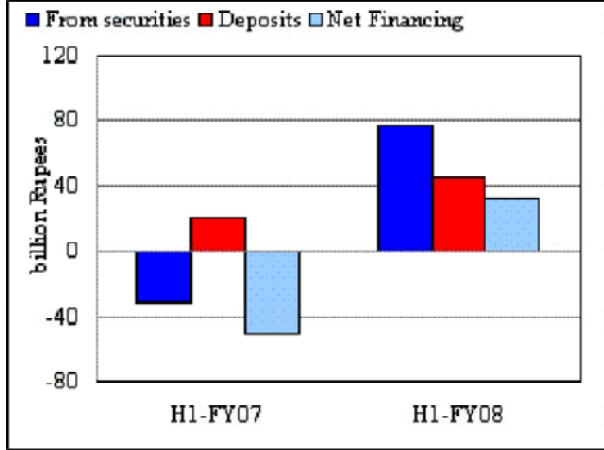
² حکومتی قرض گیری کے اعداد و شمار میں بینکاری نظام میں حکومتی امانتوں کے اثرات کو مد نظر رکھا جاتا ہے جبکہ قرضہ جاتی اعداد و شمار کو اہمیت نہیں دی جاتی۔

³ اسٹیٹ بینک اور ادارہ شریات کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا پر مبنی ہیں اور یہ وزارت کے اعداد و شمار سے مختلف ہو سکتے ہیں۔

اسٹیٹ بینک رہا، جس نے حکومت کو 200.6

ارب روپے فراہم کیے جو کہ مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں 153 فیصد زیادہ ہے۔

کمرشل بینکوں نے بھی اعانت میزانیہ کے لیے حکومت کو 31.8 ارب روپے فراہم کیے۔ اس کے برعکس گذشتہ مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران 51 ارب روپے واپس کیے گئے تھے (دیکھئے شکل 5.2)۔



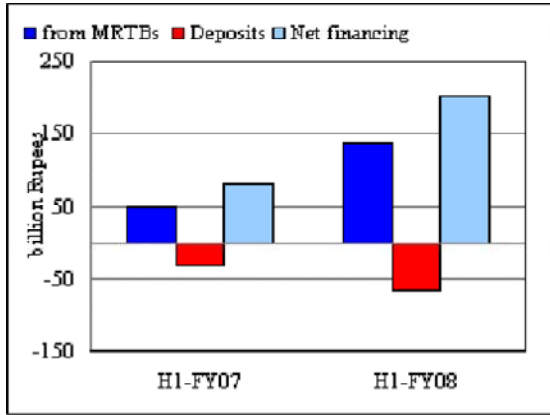
یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ میزانیہ مالکاری کے اعداد و شمار خالص حکومتی

امانتوں پر مبنی ہیں۔ اس لیے بینکاری شعبے کی مالکاری کے تحریکات کو سمجھنے کے لیے امانتوں کو زیر بحث لانا ضروری ہے۔

غیر مجتمع اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے پاس حکومتی امانتوں (دیگر امانتوں سمیت)

میں 63.6 ارب روپے کی کمی 137 ارب روپے شکل 5.3: اسٹیٹ بینک سے ہونے والی مالکاری

کے قرضوں میں اضافے کا باعث بنی ہے اور اس وجہ سے نئے ایم آر ٹی بیز بڑھ کر 200.6 ارب روپے تک پہنچ گئے (دیکھئے شکل 5.3)۔



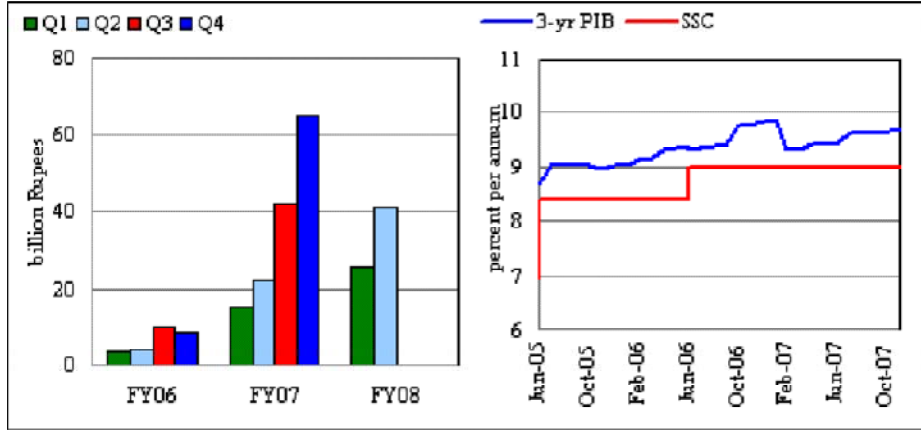
دوسری جانب جدولی بینکوں کے پاس حکومتی امانتوں میں 44.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا جس نے حکومتی تمسکات کی مد میں حاصل ہونے والی 76.2 ارب روپے کی حقیقی مالکاری کے اثرات کو زائل کر دیا اور اس طرح خالص مالکاری 31.8 ارب روپے حاصل کی گئی۔

5.4.2 غیر بینکی مالکاری⁴

⁴ قومی بچت اسکیموں، پاکستان انونسنٹ بانڈز اور ایم ٹی بیز کے الگ الگ اعداد و شمار اسٹیٹ بینک کے ڈیٹا پر مبنی ہیں۔

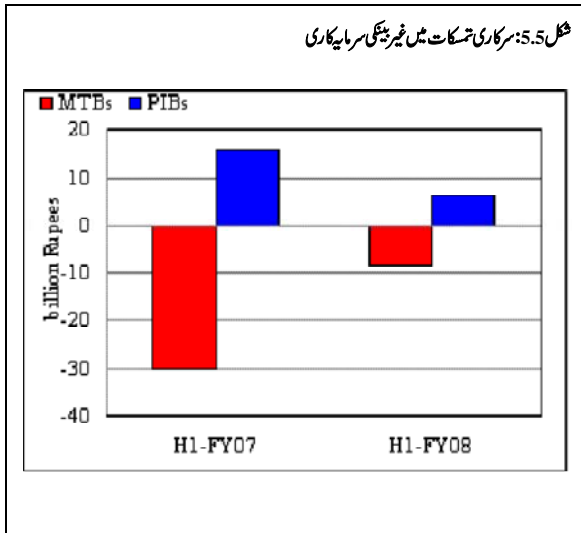
پاکستانی معیشت کی کیفیت

شکل 5.4: قومی بچت اسکیموں کی سرمایہ مالکاری اور متن سالہ پی آئی بی اور اپیشل سیونگز سرٹیفکیٹس پر منافع



غیر بینکی مالی شعبے سے حاصل ہونے والی میزانیہ مالکاری میں م س 07ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں م س 08ء کی پہلی ششماہی میں 129.2 فیصد کا اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 58 ارب روپے ہو گئی۔ اس میں بڑا حصہ قومی بچت اسکیموں کا ہے، جن سے 40.7 ارب روپے حاصل ہوئے۔

شکل 5.5: سرکاری تمکات میں غیر بینکی سرمایہ کاری



یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ مالی سال 2005ء کے بعد سے قومی بچت اسکیموں پر دیئے جانے والے منافع میں معمولی اضافے کے باوجود ایسی بچتوں میں مسلسل اضافے کا رجحان دیکھا گیا ہے (دیکھئے شکل 5.4)۔ ڈیفنس سیونگز سرٹیفکیٹس اور اپیشل سیونگز سرٹیفکیٹس کی ادائیگیوں کے باعث قومی بچت اسکیموں کی کارکردگی میں سست روی متوقع ہے۔ اس کی نشاندہی ان دونوں بچت آلات کی خام وصولی سے بھی ہوتی ہے۔⁵

حکومتی تمکات کے ذریعے اعانت میزانیہ کے لیے

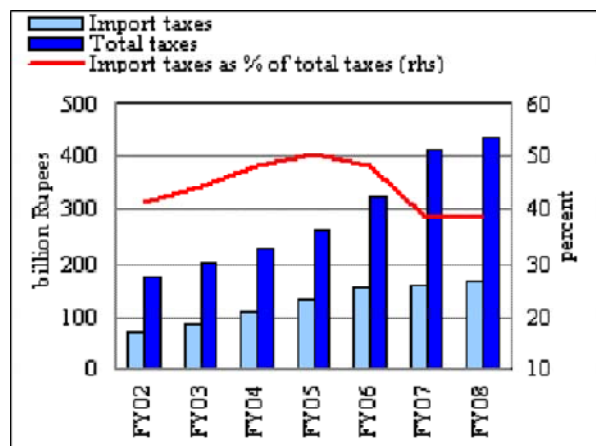
مالکاری میں غیر بینکی شعبے کی شرکت محدود رہی، جس کی وجہ میوچل فنڈز جیسے متبادل ذرائع میں سرمایہ کاری کے مواقع کا دستیاب ہونا ہے۔ م س

⁵ مالی سال 2003ء کے دوران قیمتوں کے خاطر خواہ فرق کی وجہ سے قومی بچت اسکیموں کی امانتوں میں 85 ارب روپے کا اضافہ ہو گیا۔ مالی سال 2003ء میں پاکستان انوٹمنٹ بانڈز پر منافع 3.71 فیصد تھا جبکہ قومی بچت اسکیموں پر منافع کی شرح 10.4 فیصد تک تھی۔

جدول 5.6: وفاقی بورڈ آف ریونیو کا جمع کردہ ٹیکس (جولائی تا جنوری)					
ارب روپے					
سال ہمال تبدیلی (فیصد)		جمع کردہ خالص ٹیکس			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	
3	61.9	190.7	185.2	114.4	باد واسطہ ٹیکس
15.6	8.6	320.9	277.5	255.4	بالواسطہ ٹیکس
16.5	10.4	199.2	171.0	154.9	سیلز ٹیکس
27.9	22.6	46.3	36.2	29.5	فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی
7.2	-1.0	75.4	70.3	71.0	سٹم
10.6	25.1	511.6	462.7	369.8	کل ٹیکس
یادداشت:					
		1025.0	835.0	690.0	ہدف (سالانہ)
		1025.0*	847.2	713.4	ٹیکس وصولی (سالانہ)
جولائی تا جنوری جمع کردہ ٹیکس بطور فیصد:					
		49.9	55.4	53.6	سالانہ ہدف
		49.9	54.6	51.8	حقیقی سالانہ وصولی
ماخذ: سینٹرل بورڈ آف ریونیو، اسلام آباد					
* تخمینے کے لیے فرض کردہ					

08ء کی پہلی ششماہی میں پی آئی بیز سے حاصل ہونے والی مالکاری کم ہو کر 6.2 ارب روپے ہو گئی جبکہ گذشتہ سال کے ابتدائی چھ مہینوں میں یہ 15.8 ارب روپے رہی تھی۔ اس کے ساتھ ٹی بلنر کی ادائیگیوں کا عمل بھی جاری رہا (دیکھئے شکل 5.5)۔

شکل 5.6: درآمدی ٹیکسز (جولائی تا دسمبر)



5.5 ایف بی آر ٹیکس وصولیاں

اگرچہ محاصل کے ماہانہ اہداف کے متعلق اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں تاہم تمام اظہاریوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ دسمبر 2007ء کے بعد سے فیڈرل بورڈ آف ریونیو کو اپنے اہداف کے حصول میں مشکلات کا سامنا ہے۔ جنوری 2008ء تک ٹیکسوں کی خالص وصولیاں م س 08ء کے سالانہ ہدف سے خاصی کم رہی ہیں۔ گذشتہ مالی سال کے سالانہ ہدف کا تقریباً 55.4 فیصد جنوری 2007ء تک حاصل کر لیا گیا تھا جبکہ جولائی تا جنوری م س 08ء میں حاصل ہونے والی ٹیکس وصولیاں رواں مالی

سال کے سالانہ ہدف کا 49.9 فیصد بنتی ہیں (دیکھئے جدول 5.6)۔ مئی 08ء میں 1025 ارب روپے کے مقررہ سالانہ ہدف کو حاصل کرنے

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 5.7: انکم ٹیکس کے اہم اقسام 121					
ارب روپے					
سال بسال فیصد تبدیلی		جولائی تا دسمبر			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	میں 05ء
-36.3	115.3	66.9	105.1	48.8	35.9
152.8	-20.3	11.3	4.5	5.6	3.7
19.2	27.7	91.7	77.0	60.3	46.8
2.5	-19.4	0.1	0.1	0.1	0.4
-8.9	62.7	170.1	186.6	114.7	86.9
-31.4	27.9	13.4	19.6	15.3	10.5
-6.2	67.9	156.6	167.0	99.5	76.4
ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو					

کے لیے ضروری ہے کہ ایف بی آر باقی رہ جانے والے پانچ مہینوں میں 51.1 فیصد کی وصولیاں جمع کرے۔ اس سے یہ نشاندہی ہوتی ہے کہ ماس 08ء کے لیے محاصل کے 1025 ارب روپے کے ہدف کا حصول مشکل ثابت ہوگا۔

جولائی تا جنوری ماس 08ء کے دوران خالص ٹیکس وصولیوں کی نمو گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصی سست روی کا شکار رہی۔ اس کا اہم سبب بلا واسطہ ٹیکسوں کی نمو میں تیزی سے کمی ہے۔ جولائی تا جنوری ماس 08ء میں بلا واسطہ ٹیکس وصولیاں 3 فیصد کے سال بسال اضافے کے بعد 190.7 ارب روپے ہو گئیں جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں ان میں 61.9 فیصد کا شاندار اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے لیے بلا واسطہ ٹیکسوں کے تفصیلی تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ باز ادائیگیوں میں خاطر خواہ کمی کے باوجود خالص انکم ٹیکس کی وصولی میں 6.2 فیصد کی کمی ہوئی ہے (دیکھئے جدول 5.7)۔ انکم ٹیکس وصولیوں کی پست سطح کا اہم سبب رضا کارانہ ادائیگیوں میں ہونے والی 36.3 فیصد کمی ہے۔

یہ امر باعث تشویش ہے کہ منافع کے ساتھ رضا کارانہ ادائیگیوں میں 86.7 فیصد جبکہ اضافی ٹیکس پر رضا کارانہ ادائیگیوں میں 1.6 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ منافع کے ساتھ رضا کارانہ ادائیگیوں میں خاطر خواہ کمی کی وجہ سے مجموعی رضا کارانہ ادائیگیوں میں اس کا حصہ صرف 9 فیصد رہ گیا ہے جبکہ گزشتہ مالی سال کی پہلی ششماہی میں یہ 42.9 فیصد تک رہا تھا۔

یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ ماس 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران طلبی وصولیوں میں 152.8 فیصد کا اضافہ ہوا ہے، جس سے ایف بی آر کی بازیابی مہم میں بہتری کی عکاسی ہوتی ہے۔ ماس 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران بقایا جاتی طلب کے تحت وصولیاں 136.7 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 4.7 ارب روپے ہو گئیں جبکہ جاری طلب 166 فیصد تک بڑھنے کے بعد 6.5 ارب روپے تک پہنچ گئی۔ تاہم بازیابی مہم کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو کو بقایا جاتی طلب کی مد میں اب بھی 22.4 ارب روپے وصول کرنے ہیں۔

جدول 5.8: مجموعی صوبائی مالیات کا خلاصہ			
ارب روپے			م س 08ء
جولائی تا دسمبر			م س 07ء
م س 06ء			م س 08ء
285.2	215.7	192.8	مجموعی حاصل
187.4	170.2	126.2	وفاقی حاصل میں صوبائی حصہ
18.2	17.0	17.2	صوبائی ٹیکس
2.0	1.7	3.3	املاک ٹیکس
0.2	0.3	0.3	اس میں شامل ہیں: زرعی ٹیکس
1.3	1.0	1.0	ایکسائز ڈیوٹی
5.3	4.7	4.6	اسٹیپ ڈیوٹی
3.9	3.9	3.4	میٹروپولیٹن ٹیکس
5.8	5.8	5.1	دیگر
34.2	18.3	18.0	صوبائی غیر ٹیکس حاصل
10.2	0.1	0.2	سود
3.3	1.5	1.5	آبی بجلی سے منافع
1.0	0.9	0.9	آب پاشی
19.8	15.8	15.4	دیگر
45.4	10.3	31.4	وفاقی قرضے اور منتقلی/گرانٹ
3.7	-4.4	1.5	قرضے (خالص)
16.3	14.7	29.9	گرانٹ
25.4	0.0	0.0	گرانٹ برائے ترقیاتی اخراجات
322.4	242.7	204.9	مجموعی اخراجات
218.3	187.2	160.2	جاری اخراجات
8.2	10.5	11.2	وفاقی حکومت کو سود کی ادائیگی
210.1	176.7	149.0	دیگر جاری اخراجات
104.2	55.4	44.7	ترقیاتی اخراجات
-37.2	-26.9	-12.1	مجموعی توازن

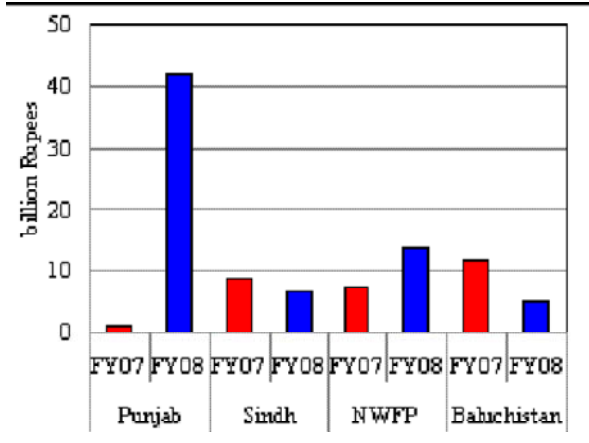
ماخذ: وزارت خزانہ

دوسری جانب بالواسطہ ٹیکسوں میں جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران 15.6 فیصد کی نمو ہوئی ہے جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں یہ 8.6 فیصد رہی تھی۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ اس کے تمام زمروں میں اضافہ دیکھا گیا ہے (دیکھئے جدول 5.6)۔ بلا واسطہ ٹیکسوں کی نمو کی سست روی کے باعث جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران مجموعی ٹیکسوں میں اس کا حصہ کم ہو کر 37 فیصد رہ گیا ہے جو کہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 40 فیصد تھا۔ درآمداتی ٹیکسوں میں بھی جولائی تا دسمبر م س 08ء میں 6.4 فیصد نمو ہوئی ہے جو گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں محض 2 فیصد رہی تھی۔ تاہم نمو میں ہونے والا یہ اضافہ بظاہر گمراہ کن ہے کیونکہ مالی سال 2002ء تا 2006ء کے دوران اس میں 21.2 فیصد کی اوسط نمو ریکارڈ کی گئی ہے۔ چونکہ درآمداتی ٹیکس اور مجموعی ٹیکسوں کی شرح نمو (جولائی تا دسمبر م س 08ء میں مجموعی ٹیکسوں کی نمو 6 فیصد تک رہی) تقریباً یکساں رہتی ہے، اس لیے مجموعی ٹیکسوں میں درآمداتی ٹیکسوں کا حصہ تبدیل نہیں ہوتا (دیکھئے شکل 5.6)۔

5.6 صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

مجموعی اخراجات میں خاطر خواہ اضافے سے قطع نظر صوبوں کی سرکاری مالیات کے مجموعی توازن میں کمی دیکھی گئی۔ اس کا اہم سبب وفاقی حکومت کی جانب سے ترقیاتی اخراجات کی مد میں 25.4 ارب روپے کی گرانٹ ہے (دیکھئے جدول 5.8)۔ صوبوں کا الگ الگ تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ م

شکل 5.7: صوبائی حاصل کا توازن (جولائی تا دسمبر)



س 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران چاروں صوبوں نے مقررہ ہدف سے زائد حاصل جمع کیے، تاہم پنجاب اور سرحد کے محصولاتی توازن میں خاطر خواہ بہتری آئی (دیکھئے شکل 5.7)۔ ان دونوں صوبوں کے ترقیاتی اخراجات میں معمولی اضافے کے ساتھ ساتھ ان کے محصولاتی توازن میں تیزی سے اضافہ ہوا، جس کا اہم سبب وفاقی حاصل میں صوبوں کے حصے کی مد میں آمد سرمایہ اور غیر ٹیکس صوبائی وصولیاں ہیں (دیکھئے جدول 5.9)۔

صوبہ سندھ کے محصولاتی توازن میں مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمی ہوئی ہے جس کا اہم سبب وفاقی حکومت کی سودی ادائیگیوں کے علاوہ زمرے کے تحت جاری اخراجات میں ہونے والا خاطر خواہ اضافہ ہے۔

حتمی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ترقیاتی اخراجات میں 87.9 فیصد کی متاثر کن نمو ہوئی ہے اور یہ س 08ء کی پہلی ششماہی میں بڑھ کر 104.2 ارب روپے ہو گئے ہیں۔ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران اس کی نمو 24 فیصد تک رہی تھی۔

جدول 5.9: جولائی تا دسمبر کے دوران صوبائی مالیات

ارب روپے							
پنجاب		سندھ		سرحد		بلوچستان	
س 07ء	س 08ء	س 07ء	س 08ء	س 07ء	س 08ء	س 07ء	س 08ء
101.1	144.1	64.4	78.4	29.9	39.3	20.3	23.4
80.4	94.2	56.1	56.8	19.2	23.0	14.5	13.4
8.7	9.8	6.9	7.0	1.1	1.0	0.4	0.4
11.5	22.8	1.7	3.9	4.1	6.8	1.0	0.7
0.6	17.3	-0.3	10.6	5.6	8.6	4.4	8.9
134.1	173.9	65.3	86.1	30.8	38.6	12.5	23.9
100.3	102.3	55.8	71.9	22.6	25.6	8.6	18.5
33.9	71.6	9.5	14.2	8.2	12.9	3.9	5.4
-33.0	-29.8	-0.9	-7.7	-0.9	0.8	7.9	-0.5

ماخذ: وزارت خزانہ

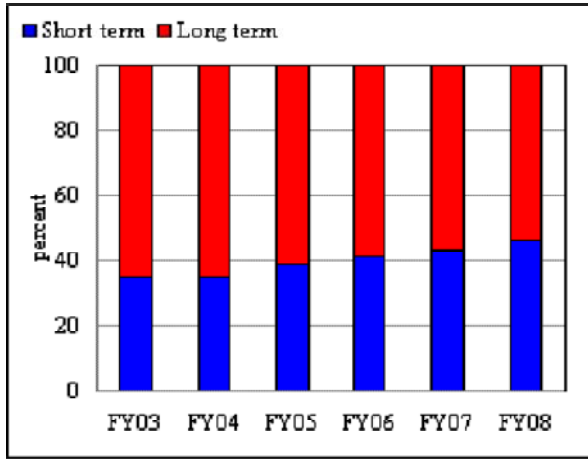
5.7 ملکی قرضہ جات

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران واجب الادا ملکی قرضوں کی نمو میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے (دیکھئے جدول 5.10)، جس کا اہم سبب مالیاتی خسارے کا بڑھنا اور توقعات سے کم بیرونی مالکاری ہے۔

جدول 5.10: ملکی قرضے کے اہم پہلو

جولائی تا دسمبر		
م 08ء	م 07ء	
10.6	2.8	ملکی قرضے کی نمو (فیصد)
74	39	طویل مدتی قرضہ (ارب روپے)
206.5	25	قلیل مدتی قرضے کی بولڈنگ (ارب روپے)
2877.8	2363.5	ملکی قرضہ (ارب روپے)

شکل 5.8: ملکی قرضے کی مینداد (جولائی تا دسمبر)



مرکزی بینک سے قرض گیری پر زیادہ انحصار کے نتیجے میں قلیل مدتی قرضوں میں اضافہ ہو گیا۔ نتیجتاً، م 08ء کی پہلی ششماہی میں قلیل مدتی قرضہ جات کا حصہ بڑھ کر 45.7 فیصد ہو گیا ہے جو کہ مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی میں 40.8 فیصد تک رہا تھا (دیکھئے شکل 5.8)۔ اگرچہ حکومت نے م 08ء کے ابتدائی چھ مہینوں کے دوران طویل مدتی قرضہ جاتی آلات کے ذریعے بھی خاطر خواہ رقومات حاصل کی ہیں تاہم مالی سال 2004ء کے بعد سے ان قرضوں میں کمی کا رجحان دیکھا گیا ہے۔

5.7.1 ملکی قرضوں کے اجزاء

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضوں میں اضافے کا باعث بننے والی سب سے اہم پیش رفت رواں قرضوں میں ہونے والا اضافہ ہے۔ م 08ء کی پہلی ششماہی میں رواں قرضہ جات میں 18.6 فیصد کی نمو ہوئی ہے جو کہ مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی میں صرف 2.7 فیصد تک رہی تھی۔ رواں قرضوں کے بڑھنے کی اہم وجہ بجٹ خسارے کی مالکاری کے لیے حکومت کے مرکزی بینک پر انحصار میں اضافہ ہے۔

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی کے دوران مستقل قرضوں کے واجبات میں 7.1 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ مستقل قرضہ جاتی آلات کے الگ الگ تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بڑھنے کا بڑا سبب پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز اور پرائز بانڈز میں ہونے والا اضافہ ہے۔ حکومت نے م 08ء کی پہلی ششماہی میں پاکستان انوسٹمنٹ بانڈز کی پانچ کامیاب نیلامیوں کے ذریعے 41.2 ارب روپے جبکہ پرائز بانڈز سے 4.48 ارب روپے حاصل کیے ہیں۔

جدول 5.11: قومی بچت اسکیموں کے وثیقہ جات کی مجموعی فروخت اور خالص وصولیاں (جولائی تا دسمبر) ارب روپے

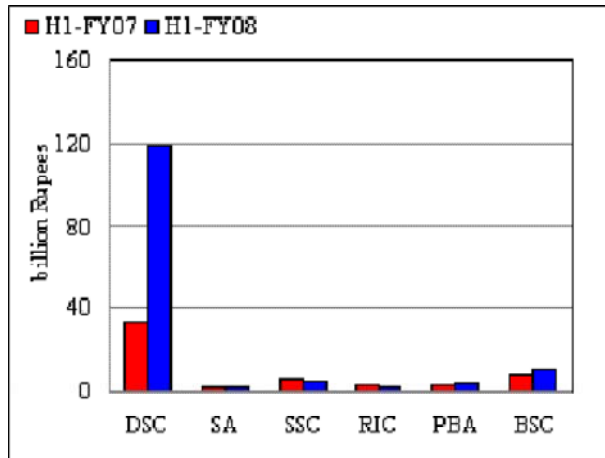
	م 07ء		م 08ء	
	مجموعی فروخت	خالص وصولیاں	مجموعی فروخت	خالص وصولیاں
ڈیفنس سیونگز سروسٹیکلیٹس	9.0	-3.8	35.0	1.8
اسٹیشن سیونگز سروسٹیکلیٹس	56.4	0.0	34.8	8.3
بہبود سیونگز سروسٹیکلیٹس	52.2	27.1	47.4	22.3
سیونگ اکاؤنٹس	25.7	-2.4	60.1	-7.0
پنشنرز بنی فنڈ اکاؤنٹس	16.6	6.3	16.4	5.4

ماخذ: قومی بچتوں کا مرکزی ادارہ

غیر فنڈ قرضہ جات مالی سال 2007ء کی پہلی ششماہی کے 21.64 ارب روپے سے بڑھ کر م 08ء کے ابتدائی چھ مہینوں میں 3.7 فیصد اضافے کے ساتھ 34 ارب روپے ہو گئے۔ رقومات کی خاطر خواہ واپسی کے باوجود قومی بچت اسکیموں میں 31.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ قومی بچت اسکیموں کے اہم آلات کی خام فروخت بھی اس مدت کے دوران بڑھ گئی۔ ان آلات میں ڈیفنس سیونگز سروسٹیکلیٹس، سیونگ اکاؤنٹس اور پنشنرز بینیفٹ فنڈ شامل ہیں (دیکھئے جدول 5.11)۔

مالی سال 2008ء کی پہلی ششماہی میں قرضوں کی ادائیگی کی لاگت بلحاظ جی ڈی پی میں ایک فیصد کی ہوئی ہے جو کہ گذشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 1.5 فیصد تھی۔ تاہم شرح سود کے بڑھنے اور ملکی قرضوں میں مسلسل اضافے کی وجہ سے توقع ہے کہ مستقبل میں قرضوں کی ادائیگی پر لاگت خاطر خواہ حد تک بڑھ جائے گی، بالخصوص قلیل مدتی قرضوں کی ادائیگی میں خاصا اضافہ متوقع ہے کیونکہ ملک کے ذمے مجموعی قرضہ جات میں قلیل مدتی قرضوں کا حصہ 45.1 فیصد ہے۔

مجموعی قرضہ جات میں قدرے بڑے حصے اور شرح سود میں تغیر پذیری کے اثرات کی وجہ سے رواں قرضوں کی ادائیگی کا حصہ بڑھ کر 64.4 فیصد تک پہنچ گیا ہے۔ رواں قرضوں میں اضافے نے مستقل اور غیر فنڈ قرضوں کے زمروں میں



ہونے والے اضافے کو خاصا پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ملکی قرضوں کی ادائیگی میں مستقل قرضوں کا حصہ 10 فیصد ہے جبکہ اس میں غیر فنڈ قرضہ جات کا حصہ 25.6 فیصد بنتا ہے۔ غیر فنڈ قرضوں کی ادائیگی پر سب سے زیادہ لاگت 1996-97ء میں فروخت کیے جانے والے بلند شرح منافع کے حامل ڈیفنس سیونگز سروسٹیکلیٹس پر آئی ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ م 08ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملکی قرضوں کی ادائیگی پر حکومت کے اضافی اخراجات کی بلند سطح کا اہم سبب ماضی میں فروخت کیے جانے والے بچت

سرٹیفکیٹس ہیں نہ کہ اضافی اخراجات۔ سیونگز اکاؤنٹس، اسپیشل سیونگز اکاؤنٹس اور بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس کی مد میں بھی خاطر خواہ ادائیگیاں کی گئی ہیں (دیکھئے شکل 5.9)۔

جدول 5.12: حکومت کی جاری کردہ ضمانتیں

ارب روپے	مئی 07ء	اپریل 08ء
پی آئی اے	45.00	8.10
واپڈا	6.50	7.80
پی این ایس سی	0.40	0.00
منفعل/ٹی سی پی	0.00	8.30
مقامی کرنی	17.00	30.40
مجموعہ	69.00	54.60
بطور فیصد جی ڈی پی	0.8	0.55

ماخذ: قرضہ پالیسی بیان 2008ء

5.8 ہنگامی واجبات اور حکومتی ضمانت کے قرضہ

جات

کوئی ایک واقعہ ہنگامی واجبات کو جنم دینے کا باعث بن سکتا ہے۔ یہ صورتحال مستقبل میں دوبارہ بھی پیدا ہو سکتی ہے اور ضروری نہیں کہ اس کا اعادہ ہو۔ ہنگامی واجبات کی ایک عام مثال حکومتی ضمانت کے قرضہ جات ہیں۔ یہ ضمانتیں بلا واسطہ طور پر کسی میزانیہ پروگرام سے منسلک نہیں ہوتیں، اس لیے انہیں

بلا واسطہ واجبات میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی قرض لینے والا اس کی ادائیگی میں ناکام ہو جائے تو حکومت اکثر ایسے قرضے کے ایک حصے یا پھر اس کے تمام خطرات کی ضمانت دیتی ہے۔ تاہم ہنگامی صورتحال کے پیدا ہونے اور اس کی وسعت کا انحصار بعض خارجی (قدرتی آفات یا بینکاری بحران) اور اندرونی حالات (ریاستی ضمانتوں کے معاہدوں اور نگرانی یا ضابطوں کے نفاذ) پر ہوتا ہے۔ ہنگامی نوعیت کی حکومتی اعانت کی صورتحال منڈیوں میں اخلاقی انتشار پیدا کر سکتی ہے جبکہ اس کے نتیجے میں مالیاتی عدم استحکام کے خطرات بھی خاصے بڑھ جاتے ہیں۔ حکومت میں ایسے مالیاتی خطرات سے نمٹنے کی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔

جدول 5.12 سے ظاہر ہوتا ہے کہ مئی 08ء کے پہلے چھ ماہ کے دوران حکومت کی جانب سے جاری کردہ ضمانتیں بڑھ کر 54.6 ارب روپے ہو گئی

بکس 5.1: مالیاتی پالیسی بیان برائے 2007-2008ء کا خلاصہ

مالیاتی پالیسی بیان برائے 2007-2008ء وزارت خزانہ کے ڈیپ پالیسی کوآرڈینیشن آفس (DPCO) کی جانب سے 31 جنوری 2008ء کو مالیاتی ذمہ داری و تجدید قرضہ ایکٹ 2005ء کی شق نمبر 6 کے تحت جاری کیا گیا۔ اس ایکٹ کے تحت ضروری ہے کہ وفاقی حکومت منظم مالیاتی قرضہ جاتی انتظام کے اصولوں پر مبنی اہم مالیاتی اظہاریوں پر عملدرآمد کی وضاحت کرے۔ جبکہ مالیات کے شعبے میں اس ایکٹ کے تحت وفاقی حکومت کو مالیاتی سال کے لیے اسٹریٹجک ترجیحات کا تعین بھی کرنا ہوتا ہے۔

بیان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ حکومتی پالیسیوں کا موثر نفاذ اور ان کی سادگی کا انحصار بڑی حد تک درست اور بروقت مالی و انتظامی اطلاعات پر ہوتا ہے، جنہیں عالمی سطح پر قبول شدہ معیارات کے مطابق مالی و اکاؤنٹنگ اصولوں کے ایک فریم ورک کے تحت وضع کیا جاتا ہے۔ مزید برآں، احتساب کا ایک باقاعدہ نظام بھی ضروری ہے جس میں مضبوط اور آڈٹ کے ذریعے حکومت کے مالی نظم و ضبط کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اس بیان میں حکومت نے دعویٰ کیا ہے کہ اکاؤنٹنگ اور آڈٹ فرائض کو الگ کرنے کی کوششوں میں قابل ذکر پیش رفت ہوئی ہے۔ منظم مالی انتظام کے نتیجے میں توقع ہے کہ ترقیاتی پروگرام کی کارکردگی اور ان سے متعلقہ بیرونی امداد کی صورتحال میں بہتری آئے گی۔

مالی سال 2005ء کے بعد سے وفاقی بجٹ کے لیے نیوا اکاؤنٹنگ ماڈل (NAM) کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ تاہم صوبہ سرحد کے علاوہ دیگر صوبوں میں اس اکاؤنٹنگ ماڈل کے ساتھ پہلے والے ماڈل کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ بعض مشکلات کی بناء پر باقی صوبوں میں اس کے نفاذ میں کچھ وقت لگے گا۔ پاکستان درمیانی مدت کے میزانیہ فریم ورک (MTBF) کی تیار کی جانب بڑھ رہا ہے۔ اس ضمن میں اخراجات کے انتظام اور مالیاتی رپورٹنگ میں اصلاحات کا مکمل تیزی سے جاری ہے جس کا مقصد سرکاری اخراجات کی کارکردگی میں اضافہ کرنا ہے۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

مالیاتی خسارہ گزشتہ دو برس میں جی ڈی پی کا تقریباً 4 فیصد رہا، جو کہ 1990ء کی دہائی میں تقریباً 7 فیصد ہوا کرتا تھا۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ اس کی بنیادی سبب محاصل میں اضافے کی بجائے اخراجات میں کمی تھا۔ بیان میں حکومت کی طرف سے ٹیکس اصلاحات کے ارادے کا اظہار کیا گیا تاکہ اس کے ذریعے ٹیکس اور جی ڈی پی کی نسبت کو بہتر بنایا جائے۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومتوں کی طرف سے ٹیکس محاصل جمع کرنے کے امکانات کو استعمال کرنے پر مزید زور دیا جائے گا۔

قرضہ کمیٹی نے 2000ء میں جو حکمت عملی وضع کی تھی اس پر عمل کر کے حکومت نے قرضوں کا بوجھ کم کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس سے قرضے اور جی ڈی پی کی نسبت میں مالیاتی ذمہ داری اور قرضہ قرضہ ایکٹ کے مقررہ ہدف سے بھی زیادہ کمی واقع ہو گئی۔ اس پیش رفت سے پیدا ہونے والے مالیاتی خلا کے باعث حکومت پی ایس ڈی پی، غربت اور سماجی شعبے سے متعلق اخراجات کا حجم بڑھانے کے قابل ہو سکی۔

مالیاتی ذمہ داری اور قرضہ قرضہ ایکٹ میں دیے گئے اہداف کی خلاف ورزی سے گریز کرنے کے لیے اب حکومت کو اہم فیصلے کر لینے چاہئیں۔ محاصل کا توازن م 08ء کے نصف اول میں پہلے ہی جی ڈی پی کے 1.5 فیصد تک پہنچ چکا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت محاصل کے توازن میں مذکورہ ایکٹ میں دی گئی م 08ء کی مطلوبہ صفر فیصد شرح کی خلاف ورزی کرے گی۔ ٹیکس اور جی ڈی پی کی نسبت کو بڑھانے اور اخراجات میں نظم و ضبط لانے کے لیے حکومت کو نئے طریقے تلاش کرنے ہوں گے تاکہ مالیاتی پائیداری کے راستے پر مضبوطی کے ساتھ دوبارہ گامزن ہوا جاسکے۔

بکس 5.2: قرضہ پالیسی کے بیان 2007-08ء کا خلاصہ

قرضہ پالیسی کا بیان 2007-08ء وزارت خزانہ کے قرضہ پالیسی کے رابطہ دفتر (DPCO) نے مالیاتی ذمہ داری اور قرضہ قرضہ (FRDL) ایکٹ 2005ء کے سیکشن 7 کی تعمیل میں 31 جنوری 2008ء کو جاری کیا۔ قرضہ پالیسی کے بیان کا مقصد یہ تجزیہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا وفاقی حکومت کی قرضہ پالیسیاں مستحکم مالیاتی اور قرضہ جاتی انتظام کے اصولوں اور قرضے میں کمی کے طریقے کے مطابق ہیں یا نہیں۔

اس بیان میں کہا گیا ہے کہ زائد قرضہ برداشت کرنے کی پاکستان کی صلاحیت میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ: (1) گزشتہ 6 سال کے دوران سرکاری قرضے کے مقابلے میں جی ڈی پی زیادہ تیز رفتاری سے بڑھی، اور (2) قرض گیری کی حقیقی لاگت کم ہونے سے مالی سال 2001ء سے قرض چکانے کے لیے دستیاب وسائل میں خاصا اضافہ ہو چکا ہے۔ بالخصوص سرکاری قرضے کی حقیقی لاگت مالی سال 2000ء سے 2004ء کے دوران کم ہو کر 4.4 فیصد ہو گئی، اور مالی سال 2004ء سے 2008ء کے دوران مزید کم ہو کر 1.3 فیصد ہو گئی۔ اس کے علاوہ مالی سال 2000ء میں مجموعی محاصل کے 589 فیصد کی بلند شرح تک پہنچنے کے بعد مالی سال 2007ء تک سرکاری قرضہ خاصا کم ہو کر اس کے 371 فیصد تک آ گیا اور م 08ء کی پہلی سہ ماہی میں 338 فیصد تک مزید کم ہو گیا۔

مالی سال 2001ء میں سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کی نسبت 83.3 فیصد تھی جو کہ مالی سال 2007ء میں 55.2 فیصد تک گر گئی، یہ 60 فیصد کی اس مقررہ حد سے بھی کم ہو گئی جسے 2013ء کے لیے ایف ڈی آر ایل ایکٹ میں طے کیا گیا تھا۔ تاہم سرکاری قرضے اور جی ڈی پی کی نسبت میں مالی سال 2007ء کے دوران 2 فیصدی درجے کی آئی، جو کہ ایف ڈی آر ایل ایکٹ 2005ء کے تحت نسبت میں 2.5 فیصدی درجے کی ہدف سے پیچھے تھی۔ دوسری طرف حکومت کی جاری کردہ نئی ضمانتوں کا مجموعہ مالی سال 2007ء میں جی ڈی پی کا 0.8 فیصد تھا، جو کہ ایف ڈی آر ایل ایکٹ 2005ء میں دی گئی (2 فیصدی) گنجائش سے خاصا کم ہے۔

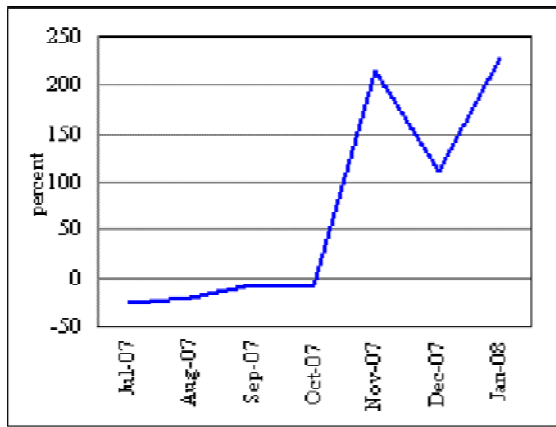
بیان میں حکومت کے اس ارادے کا بھی اظہار کیا گیا کہ وہ کم سے کم لاگت پر قرض گیری کرنے اور خطرات پر نظر رکھنے کے علاوہ مقامی کرنسی پر مشتمل آزاد قرضہ منڈی کی تشکیل کے دہرے اہداف کو پورا کرنے کے لیے کئی اقدامات کرے گی۔ اقدامات یہ ہوں گے:

- ☆ قرضہ پالیسی کا رابطہ دفتر قرضے پر سہ ماہی تجزیاتی رپورٹ شائع کرے گا۔
- ☆ حکومت اپنا عہدہ خط یافت بنانے کے لیے طویل مدتی تمسکات کی فراہمی متواتر جاری رکھے گی۔
- ☆ بیروا وریشن جیسے مختلف شعبوں کو راغب کر کے سرمایہ کاری کی بنیاد کو متنوع بنایا جائے گا۔
- ☆ آزاد بانڈز کی تاعصیت فیض (HTM) والی کیٹیگری پر دوبارہ غور و خوض کے لیے حکومت اسٹیٹ بینک کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔
- ☆ حکومت طویل مدتی رقمی وسائل (قومی بچت اسکیموں) پر کام کرے گی تاکہ انہیں منڈی میں دستیاب طریقوں میں ڈھالا جائے۔
- ☆ قرضے کی سرمایہ منڈی تشکیل دی جائے گی تاکہ بینکاری نظام پر کبھی انحصار کرنے کی بجائے مالکاری کے متبادل ذرائع دستیاب رہیں۔
- ☆ برقی میڈیا کی فراہمی سے مالی عمل (پروسیسز) تیزی سے انجام دیے جاسکتے ہیں۔
- ☆ حکومت قرض کے استحکام کو یقینی بنانے کے لیے قرضے کی بیرونی حکمت عملی پر عمل کرے گی۔
- ☆ حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اس کی ضمانتیں ایف آر ڈی ایل ایکٹ 2005ء کے تحت لاگو حدود کے اندر ہیں۔

6 بیرونی شعبہ

6.1 عمومی جائزہ

شکل 6.1: جاری حسابات کے خسارے کی نمو (سال بسال)



مالی سال 2008ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں جو معمولی سی بہتری آئی تھی، خدشے کے عین مطابق پاکستان اسے برقرار نہیں رکھ پایا اور یہ خسارہ بعد کے مہینوں میں تیزی سے بڑھ گیا (دیکھئے شکل 6.1)۔ اس کے نتیجے میں جولائی تا جنوری م س 2008ء کا بڑھتا ہوا جاری حسابات کا خسارہ سال بسال 47.1 فیصد بڑھ گیا جبکہ گزشتہ مالی سال اسی عرصے کے دوران یہ اضافہ 51 فیصد رہا تھا (دیکھئے جدول 6.1)۔ مالی سال 2008ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد جاری حسابات کے خسارے میں آنے والی خرابی میں جن چیزوں نے اہم کردار ادا کیا ان میں تیل کے اخراجات میں اچانک ہونے والا اضافہ، بڑے طیارے کی درآمد پر یک بارگی ادائیگی، دسمبر 2007ء میں سیاسی افراتفری کے اثرات اور کولیشن سپورٹ فنڈز کی وصولی میں تاخیر شامل ہیں، ان تمام کے اثرات اتنے زیادہ تھے کہ انہوں نے ترسیلات زر میں پائیدار اضافے کو بھی دھندلا کر رکھ دیا۔

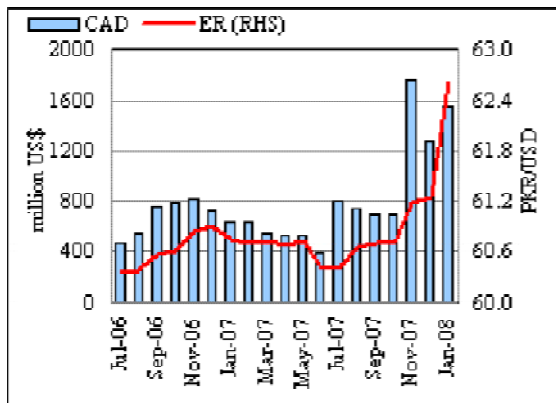
جاری حسابات کے بڑھتے ہوئے خسارے کے مجموعی توازن پر اثرات کو مستحکم کرنے کا ایک سبب اسی عرصے کے دوران مالی اور سرمایہ حساب توازن میں آنے والی کمی تھی۔ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی صورتحال اگرچہ معمولی سی بہتر ہوئی، تاہم بالخصوص بیرونی جزو دانی سرمایہ کاری کی آمد میں 1.4 ارب ڈالر کی یک لخت کمی آئی۔¹

¹ جزو دانی سرمایہ کاری میں جولائی تا جنوری م س 2007ء کے دوران 1.4 ارب ڈالر کی خالص آمدنی ہوئی تھی جو جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران گھٹ کر 0.5 ارب ڈالر ہو گئی۔ اسی طرح جولائی تا جنوری م س 2007ء کے دوران 0.0006 ارب ڈالر کی معمولی رقم کا خالص اخراج ہوا تھا جو جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران بڑھ کر 0.5 ارب ڈالر ہو گیا۔

اس کی کا جزوی سبب سیاسی خطرات بڑھنے کے خدشات کے باعث ایکویٹی مارکیٹ سے سرمائے کا اخراج، اور ایک جزوی سبب دنیا بھر میں مالی افراتفری اور پاکستان کے خطرات میں مندوش اضافے² کے تناظر میں عالمی امانتی وصولیوں کے موعودہ اجرا میں ہونے والی تاخیر تھی۔ جزدانی سرمایہ کاری میں کمی کے اثرات کو دیگر سرمایہ کاریوں بشمول FE-25 نوٹرو اور قلیل مدتی قرضوں وغیرہ میں بڑے اضافے نے کسی حد تک کم کر دیا۔³

مالی حسابات کے فاضل میں خاصی معتدل کمی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی جاری حسابات کے خسارے میں تیزی سے اضافے کی لازماً عکاسی کرتی ہے۔ جنوری مالی سال 2008ء کے اختتام پر زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر کم ہو کر 14.8 ارب ڈالر رہ گئے، جبکہ جون مالی سال 2007ء کے اختتام پر یہ 15.6 ارب ڈالر تھے۔

شکل 6.2: جاری حسابات کا خسارہ ایک ماہانہ جائزہ



مزید برآں، جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران بدتر ہوتے ہوئے بیرونی حسابات کے نتیجے میں پاکستانی روپیہ ڈالر کے مقابلے میں کھڑا نہ رہ سکا (دیکھئے شکل 6.2)۔ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں 3.5 فیصد کمی واقع ہوئی جو کہ مالی سال 2005ء کی پہلی ششماہی کے بعد سب سے بڑی کمی ہے، جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے کے دوران 0.8 فیصد کمی واجبی کمی واقع ہوئی تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کمی کا زور آخری تین ماہ (نومبر تا جنوری م س 2008ء) میں رہا جس سے جزوی طور پر بیرونی حسابات میں بڑھتے ہوئے دباؤ کے ساتھ ساتھ ملک میں سیاسی افراتفری کے بعد ہونے والی سٹجاتی سرگرمی کا اظہار

ہوتا ہے۔ تاہم بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد اور پرامن انتخابات کے بعد سیاسی کشیدگی کے خاتمے سے شرح مبادلہ نے نقصانات کو کسی حد تک پورا کر لیا۔

چنانچہ جولائی تا جنوری م س 2008ء میں ہونے والے واقعات سے یہ حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ جاری حسابات کے بڑے خسارے جو ایک عرصے سے برقرار چلے آ رہے ہیں، ملکی معیشت کے استحکام کے لیے خطرے کا اظہار ہیں۔ گزشتہ چند برسوں سے پاکستان جاری حسابات کے

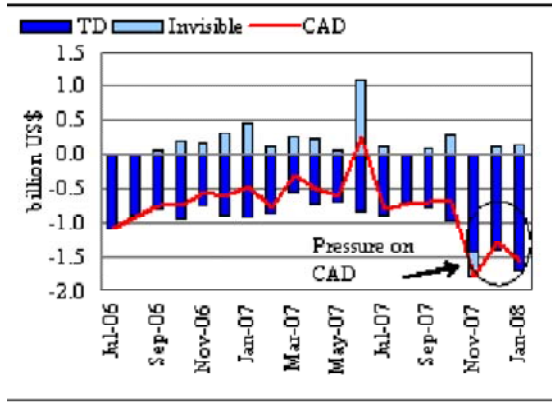
² بحران سے دو چار عالمی مالی منڈی میں خطرات سے گریز کے رجحان میں اضافہ ہوا، اس رجحان کے اثرات پاکستان کے معاملے میں اس لیے دگنے ہو گئے کہ یہاں قبل از انتخابات بے یقینی پائی جاتی تھی اور بالخصوص وزارت عظمیٰ کی ایک امیدوار کے قتل کے بعد صورتحال مزید بگڑ گئی تھی۔

³ FE-25 نوٹرو میں ان کھاتوں کی رقم شامل ہیں جو ملکی کرنل بینک غیر ملکی کرنل بینکوں کے پاس رکھتے ہیں۔ ان کھاتوں میں کی کو دیگر سرمایہ کاریوں میں اضافہ سمجھا جاتا ہے۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

خسارے کو باسانی برداشت کرنے کے قابل تھا جس کی وجہ ملک اور بیرونی ملک سرمایہ کاری کی سازگار صورتحال تھی اور اس صورتحال کے سبب قرض کا بوجھ نہ بڑھانے والی قوم بڑی مقدار میں ملک میں آرہی تھیں۔ اس طرح پاکستان بڑے خسارے کو برداشت کرتے رہنے کے ناصرف قابل ہوا بلکہ اس نے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ کر لیا۔ تاہم ملکی معیشت پر موجود دباؤ کے ساتھ ساتھ سرمائے کی عالمی منڈیوں میں نسبتاً سازگار صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ حکمت عملی وقت گزرنے پر خطرات میں اضافے کا باعث بنے گی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران جاری حسابات کے خسارے نے بڑی حد تک تجارتی خسارے کے رجحان کو اپنایا جبکہ جاری منتقلیوں کی مستحکم آمد (جس میں بنیادی طور پر ترسیلات زر تھیں) نے خدمات اور آمدنی کے حسابات میں موجود خسارے کو کم و بیش پوری طرح دور کر دیا (دیکھئے شکل 6.3)۔ چنانچہ م س 2008ء شکل 6.3: جاری حسابات کا خسارہ۔ ایک ماہانہ جائزہ



کے ابتدائی چار ماہ میں تجارتی خسارے میں معمولی بہتری سے جاری حسابات کے خسارے میں خاصی بہتری کا اظہار ہوا۔ بعد ازاں (جولائی تا جنوری م س 2008ء) گندم اور پیٹرولیم گروپ کی اضافی درآمدات اور برآمدی نمو میں سست رفتاری کے باعث بدتر ہوتے ہوئے تجارتی خسارے کا نتیجہ جاری حسابات کے خسارے میں نمایاں خرابی کی صورت میں نکلا۔ مذکورہ بالا رجحان سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ افزوں تجارتی خسارہ بیرونی شعبے کی سب سے بڑی اور بنیادی خامی ہے۔

یہ واضح ہے کہ بیرونی عدم توازن کو درست کرنے کے لیے یا تو درآمدات میں کمی لانا اور برآمدات بڑھانا ہوں گی یا ان دونوں کو بیک وقت چلانا ہوگا۔ درآمدات گھٹانے کے لیے جو پالیسی اقدامات کیے جا سکتے ہیں ان میں ٹیرف کا نفاذ، سخت زری پالیسی اور شرح مبادلہ میں کمی شامل ہیں۔ ان میں سے ٹیرف کا نفاذ قابل عمل نہیں کیونکہ عالمی تجارتی تنظیم کے قواعد کے تحت پاکستان اپنی درآمدات پر سے ٹیرف کو بتدریج گھٹانے کے مرحلے میں ہے۔ جہاں تک بقیہ دو اقدامات کا تعلق ہے تو پاکستان مجموعی طلب کو کم کرنے کے لیے اپنی زری پالیسی میں سختی لا چکا ہے اور پاکستانی روپے کی قدر حالیہ مہینوں میں ڈالر کے مقابلے میں خاصی کم ہو چکی ہے۔

اس کے نتیجے میں درآمدات میں حقیقی نمو (اثر قیمت کے لحاظ سے درست شدہ) نمایاں طور پر کم ہوئی ہے۔⁴ بد قسمتی سے اس کمی کو عالمی منڈی میں تیل اور اجناس کی قیمتوں میں اضافے اور ملک میں ناسازگار مالیاتی توسیع نے زائل کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ درآمدات میں مزید کمی کا امکان

⁴ تفصیلات کے لیے بیرونی تجارت پر سیکشن ملاحظہ کیجئے۔

محدود ہے کیونکہ (الف) پاکستان کو انفراسٹرکچر کی تعمیر میں بھاری سرمایہ کاری کی ضرورت ہے، (ب) تیل کی بلند عالمی قیمتوں اور اندرون ملک اس کے زیادہ استعمال کی وجہ سے تیل کے درآمدی بل میں اضافہ ہوگا، (ج) اجناس کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کا درآمدی بل پر اثر پڑے گا، اور (د) بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی درآمد مکمل طور پر بڑھے گی۔

دوسری طرف برآمدات میں نمونہ ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اس شعبے کو بجلی کی قلت، ٹیکسٹائل برآمدات میں بڑھتی ہوئی مسابقت، بڑی منڈیوں میں ٹیکسٹائل (جو کہ پاکستان کی اہم برآمد ہے) کی طلب میں گرتی ہوئی نمونہ اور ملکی سطح پر نقل و حمل کے نسبتاً بلند اخراجات کا سامنا ہے (دیکھئے باکس 6.1)۔ اس لحاظ سے برآمدات کے فروغ کے لیے مزید انتھک کوششیں کرنا ہوں گی، مثال کے طور پر کم اضافہ قدر والی برآمدات کی بجائے زیادہ اضافہ قدر والی برآمدات کرنا، برآمدی منڈیاں بڑھانے کے لیے تیزی سے ابھرتی منڈیوں کا حصول، انفراسٹرکچر کی تاخیری رکاوٹوں، بجلی کی قلت اور کم پیداواری صلاحیت جیسے مسائل کو حل کرنا۔

ان دشواریوں کے ساتھ ساتھ جاری حسابات کے خسارے کی مالکاری کے لیے عالمی منڈیوں سے فنڈز کا حصول ایک اور چیلنج ہے۔ عالمی سطح پر مالی بحران اور اندرون ملک سیاسی بے یقینی کے تناظر میں بین الاقوامی سرمایہ منڈی سے فنڈز کا حصول ایک مہنگا سودا بن چکا ہے (دیکھئے باکس 6.2)۔ تاہم انتخابات کے بعد متوقع استحکام بیرونی سرمائے کو پاکستان آمد کی ترغیب دے سکتا ہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے (الف) پاکستان کی اسٹاک مارکیٹ عالمی مالی بحران سے اب بھی نسبتاً محفوظ رہی ہے⁵، اور (ب) پاکستان کی اسٹاک مارکیٹ دیگر علاقائی مارکیٹوں کے مقابلے میں ڈسکاؤنٹ پر کام کر رہی ہے۔ مزید برآں، براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی مستقل آمد کے ساتھ ساتھ نیشنل بینک آف پاکستان اور حبیب بینک لمیٹڈ کی طرف سے عالمی امانتی وصولیوں کے متوقع اجرا اور سال کی دوسری ششماہی میں یورو بانڈ کے اجرا سے جاری حسابات کے خسارے کی

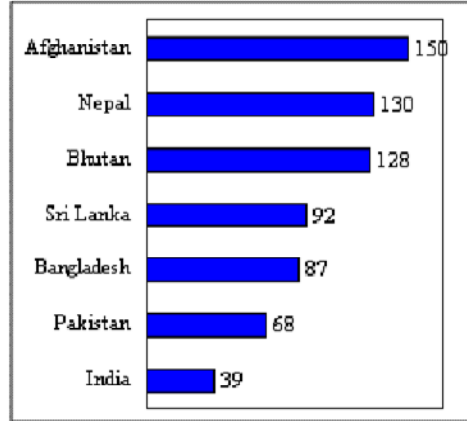
باکس 6.1 نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ

نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ (ایل پی آئی) دو طرفہ نشانہ (interactivity benchmarking) دینے کا ایک آلہ ہے، اس کا مقصد ملکوں کو تجارتی نقل و حمل کی اپنی کارکردگی کے حوالے سے مشکلات اور مواقع جاننے میں مدد دینا ہے کہ وہ کارکردگی بہتر بنانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔ یہ اشاریہ عالمی بینک نے 2007ء میں متعارف کرایا۔ یہ مختلف اقدامات کا احاطہ کرتا ہے جن میں ترسیل، کارگو کی مستحکم حالت، گودام کے استعمال اور سرحدی پروانگی (clearance) سے لے کر درآمدی ملک میں تقسیم اور ادائیگیوں تک کے نظام شامل ہیں۔ عالمی بینک کے گروپ کی Doing Business رپورٹ اور عالمی اقتصادی فورم کے عالمی مسابقتی اشاریہ (Global Competitiveness Index) کی طرح نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ بھی بین الاقوامی مسابقت ناظرین کے اظہار یوں کا ایک مجموعہ مہیا کرتا ہے۔ ایل پی آئی اور اس کے اظہار یے 150 ملکوں کا احاطہ کرنے والے دنیا کے بڑے بڑے لاجسٹکس اداروں کے کثیرملکی فریٹ فارورڈرز کے ایک سروے سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اس سروے میں ہر ملک کی کارکردگی جانچنے کے لیے 'ایک' سے 'پانچ' پوائنٹ اسکیل ('ایک' متعلقہ شعبے کے لیے بدترین کارکردگی کا اظہار تھا) استعمال کیا گیا۔ کارکردگی کے جن سات شعبوں کی بدوزن اوسط کا مجموعہ ایل پی آئی کا لاکھیا وہ یہ ہیں:

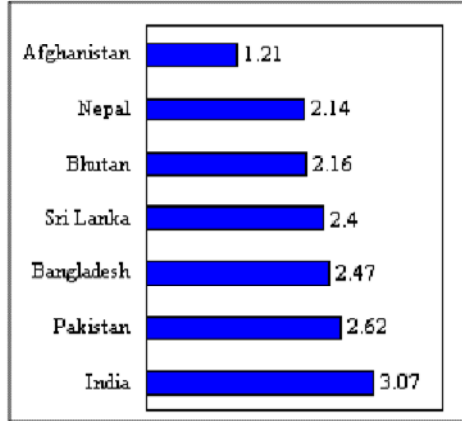
- 1۔ کسٹمز اور دیگر سرحدی اداروں کی جانب سے پروانگی کے عمل کی بہتری،
- 2۔ لاجسٹکس کے لیے ٹرانسپورٹ اور اطلاعی ٹیکنالوجی کے انفراسٹرکچر کا معیار،
- 3۔ بین الاقوامی شہنشاہ کے بندوبست میں آسانی اور سہولت،
- 4۔ مقامی لاجسٹکس صنعت کی اہلیت،
- 5۔ بین الاقوامی شہنشاہ کے راستوں کی تفصیلات جاننے کی اہلیت،
- 6۔ مقامی لاجسٹکس لاگتیں،
- 7۔ شہنشاہ کے منزل پر بروقت پہنچنے کی صلاحیت۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

شکل 6.1.1 الف: نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ اسکور



شکل 6.1.1 ب: نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ درجہ بندی



جدول 6.1.1: جنوبی ایشیاء کے ممالک کی نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ برائے 2007ء

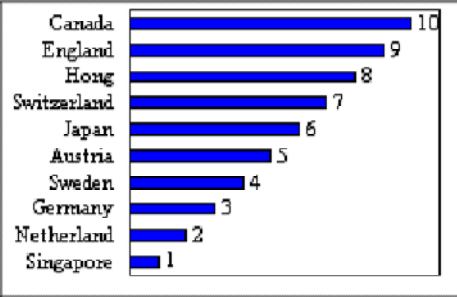
	پاکستان		بھارت		بنگلہ دیش		سری لنکا		نیپال	
	اسکور	درجہ	اسکور	درجہ	اسکور	درجہ	اسکور	درجہ	اسکور	درجہ
نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ	68	2.62	39	3.07	87	2.47	92	2.40	130	2.14
کسٹم	69	2.41	47	2.69	125	2.00	91	2.25	141	1.83
انفراسٹرکچر	71	2.37	42	2.90	82	2.29	106	2.13	144	1.77
بین الاقوامی شپ منٹس	65	2.72	39	3.08	96	2.46	112	2.31	131	2.09
نقل و حمل کی مسابقت	63	2.71	31	3.27	103	2.33	85	2.45	124	2.08
ٹریڈنگ اور ٹریڈنگ	76	2.57	42	3.03	88	2.46	75	2.58	102	2.33
ملکی نقل و حمل کی لاگت	90	2.86	46	3.08	50	3.08	47	3.08	8	3.43
وقت کی پابندی	88	2.93	47	3.47	54	3.33	113	2.69	122	2.63

نقل و حمل کی کارکردگی کے اشاریہ میں 2007ء میں پاکستان کا نمبر 150 ملکوں میں 68 واں اور مجموعی اسکور 2.62 تھا (دیکھئے شکل 6.1.1 اور جدول 6.1.1)۔ جنوب ایشیائی ملکوں میں پاکستان کا نمبر دوسرا تھا۔ جہاں تک اظہار یوں کے لحاظ سے رینٹنگ کا تعلق ہے تو پاکستان مقامی لا جسٹک لاگت کے شعبے میں بدترین مقام (90 واں نمبر) کے مقابلے میں مقامی لا جسٹک صنعت کی اہلیت کے شعبے میں خاصا بہتر مقام (63 واں نمبر) رکھتا ہے۔

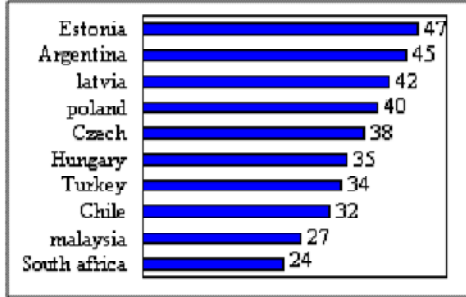
نقل و حمل کی کارکردگی کا اشاریہ آمدنی⁶ گروپوں کے لحاظ سے بھی ممالک کی درجہ بندی کرتا ہے۔ عالمی بینک کے ٹلس طریقے (Atlas method) کو استعمال کرتے ہوئے 2006ء کی فی کس خام قومی آمدنی (جی این پی) کے مطابق ملکوں کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ گروپ یہ ہیں: کم آمدنی والا گروپ 905 ڈالر یا اس سے کم (52 ممالک)، نچلی متوسط آمدنی والا گروپ 906 سے 3595 ڈالر (41 ممالک)، بالائی متوسط آمدنی والا گروپ 3596 سے 11 ہزار ایک سو 15 ڈالر (24 ممالک)، اور بلند آمدنی والا گروپ 11 ہزار ایک سو 16 ڈالر یا اس سے زائد (33 ممالک) (دیکھئے شکل 6.1.2)۔ پاکستان کم آمدنی والے گروپ میں ہے اور ٹاپ ٹین ملکوں میں اس کا نمبر 7 واں ہے۔

⁶ آمدنی کی درجہ بندیاں ہر سال یکم جولائی کو کی جاتی ہیں۔ عالمی بینک کے مالی سال (جو 30 جون کو ختم ہوتا ہے) کے دوران ان ہی تجویزاتی درجہ بندیوں کو استعمال کیا جاتا ہے، چنانچہ کوئی ملک اسی طے شدہ درجہ بندی میں رہے گا خواہ اس کی فی کس آمدنی میں کسی ہی تبدیلی واقع ہو جائے۔

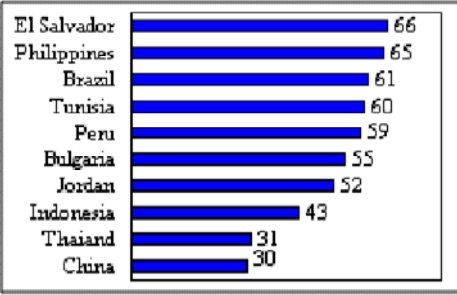
شکل 6.1.2 الف : بلند آمدنی والے ٹاپ ٹین ممالک



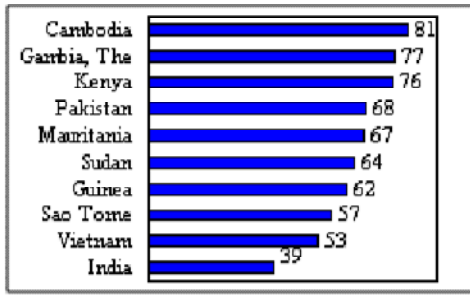
شکل 6.1.2 ب : بالائی متوسط آمدنی والے ٹاپ ٹین ممالک



شکل 6.1.2 ج : ٹپلی متوسط آمدنی والے ٹاپ ٹین ممالک



شکل 6.1.2 د : کم آمدنی والے ٹاپ ٹین ممالک



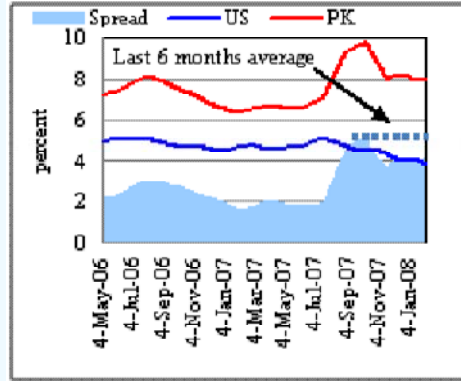
جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پاکستان مقامی لاجسٹک لاگت کے شعبے میں بدترین مقام (90 واں نمبر) رکھتا ہے۔ اس لاگت میں یہ چیزیں شامل ہیں: بندرگاہ کا معاوضہ، مقامی ٹرانسپورٹ ایجنٹ کی فیس، گودام کے استعمال کے اخراجات، بذریعہ ریل ترسیل کے نرخ، ادھورے ٹرک پر سامان کی لدا کی کے نرخ اور پورے ٹرک پر لدا کی کے نرخ۔ 40 فٹ کے برآمدی کنٹینر/ درآمدی کنٹینر کے اخراجات پاکستان میں 382 سے 444 ڈالر وصول کیے جاتے ہیں، جبکہ بنگلہ دیش اور سری لنکا میں یہ اخراجات بالترتیب 211 سے 397 اور 245 سے 263 ڈالر آتے ہیں۔ اسی طرح وقت کی پابندی کے معاملے میں پاکستان کا نمبر بہت نیچے یعنی 88 واں ہے اور یہ صورتحال درآمد اور برآمد میں گلے والے وقت اور مقررہ وقت کے قابل پیش گوئی ہونے، دونوں کے حوالے سے ہے۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ جن ممالک میں نقل و حمل کے زائد معاوضے وصول کیے جاتے ہیں ان کے عالمگیریت کے فوائد سے محروم ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت ہے کہ اب جبکہ قدر پیمانی کے لیے ایک نشانہ دستیاب ہے، نقل و حمل کی کارکردگی کے اشاریے میں پاکستان کو پسماندہ رکھنے والی رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔

پاک 6.2 مالی بحران اور بیرونی باڈز کا اجرا

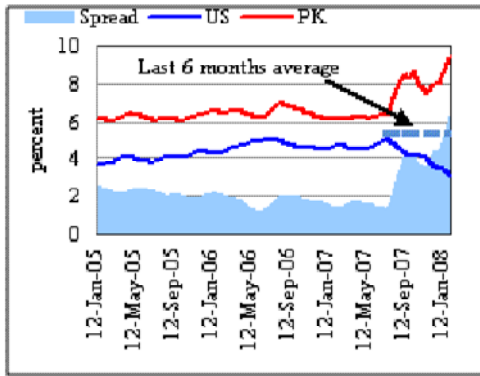
مالی منڈیوں میں حالیہ بحران نے بین الاقوامی قرضہ منڈی میں قرض گیری کے لیے نمایاں مضمرات پیدا کیے۔ قرض دینے والے عالمی اداروں نے اپنی شرائط مزید سخت کر دیں اور قرض کی قدر پیمانی کے عمل پر سرمایہ کاروں کا اعتماد کم ہو گیا جس سے بیرونی باڈز کا اجرا مہنگا سودا بن گیا۔ حتیٰ کہ حکومتی قرض سے منسلک تسکات اور باڈز میں قرض گیری بھی، جسے عموماً خطرہ قرض سے پاک سمجھا جاتا ہے، قرضہ منڈیوں میں آنے والے بحران سے متاثر ہوئی۔ اس کے نتیجے میں 2007ء کی تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں بیرونی باڈز کا اجرا سست روی کا شکار ہوا۔ ترقی یافتہ ملکوں کی طرح ابھرتی ہوئی منڈیوں نے بھی مذکورہ عرصے کے دوران باڈز کے اجرا میں واضح کمی کا سامنا کیا (دیکھئے شکل 6.2.1)۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

شکل 6.2.1 الف : 10 سالہ امریکی بانڈ اور پاکستانی یورو بانڈ میں یافت کا تقابل (30 روزہ حرکت پذیری اوسط)



شکل 6.2.1 ب : 5 سالہ امریکی بانڈ اور پاکستانی یورو بانڈ میں یافت کا تقابل (30 روزہ حرکت پذیری اوسط)



جدول 6.2.1: ٹاٹو بازار میں پاکستان کی یورو بانڈ کی قیمت اور یافت

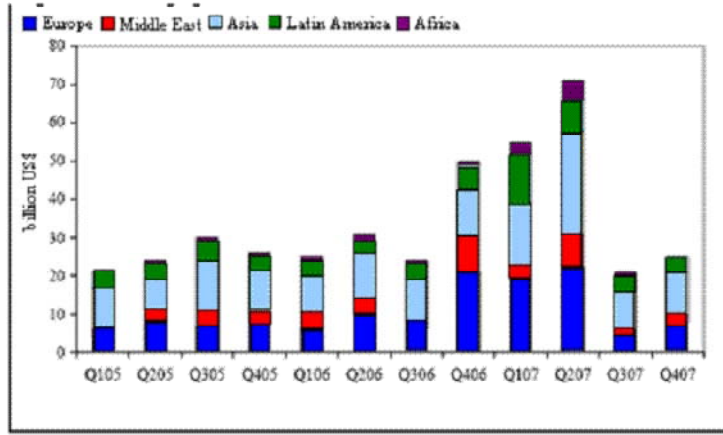
دس سالہ بانڈ				
27 مارچ 06 تا 30 جون 07ء	قیمت	یافت	قیمت	یافت
کم جولائی 07ء تا 2 فروری 08ء	91.7	7.1	8.5	9.8
اوسط	100.3	3.6		
سی وی				
پانچ سالہ بانڈ				
12 فروری 04ء تا 30 جون 07ء	قیمت	یافت	قیمت	یافت
کم جولائی 07ء تا 2 فروری 08ء	98.5	6.3	8.0	14.0
اوسط	101.1	0.7		
سی وی				
صکوک				
11 جنوری 06ء تا 2 فروری 08ء	قیمت	یافت	قیمت	یافت
کم جولائی 07ء تا 2 فروری 08ء	99.6	6.5	7.5	8.2
اوسط	102.9	0.1		
سی وی				

ماخذ: بلومبرگ

پاکستان ایک ابھرتی ہوئی معیشت ہے۔ اس نے بھی 2007ء کی دوسری ششماہی میں یورو بانڈز جاری نہیں کیے۔ بیرونی محاذ پر مالی بحران اور اندرونی محاذ پر سیاسی بے یقینی کے اس تناظر میں بین الاقوامی منڈی میں نئے اجرا کی لاگتیں دریافت کرنا ایک دلچسپ کام ہوگا۔ اس سوال کا جواب دینے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ٹاٹو منڈیوں میں اب تک جاری کیے گئے مختلف معاوضے کے بانڈز کی یافت کا تجزیہ کیا جائے۔ جدول 6.2.1 سے یہ بات معلوم کی جاسکتی ہے کہ جاری کردہ تمام بانڈز پر اوسط یافت 2007ء کے نصف آخر میں بڑھ گئی ہے۔ مزید برآں، جیسا کہ عددی سرٹیفیر سے ظاہر ہوتا ہے، ان بانڈز پر خطرات بھی مذکورہ عرصے میں بڑھ گئے ہیں۔ چنانچہ ابتدائی اعداد و شمار کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو راغب کرنے کے لیے پاکستان کو زیادہ ادائیگی کرنا پڑے گی۔ مثال کے طور پر پاکستان کے پانچ سالہ امریکی بانڈز پر اسی tenor کے یورو بانڈز کا تفاوت جنوری 2008ء کے اختتام پر بڑھ کر 620 بیسیس پوائنٹس ہو گیا جبکہ جون 2007ء کے اختتام پر یہ 140 بیسیس پوائنٹس تھا۔

تاہم اگر فرض کیا جائے کہ وفاقی فنڈ ریٹ میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور امریکی بانڈز پر یافت گذشتہ چھ ماہ کی اوسط چھٹی رہتی تو اندرون ملک سیاسی بے یقینی کے باعث پاکستان کے یورو بانڈز پر رسک پریمیئم میں اضافہ ہو جاتا (دیکھئے شکل 6.2.2)۔ اس کے علاوہ درمیانی مدت کے بانڈز پر رسک پریمیئم میں طویل مدتی بانڈز کے رسک پریمیئم کے مقابلے میں تیزی سے اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس تجزیے سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ بین الاقوامی منڈی سے سرمائے کے حصول کے لیے پاکستان کو اضافی رسک پریمیئم کے باعث زیادہ ادائیگی کرنا پڑتی۔

شکل 6.2.2: 1: ہجرتی ہوئی منڈیوں کے نجی شعبے میں بیرونی باطل کا مجموعی اجزا



حوالہ جات

بینک فار انٹرنیشنل سیٹل منٹ کوآرڈینی ریویو (دسمبر 2007ء)

آئی ایم ایف گلوبل اسٹیٹسٹی رپورٹ مارکیٹ اپ ڈیٹ (جنوری 2008ء)

مالکاری میں مدد ملے گی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاری حسابات کا خسارہ وقت گزرنے پر بھی دباؤ میں رہے گا، اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں، (الف) کپاس کی قیمتیں بڑھنے اور بجلی کی قلت سے برآمداتی نمو پر منفی اثرات، (ب) پاکستان کی بڑی برآمدی منڈیوں کی معیشت میں سست رفتاری (دیکھئے باکس 6.3)، (ج) بین الاقوامی معیارات کی پابندی کا فقدان، اور (ج) انفراسٹرکچر کی رکاوٹیں۔ تاہم ترسیلات زر کی مسلسل آمد، اور تجارتی فریقوں کی کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں قابل لحاظ کمی (جولائی تا جنوری 2008ء کے دوران نامیہ مؤثر شرح مبادلہ اشاریہ میں 7.3 فیصد کمی آئی) کے برآمدات پر مثبت اثرات سے جاری حسابات کے بڑھتے ہوئے خسارے کو کچھ سہارا ملنے کی توقع ہے۔

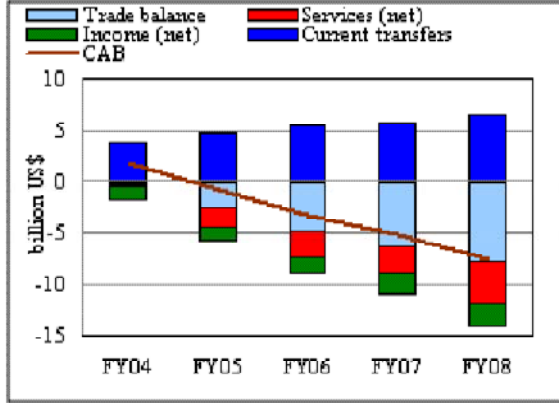
6.2 جاری حسابات کا توازن

جاری حسابات کا خسارہ مسلسل چوتھے سال بڑھتا رہا اور جولائی تا جنوری 2008ء کے دوران یہ 7.5 ارب ڈالر تک چلا گیا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے کے دوران یہ 5.1 ارب ڈالر تھا (دیکھئے شکل 6.4)۔

جاری حسابات کے خسارے میں اس بدتری کی بنیادی وجہ بڑھتا ہوا تجارتی خسارہ، نقل و حمل میں معاونت کی وصولیوں میں تاخیر اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کا بلند شرح سے انخلا ہے (دیکھئے جدول 6.2)۔ ان تمام چیزوں نے کارکنوں کی ترسیلات زر میں مستحکم نمو اور زرمبادلہ کے ذخائر

شکل 6.4: جاری حسابات کے توازن میں بگاڑ کے ماخذ (جولائی تا جنوری)

سے ہونے والی بلند آمدنی کے اثرات کو دھندلا دیا۔



6.2.1 تجارتی کھاتہ⁷

جیسا کہ خدشہ تھا، پاکستان رواں مالی سال کے ابتدائی چار ماہ کے دوران گزشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں تجارتی خسارے میں ہونے والی اچھی خاصی کمی کو بعد کے مہینوں میں برقرار نہیں رکھ پایا۔ بعد کے مہینوں (نومبر تا جنوری م س 2008ء) میں درآمداتی نمو میں تیزی سے اضافے اور برآمداتی نمو میں سست رفتاری کا نتیجہ بلند تر تجارتی خسارے کی صورت میں نکلا۔ اس سے جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران تجارتی خسارہ 7.8 ارب ڈالر تک جا پہنچا جو کہ گزشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 6.2 ارب ڈالر رہا تھا۔

برآمداتی نمو میں اضافے کا ایک بڑا سبب پیٹرولیم گروپ کی بڑھتی ہوئی درآمدات تھیں جسے تیل کی بلند عالمی قیمتوں اور مقامی اضافی طلب نے مزید بوجھل کر دیا، دوسرے آٹے کے بحران کے تناظر میں گندم درآمد کی گئی اور مصنوعی کھاد کی درآمد میں بھی اضافہ ہوا۔ دوسری طرف بجلی کی قلت، سیاسی افراتفری میں اضافے اور ٹیکسٹائل درآمدات میں شدید علاقائی مسابقت کو برآمداتی نمو میں کمی کا بنیادی سبب قرار دیا گیا۔⁸

6.2.2 خدمات (خالص)

خدمات کے حسابات کا خسارہ مسلسل چوتھے سال جولائی تا جنوری م س 2008ء مزید بڑھ گیا (دیکھئے جدول 6.3)۔ تاہم گزشتہ برسوں کے برخلاف اس خسارے کے جزو اعظم نے بڑھتی ہوئی درآمدات کی عکاسی نہیں کی، بلکہ سال بسال خرابی میں سب سے بڑے حصے کا تعلق نقل و حمل میں معاونت کی وصولیوں میں ہونے والی تاخیر سے تھا۔ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران خدمات کا مجموعی خسارہ بڑھنے میں اس کا حصہ اندازاً 54.1 فیصد تھا۔

نقل و حمل میں معاونت کی وصولیوں میں تاخیر کے علاوہ دیگر برنس خدمات سے رقوم کا اخراج ہوا⁹ اور بلند درآمدی نمو کی وجہ سے درآمدی کرائے کی ادائیگی میں اضافہ ہوا، ان سب چیزوں نے بھی زیر نظر عرصے کے دوران خدمات کے حسابات کے خسارے میں مجموعی اضافے میں نمایاں حصہ لیا۔

⁷ یہ سیکشن اسٹیٹ بینک کے مرتب کردہ زرمبادلہ ریکارڈ کے اعداد و شمار پر مبنی ہے جو کہ وفاقی ادارہ شماریات کے مرتب کردہ کسٹم اعداد و شمار سے مطابقت نہیں رکھتے۔

⁸ تفصیلات کے لیے تجارتی کھاتہ پر سیکشن ملاحظہ کیجئے۔

⁹ جیسا کہ پچھلی رپورٹوں میں ذکر ہوا، ان رقوم کے اخراج کا مجموعی جاری حسابات کے توازن پر کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ زرمبادلہ کمپنیاں اتنی ہی رقوم وصول بھی کرتی ہیں۔

مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی رپورٹ

جدول 6.2: جاری حسابات کا توازن (ملین امریکی ڈالر)					
سال بیل تبدیلی		جولائی تا جنوری			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء*	میں 07ء*	میں 06ء	
-1616	-1325	-7844	-6228	-4903	1۔ تجارتی توازن
1407	412	10985	9578	9166	برآمدات
3023	1737	18829	15806	14069	درآمدات
-1337	-179	-3968	-2631	-2452	2۔ خدمات (خالص)
-177	-161	-1404	-1227	-1066	نقل و حمل
60	-113	-784	-844	-731	سفر
2	-24	26	24	48	مواصلاتی خدمات
8	100	-10	-18	-118	تجارتی خدمات
-12	-7	-86	-74	-67	بیمہ خدمات
-23	-6	-76	-53	-47	مالی خدمات
-6	-8	1	7	15	کمپیوٹر اور معلوماتی خدمات
4	9	-44	-57	-57	رہائشی اور لائسنس فیس
-537	134	-1710	-1173	-1307	دیگر تجارتی خدمات
-1	4	0	1	-3	ذاتی و ثقافتی و تفریحی خدمات
-655	-107	119	774	881	حکومتی خدمات
-723	-33	0	723	756	اس میں نقل و حمل
-126	-553	-2176	-2050	-1497	3۔ آمدنی (خالص)
-127	-553	-2180	-2053	-1500	سرمایہ کاری آمدنی
-140	-544	-1819	-1679	-1135	براہ راست سرمایہ کاری
-43	-101	-398	-355	-254	اس میں: منافع اور منافع منقسمہ
-23	-253	-853	-830	-577	خام تیل اور معدنیات کی خریداری
0	-32	-118	-118	-86	جزدانی سرمایہ کاری
-19	-65	-130	-111	-46	اس میں: منافع اور منافع منقسمہ
-8	-29	-384	-376	-347	طویل مدتی بیرونی قرضے پر آئی ایم ایف کے چارٹر اور سود
-28	-23	-98	-70	-47	نجی بیرونی قرضے پر سود
50	75	243	193	118	دیگر (خالص)
665	332	6468	5803	5471	4۔ جاری منتقلیاں (خالص)
859	332	6433	5574	5242	نجی منتقلیاں
660	515	3619	2959	2444	کارکنوں کی ترسیلات
243	-244	294	51	295	ایف سی اے۔ مقیم افراد
-20	52	2574	2594	2542	دیگر
-109	-124	1353	1462	1586	اس میں زرمبادلہ کمپنیاں
-194	0	35	229	229	سرکاری منتقلیاں
-2414	-1725	-7520	-5106	-3381	جاری حسابات کا توازن
					* عبوری

پاکستانی معیشت کی کیفیت

باس 6.3.1 پاکستانی برآمدات کو امریکی بد حالی سے بہت خطرہ نہیں پاکستان کی مجموعی برآمدات میں سے ایک چوتھائی سے زائد امریکی منڈی کو جاتی ہے۔ اس صورتحال میں امریکہ کی معاشی سرگرمی اور امریکہ کو پاکستان کی برآمدات کے مابین پائے جانے والے تعلق کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

جدول 6.3.1: پاکستان کی کل برآمدات میں امریکہ کو برآمدات کا حصہ (فیصد)

کل	ٹیکسٹائل، دھاگہ، فیچرکس	ملبوسات اور ادماشی	کل ٹیکسٹائل
2001	22.6	23.1	46.3
2002ء	24.4	25.2	44.0
2003ء	23.1	24.0	42.4
2004ء	23.3	25.6	42.4
2005ء	24.8	29.6	45.4
2006ء	25.7	29.7	47.2

ماخذ: اقوام متحدہ کا مٹریڈ

امریکی منڈی کو پاکستان کی مجموعی برآمدات کی تفصیل سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کے لیے پاکستان کی مجموعی برآمدات کا 90 فیصد سے زائد ٹیکسٹائل پر مشتمل ہے۔ اسی لیے امریکہ کے لیے ٹیکسٹائل برآمدات کو پاکستان کی امریکہ کے لیے مجموعی برآمدات کے تقریباً برابر تصور کیا جاتا ہے۔ درج ذیل تجزیہ اعداد و شمار کے دو مجموعوں پر مبنی ہے: الف) یو این کام ٹریڈ ڈیٹا بیس (UN Com-trade data base) اور ب) امریکی ادارہ برائے ٹیکسٹائل اور ملبوسات (OTEXA)۔

شکل 6.3.1: امریکی جی ڈی پی اور ٹیکسٹائل درآمدات کی نمو (سہ ماہی حرکت پنڈی اوسط)



تفصیلی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ پاکستان کی مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات کا ایک تہائی سے زائد امریکی منڈی کو جاتا ہے۔ اس ٹیکسٹائل گروپ میں پاکستان کی ایک چوتھائی سے زائد کم اضافہ قدر والی ٹیکسٹائل، دھاگہ اور کپڑا امریکہ بھیجا جاتا ہے، جبکہ پاکستان کے زیادہ اضافہ قدر والے ملبوسات اور منسلک ادماشی کی تقریباً نصف برآمد امریکہ کو جاتی ہے۔ امریکی منڈی کو یہ مؤثر الذکر برآمدات نظر رکھتے ہوئے خدشہ ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ امریکی معیشت میں حالیہ سست روی سے یہی برآمدات اثر ہوگی بہ نسبت کم اضافہ قدر والی ٹیکسٹائل برآمدات کے، جو زیادہ متنوع ہے۔

پاکستان سے جانے والی ٹیکسٹائل پر امریکی اقتصادی نمو کے ممکنہ اثرات کا تجزیہ کرنے سے قبل یہ جاننا مناسب ہوگا کہ آیا امریکی معیشت میں آنے والی سست روی کا دنیا بھر سے منگوائی جانے والی مجموعی ٹیکسٹائل کے ساتھ کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ 1990ء تا 2006ء رجحان کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ امریکی اقتصادی نمو اور اس کی ٹیکسٹائل درآمدات میں مثبت طور پر باہم

جدول 6.3.2: امریکی جی ڈی پی کی نمو سے باہم تعلق (1990ء تا 2006ء)

پاکستان	دنیا
0.33	0.64
0.32	0.64
0.18	0.48

ماخذ: OTEXA

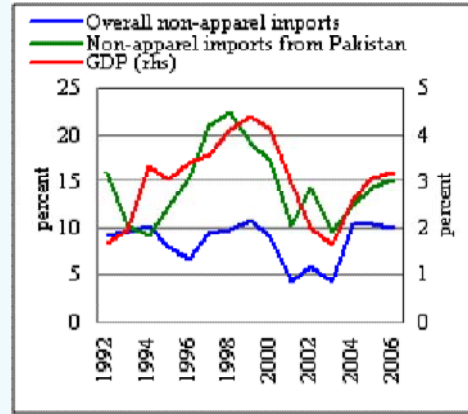
متعلق ہیں (دیکھئے جدول 6.3.2 اور شکل 6.3.1)۔ تاہم یہ تعلق زیادہ اضافہ قدر والے ملبوسات کی درآمد کے معاملے میں زیادہ مستحکم، اور کم اضافہ قدر والی غیر ملبوساتی درآمد کے معاملے میں کم مستحکم ہے (دیکھئے جدول 6.3.2)۔

پاکستان کے معاملے میں امریکی اقتصادی نمو اور پاکستان سے ٹیکسٹائل برآمدات کی نمو اگرچہ مثبت طور پر باہم متعلق ہیں تاہم اس تعلق کا وزن (magnitude) بہت معمولی ہے (دیکھئے

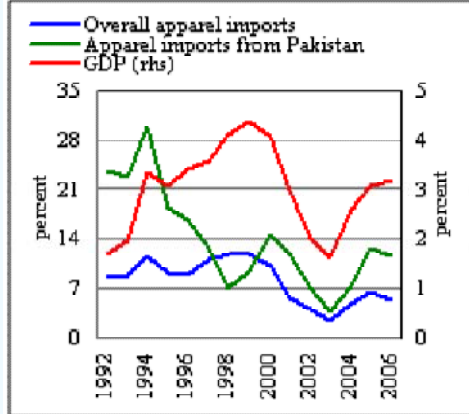
جدول 6.3.2 اور شکل 6.3.2 ب)۔ اس کمزور تعلق کا ایک ممکنہ سبب یہ ہے کہ آمدنی گھٹنے سے امریکی خریدار پاکستان سے آنے والی کم قیمت ٹیکسٹائل مصنوعات کی طرف راغب ہوں گے۔ مزید برآں، پاکستان کی کم اضافہ قدر والی ٹیکسٹائل درآمدات کے معاملے میں یہ باہمی تعلق مزید کمزور ہو جاتا ہے۔

چنانچہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ الف) امریکی معیشت میں سست روی کے پاکستان کی امریکہ کو مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات پر اثرات محدود رہیں گے، اور ب) اگر منفی اثرات پڑیں گے بھی تو وہ زیادہ اضافہ قدر والی ٹیکسٹائل برآمدات کے مقابلے میں کم اضافہ قدر والی ٹیکسٹائل برآمدات (جو کہ پاکستان کی مجموعی ٹیکسٹائل برآمدات کا تقریباً 68 فیصد ہیں) پر پڑیں گے۔

شکل 6.3.2 الف: امریکی جی ڈی پی اور غیر ملکی برآمدات کی نمو (سہ ماہی حرکت پندہ ریاضہ)



شکل 6.3.2 ب: امریکی جی ڈی پی اور ملکی برآمدات کی نمو (سہ ماہی حرکت پندہ ریاضہ)



جدول 6.3: خدمات کے حسابات کا توازن (جولائی تا جنوری)
ملین امریکی ڈالر

تبدیلی	میں 08ء	میں 07ء	
1۔ نقل و حمل	-177.0	-1227.0	
جس میں: کرایہ	-252.0	-1224.0	
2۔ دیگر تجارتی خدمات	-537.0	-1173.0	
الف) آرکی ٹیکسٹائل، انجینئرنگ، ٹیکنیکل	-30.1	-7.2	
ب) غیر ملکیوں کی ٹیکنیکی فیس	-133.1	-158.3	
3۔ حکومتی خدمات	-655.0	774.0	
جس میں: نقل و حمل	-723.0	723.0	
4۔ دیگر	31.0	-1005.0	
خدمات (خالص)	-1337.0	-2631.0	

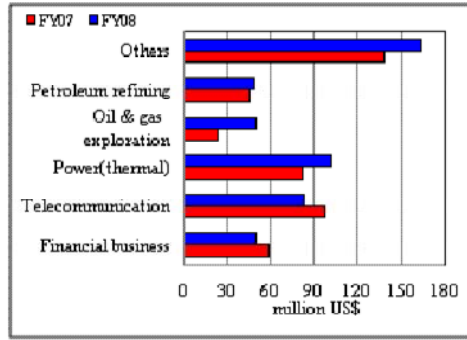
6.2.3 آمدنی (خالص)

آمدنی حسابات میں خسارے کی صورتحال جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران مزید خراب ہوئی تاہم اضافے کی شرح محض 6.0 فیصد رہی۔ اس کے برعکس گزشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران اس خسارے میں اضافہ 37.0 فیصد رہا تھا جس کی وجہ خام تیل اور معدنیات کی زیادہ مقدار میں خریداریاں تھیں (دیکھئے جدول 6.2)۔ اس خرابی کی

وضاحت سرمایہ کاری آمدنی کے زیادہ مقدار میں اخراج سے ہوتی ہے کیونکہ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران سودی آمدنی کی ادائیگیاں (خالص) گزشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں کم تھیں۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

شکل 6.5: منافع اور منافع مہتمم کی شعبہ دار ادائیگی (جولائی تا جنوری)



سرمایہ کاری آمدنی کے زیادہ مقدار میں اخراج کی بنیادی وجہ براہ راست بیرونی سرمایہ کاری پر ہونے والے منافع اور منافع منقسمہ کی بلند مقدار میں واپسی تھی۔ اس واپسی میں بڑا حصہ تیزی سے پھیلنے ہوئے شعبوں یعنی حرارتی بجلی (20.0 فیصد)، ٹیلی مواصلات (16.1 فیصد)، تیل اور گیس کی تلاش (10.0 فیصد) اور مالی کاروبار (10.0 فیصد) کا تھا (دیکھئے شکل 6.5)۔

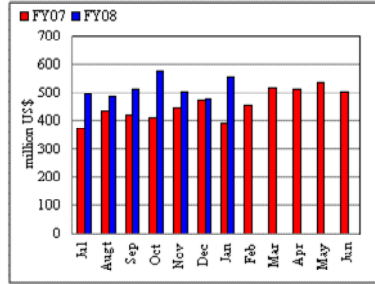
دوسری طرف سود کی کم ادائیگیاں (خالص) تمام کی تمام زرمبادلہ کے ذخائر سے ہونے والی بلند آمدنی سے حاصل ہوئیں (دیکھئے جدول 6.4)۔ تاہم بیرونی واجبات پر سود کی ادائیگیاں غیر ملکی کرنسی امانتوں پر بلند ادائیگیوں کی وجہ

جدول 6.4: سودی ادائیگیوں اور وصولیوں کی تفصیلات (جولائی تا جنوری) ملین امریکی ڈالر

تبدیلی	میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	
	-74	-85	734	660	575	ادائیگیاں (II+I)
	-4	-80	563	559	479	I۔ کل بیرونی قرضہ جات
	13	-53	462	475	422	سرکاری دسرکاری ضمانت شدہ
	-22	-25	377	355	330	طویل مدتی
	4	0	3	7	7	عسکری
	36	-24	62	98	74	یورپانڈرسلوک
	-11	-2	18	7	5	کمرشل قرضے
	6	-2	2	8	6	آئی ڈی بی
	-28	-23	98	70	47	نئی قرضے
	11	-4	3	14	10	آئی ایم ایف
	-70	-5	171	101	96	II۔ بیرونی واجبات
	-48	-7	65	17	10	غیر ملکی کرنسی ڈپازٹس
	2	13	4	6	19	خصوصی ڈالر بانڈ
	-7	5	23	16	21	مرکزی بینک کے ڈپازٹس
	-17	-16	79	62	46	دیگر
	124	101	423	299	198	وصولیاں
	107	96	335	228	132	ذخائر پر سود
	17	5	88	71	66	دیگر
	50	16	311	361	377	کل ادائیگیاں (خالص)

شکل 6.6: کارکنوں کی ترسیلات

سے بڑھ گئیں۔

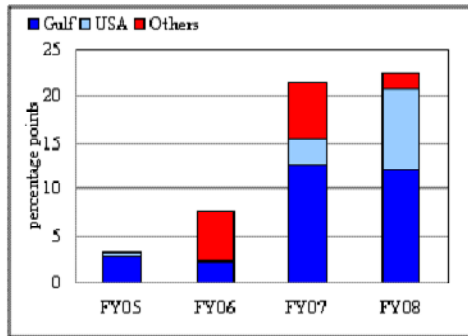


6.2.4 جاری منتقلیاں

جاری منتقلیوں میں جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 11.5 فیصد اضافہ ہوا جو گذشتہ سال کے اسی عرصے کی 6.1 فیصد نمو سے زائد ہے، اس سے نجی منتقلیوں میں مستحکم نمو کا اظہار ہوتا ہے۔ نجی منتقلیوں میں ترسیلات زر کی زبردست نمو کا حصہ سب سے بڑا تھا، ری:یڈنٹ غیر ملکی کرنسی کھاتوں میں بلند آمد رقوم کا نمبر اس کے بعد آتا ہے۔

کارکنوں کی ترسیلات

شکل 6.7: ترسیلات میں حصہ (جولائی تا جنوری)



کارکنوں کی ترسیلات مسلسل دوسرے سال بھی مستحکم طریقے سے بڑھتی رہیں۔ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران ترسیلات میں نمو 22.4 فیصد تک بڑھ گئی، گذشتہ سال اسی عرصے کے دوران یہ نمو 21.1 فیصد رہی تھی۔ زیادہ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے پورے عرصے کے دوران یہ ترسیلات م س 2007ء کے مقابل مہینوں سے زائد رہیں (دیکھئے شکل 6.6)۔

زرمبادلہ کی کمپنیوں کے توسط سے آنے والی ترسیلات میں گذشتہ برسوں (م س 2005ء تا 2007ء) کی طرح جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 67.8 فیصد کی

غیر معمولی نمو پائی گئی۔ اس کے نتیجے میں مجموعی ترسیلات میں زرمبادلہ کی کمپنیوں کے توسط سے آنے والی ترسیلات کا حصہ جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران بڑھ کر 23.2 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران یہ حصہ 17.0 فیصد تھا۔ زرمبادلہ کمپنیوں کے توسط سے آنے والی ترسیلات میں اس مستحکم نمو کے ممکنہ اسباب میں سب سے اہم 'زکو' اور وال اسٹریٹ ایکسچینج کمپنیوں کے نیٹ ورک (ادائیگیوں کے بوتھوں کا قیام اور ویسٹرن یونین کے ساتھ مل کر انتظامات) میں توسیع ہے۔ واضح رہے کہ زرمبادلہ کمپنیوں کے توسط سے آنے والی مجموعی ترسیلات میں 50 فیصد سے زائد ان دونوں کمپنیوں سے آتی ہیں۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

رواں سال ترسیلات میں نمو میں زیادہ بڑا حصہ خلیجی ریاستوں اور امریکہ سے آنے والی ترسیلات کا رہا ہے (دیکھئے شکل 6.7)۔ جیسا کہ گذشتہ رپورٹ میں بتایا گیا تھا، خلیجی ریاستوں سے ترسیلات کے بڑے حصے کی آمد کا ممکنہ سبب تیل کی بلند قیمتیں اور تینچا وہاں آنے والی خوش حالی ہے۔ دوسری طرف امریکہ سے ترسیلات کے بڑھتے ہوئے حصے (دیکھئے باکس 6.4) کی وجہ یہ حقیقت ہو سکتی ہے کہ امریکہ میں مقیم پاکستانی تارکین اپنی بچت وہاں پر رکھنا نہیں چاہتے۔

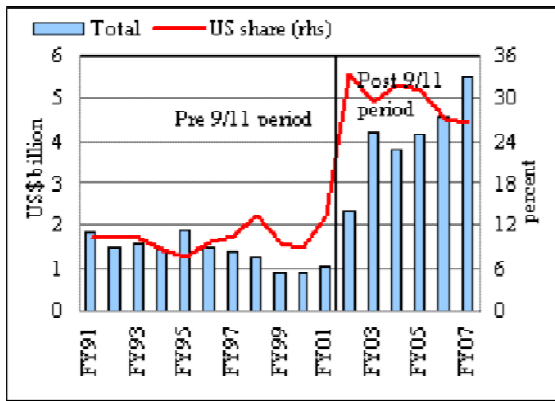
ریزیڈنٹ غیر ملکی کرنسی کھاتے

غیر ملکی کرنسی کھاتے (رہائشی) میں جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران آمد بڑھ کر 294 ملین ڈالر ہو گئی جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے کے دوران یہ رقم 51 ملین ڈالر رہی تھی۔ اس اضافے کی جزوی وجہ ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی ہو سکتی ہے، جس سے یہ امانتیں خوب بڑھ گئیں (دیکھئے شکل 6.8)۔ اس کے علاوہ بڑی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قیمت گرنے سے بھی ممکن ہے کہ غیر ملکی کرنسی کھاتے (رہائشی) کی ڈالر کی قدر میں زیر نظر عرصے کے دوران اضافہ ہو گیا ہو۔

باکس 6.4 امریکہ کی اقتصادی مواد پاکستان کو ترسیلات زر

حالیہ برسوں میں بالخصوص نائن الیون کے بعد تارکین کی طرف سے پاکستان کو ترسیلات زر میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ امریکہ مذکورہ عرصے میں پاکستان کی طرف ترسیلات کے بہاؤ کا ایک بڑا منبع بن کر سامنے آیا (دیکھئے شکل 6.4.1)۔ پاکستان کو آنے والی مجموعی ترسیلات زر میں امریکہ کا حصہ مالی سال 1991ء سے مالی سال 2001ء کے دوران اوسطاً 10.1 فیصد تھا جو کہ مالی سال 2002ء سے مالی سال 2007ء کے دوران اوسطاً بڑھ کر تقریباً 30.0 فیصد ہو گیا۔ تبدیلی کے اس رجحان سے پاکستان کی نظروں میں امریکہ کی اقتصادی صورتحال کی اہمیت بڑھ گئی ہے تاکہ وہاں سے ترسیلات زر کی آمد مستحکم طریقے سے برقرار رہے۔

شکل 6.4.1: پاکستان کی مجموعی ترسیلات میں امریکہ کا حصہ



امریکی معیشت میں بد حالی آنے کے بعد بہتر معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ کی اقتصادی نمو کے پاکستان کو ترسیلات زر پر پڑنے والے اثرات کا تجربہ کیا جائے۔ رجحان کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ کی جی ڈی پی نمو اور پاکستان کو ترسیلات زر کی نمو کا باہمی تعلق بہت کمزور ہے (دیکھئے شکل 6.4.2)۔ اس باہمی تعلق کا کمزور ہونا ہرگز باعث تعجب نہیں کیونکہ دیگر ملکوں کو جانے والی ترسیلات کے تجربے سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے، مثلاً Lianos (1997) نے یونان کو جانے والی ترسیلات کا تجربہ کیا، Sayan (2004) نے ترکی کو جانے والی اور Shaun K. Roache & Ewa Gradzka (2007) نے لاطینی امریکہ کو جانے والی ترسیلات کے تجربے سے بھی یہی نتائج اخذ کیے۔

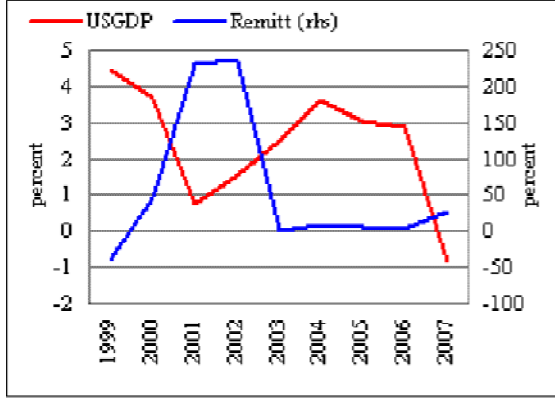
ترسیلات زر کے موضوع پر کتابوں میں ترسیلات اور میزبان ملک کی اقتصادی سرگرمی کے مابین غیر موجود یا کمزور تعلق کے حوالے سے حقائق کا انبار پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر میزبان ملک میں اقتصادی بد حالی کے زمانے میں تارکین جس طرح چیزوں کا استعمال کم کر دیتے ہیں اسی طرح وہ آمدنی میں آنے والے اتار چڑھاؤ سے ترسیلات کو کم سے کم متاثر کرنے اور ان کا بہاؤ برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دوسرے، معمولی درجے کے تارکین ملنے والے معاوضے کے مقابلے میں زیادہ اہمیت برسر روزگار رہنے کو دیتے ہیں، چنانچہ ان کے ہیروزگار ہونے کا

امکان کم ہو جاتا ہے۔¹⁰ تیسرے، ترسیلات کے بہاؤ کا ذریعہ جو عموماً غیر

رہی ہوتا ہے، ان حالات میں تبدیل ہو جاتا ہے اور رکی ذرائع اختیار کر لیے جاتے ہیں جس سے، میزبان ملک کی آمدنی میں تغیر کے باوجود، ترسیلات کا بہاؤ بڑھ جاتا ہے۔¹¹ ترسیلات کے بہاؤ پر اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل میں آبائی وطن کی آمدنی، تارکین کا سماجی رتبہ، تارکین کی اپنے اہل خانہ کے ساتھ تعلق کی نوعیت، میزبان ملک میں گزاری ہوئی مدت اور تارکین کی مجموعی تعداد شامل ہیں۔

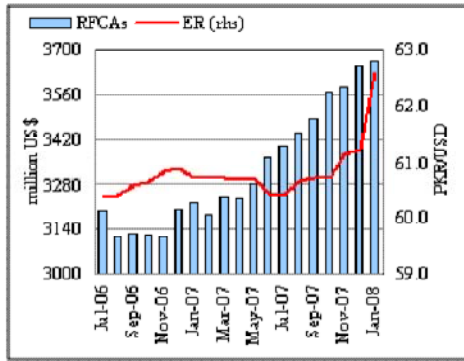
حوالہ جات

Lianos, Theodore P. (1997), "Factors Determining Migrant Remittances: The Case of Greece", *International Migration Review*, Vol 31, No. 1. (Spring, 1997), pp. 72-87



6.3 مالی کھاتے

شکل 6.8: شرح مبادلہ اور بیلنٹ غیر ملکی کرنسی کھاتے



گزشتہ دو سال سے جولائی تا جنوری عرصے میں مالی کھاتوں میں فاضل رقم کی آمد تیزی سے بڑھتی رہی تھی تاہم جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران اس میں خاصی کمی آئی (دیکھئے شکل 6.9)۔ مالی کھاتوں میں فاضل رقم میں آنے والی اس کمی کا سبب مکمل طور پر جز دانی سرمایہ کاری میں ہونے والی نمایاں کمی ہے۔ اس کے برعکس براہ راست بیرونی سرمایہ کاری اور دیگر نوع کی سرمایہ کاریاں جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران خاصی رفتار سے بڑھتی رہیں (دیکھئے جدول 6.5)۔

مالی رقوم کی خالص آمد کی تفصیلات بھی گزشتہ دو برسوں کے مقابلے میں نمایاں رد و بدل سے دوچار ہوئیں۔ گزشتہ برسوں کے برعکس جب زیادہ تر سرمایہ ایکویٹی تمسکات اور رعایتی قرضے (concessional debt) سے حاصل ہوتا تھا، رواں سال زیادہ تر سرمایہ قرض بڑھانے والی رقوم

¹⁰ واقعاتی ثبوت سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں تقریباً 40 فیصد پاکستانی تارکین معمولی نوعیت کی ملازم کر رہے ہیں۔

¹¹ مثال کے طور پر نائن الیون کے بعد ہنڈی کے ذریعے رقوم کی منتقلی پہلے بھی آسان نہ رہنے کی وجہ سے پاکستانی تارکین میں ترسیلات غیر رسمی طریقوں کی بجائے رکی ذریعے سے بھیجنے کا رجحان پیدا ہوا۔

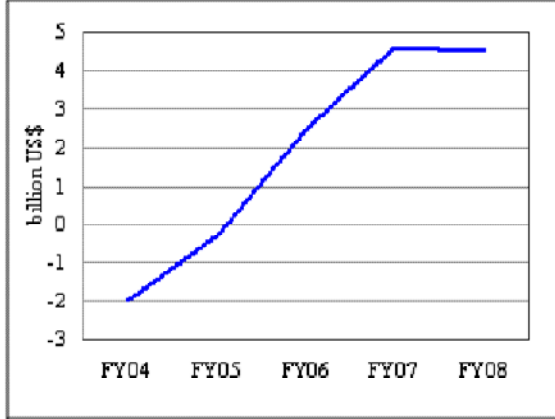
پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 6.5: مالی کھاتہ ملین امریکی ڈالر					
سال بسال تبدیلی		جولائی تا جنوری			
میں 08ء	میں 07ء	میں 08ء*	میں 07ء	میں 06ء	
-95	2141	4502	4597	2456	مالی کھاتہ (خالص)
14	-30	-35	-49	-19	براہ سرمایہ کاری بیرون ملک
202	852	2298	2096	1244	براہ راست سرمایہ کاری پاکستان
134	654	1719	1585	931	ایکویٹی سرمایہ
71	195	579	508	313	نوسر سرمایہ کاری آمدنی
-1372	1059	-2	1370	311	جزدانی سرمایہ کاری
-1251	813	-24	1227	414	ایکویٹی تسکات
-121	246	22.0	143	-103	قرضہ تسکات
-1156	1881	2261	3417	1536	خالص بیرونی سرمایہ کاری
1017	297	2136	1119	822	دیگر سرمایہ کاری
497	-343	527	30	373	اثاثے
-81	29	-225	-144	-173	1۔ واجب الادا برآمدی بلز (برآمد کنندگان)
25	51	138	113	62	2۔ واجب الادا برآمدی بلز (ذاتی ایم پیز)
554	-423	614	60	483	3۔ کرنسی اور ڈپازٹس
552	-477	529	-23	454	جس میں: بینک
520	640	1609	1089	449	واجبات
136	325	793	657	332	غیر ملکی طویل مدتی حکومتی قرضے (خالص)
106	156	602	496	340	منصوبہ جاتی قرضے
84	101	776	692	591	غیر منصوبہ جاتی قرضے
54	-69	585	531	600	قسط وار واپسی
-64	219	127	191	-28	2۔ نئی قرضے
-119	235	282	401	166	جس میں: فراہم کنندگان کے قرضے
-55	16	155	210	194	فراہم کنندگان کے قرضوں کی واپسی
525	3	467	-58	-61	3۔ قلیل مدتی (سرمایہ کاری)
409	3	467	58	55	جس میں: آئی ڈی بی (خالص)
145	-132	328	183	315	4۔ کرنسی اور ڈپازٹس
-178	188	-1	177	-11	دیگر واجبات

* عبوری

(debt creating flows) کی صورت میں ملا (دیکھئے شکل 6.10)۔ مثال کے طور پر جولائی تا جنوری میں 2008ء کے دوران حکومت نے 508 ملین ڈالر کا مختصر مدتی قرضہ اسلامی ترقیاتی بینک (جو کہ نسبتاً مہنگا ذریعہ ہے) سے لیا جبکہ گزشتہ دو برسوں کے اسی عرصے کے دوران لی جانے والی مجموعی رقم 394 ملین ڈالر ہے۔ جاری حسابات کے خسارے میں مسلسل اضافہ اور مالی رقوم کی خالص آمد کے اجزائے ترکیبی میں ظاہر ہونے والا رجحان بالخصوص مختصر مدتی قرضے پر زیادہ بھروسہ تشویش ناک ہے۔

شکل 6.9: مالی کھاتے کا توازن (جولائی تا جنوری)



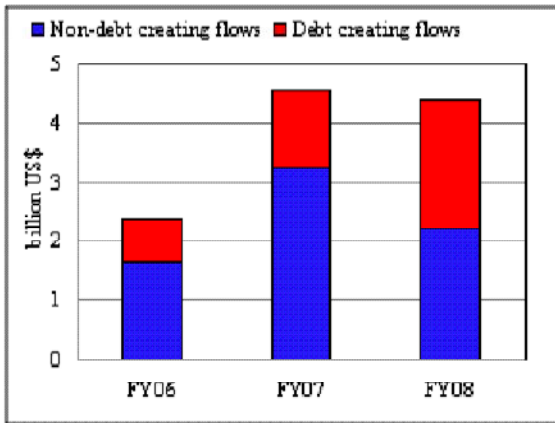
6.3.1 خالص غیر ملکی سرمایہ کاری

جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران خالص غیر ملکی سرمایہ کاری میں 33.8 فیصد کی آگئی جبکہ گزشتہ برس اسی عرصے کے دوران اس میں 122.4 فیصد کی غیر معمولی نمو پائی گئی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ نجی اور سرکاری دونوں شعبوں میں جز دانی سرمایہ کاری میں ہونے والی کمی تھی (دیکھئے جدول 6.6)۔

براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری

رجحان کے عین مطابق براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری میں مسلسل چوتھے سال بھی دو ہندسی نمو پائی گئی۔ تاہم جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 9.6 فیصد نمو گزشتہ برس کے اسی عرصے میں ہونے والی 68.5 فیصد کی غیر معمولی نمو سے خاصی کم رہی۔

شکل 6.10: جاری حسابات کے خسارے کی مالکاری کے ذرائع (جولائی تا جنوری)



یہ بات قابل ذکر ہے کہ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کا بہاؤ روایتی طور پر تیل پیدا کرنے والے شعبوں کی طرف رہا ہے تاہم اب یہ بہاؤ کسی حد تک تقسیم ہو گیا ہے۔¹² ٹیلی مواصلات اور مالی شعبوں کو گزشتہ چار پانچ برس میں پھلنے پھولنے کی جو آزادی ملی اس نے غیر ملکی رقوم کو ان شعبوں کی طرف راغب کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بالخصوص ٹیلی مواصلات کے شعبے کا حصہ جو جولائی تا جنوری م س 2004ء کے دوران محض 3.0 فیصد تھا، بڑھ کر جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 32.6 فیصد ہو گیا، جبکہ مجموعی براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری میں مالی شعبے کا حصہ جولائی تا جنوری م س 2004ء کے 10.1 فیصد سے بڑھ کر جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 17.2 فیصد ہو گیا (دیکھئے شکل 6.11)۔

¹² جولائی تا دسمبر مالی سال 2002ء اور جولائی تا دسمبر م س 2004ء کے دوران تیل اور گیس کی تلاش کے شعبے کا مجموعی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں حصہ تقریباً 31 فیصد تھا جو کہ جولائی تا دسمبر م س 2008ء کے دوران کم ہو کر 16.0 فیصد ہو گیا۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 6.6: پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی خالص آمد (جولائی تا جنوری)

ملین امریکی ڈالر

میں 06ء	میں 07ء	میں 08ء
1658	2493	2192
1244	2096	2298
255	133.2	133.2
414	687	-24
414	489	-24
0	150	90.5
0	198	0
-103	683	22
-103	683	22
0	738	0
0	738	0
-103	-55	22
1536	3417	2261

کل خالص بیرونی سرمایہ کاری
* خصوصی ڈالر بانڈ، ایف ای بی سی، ڈی بی سی، بی بی اور پی آئی بلز کی خالص خرید و فروخت

ان دو شعبوں میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری نے صارفین کے مفاد میں مسابقتی ماحول پیدا کیا اور انہیں انواع و اقسام کی مصنوعات کم قیمت پر دستیاب ہوئیں۔ اس کے علاوہ ان شعبوں میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی وجہ سے ہونے والی مستحکم نمونے خدمات میں توسیع کے ذریعے جی ڈی پی کی مجموعی نمو میں نمایاں حصہ ڈالا۔

براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی نقد اور نو سرمایہ کاری آمدنی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی مجموعی نمو میں ان دونوں نے مثبت طور پر حصہ لیا (دیکھئے جدول 6.7)۔ نو سرمایہ کاری

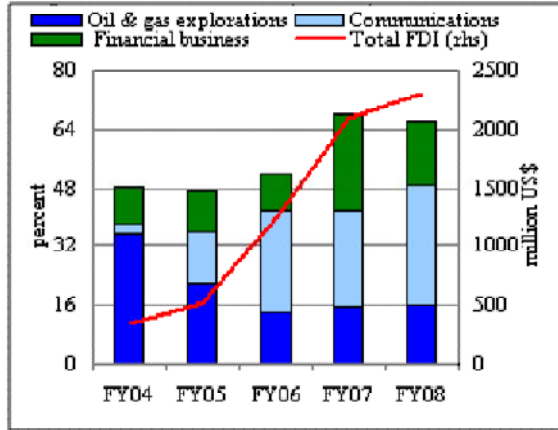
جدول 6.7: شعبہ دار بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (جولائی تا جنوری)

ملین امریکی ڈالر

نقد	نوسرمایہ کاری آمدنی	میں 07ء	نقد	نوسرمایہ کاری آمدنی	میں 08ء
-10.1	28.6	18.6	27.4	25.5	52.9
9.2	57.4	66.6	9.8	39.4	49.1
255.5	74.5	329.9	245.1	122.5	367.6
1.1	12.5	13.7	58.3	24.6	82.9
94.5	11.6	106.1	83.5	27.9	111.4
472.0	40.2	512.3	614.9	51.0	665.8
420.2	133.4	553.6	239.3	187.9	427.3
50.9	1.5	52.4	59.6	2.5	62.1
292.0	150.9	442.9	380.9	98.2	479.2
1585.3	510.7	2096.0	1718.8	579.5	2298.3

آمدنی میں اضافہ ریکارڈ کرنے والے بڑے شعبے ٹیلی مواصلات، مالی کاروبار، تیل اور گیس کی تلاش، تجارت اور سیمنٹ کے ہیں۔ بڑی مقدار میں نو سرمایہ کاری آمدنی سے ان شعبوں کی نفع آوری کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ غیر ملکیوں کی طرف سے نو سرمایہ کاری آمدنی میں اضافے کا یہ مطلب بھی لیا جاسکتا ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کار پاکستانی معیشت کے حوالے سے وسیع تناظر میں مثبت رائے رکھتے ہیں۔

شکل 6.11: بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں حصہ (جولائی تا جنوری)

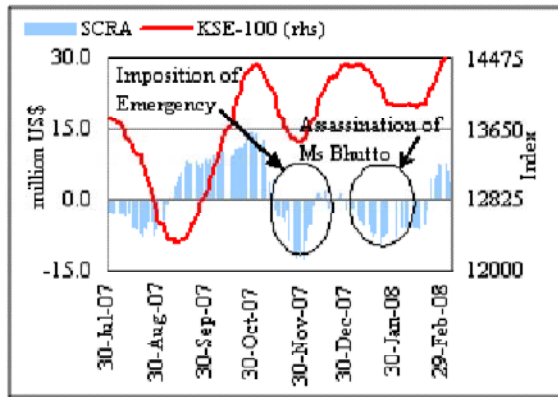


جزدانی سرمایہ کاری

گذشتہ سال کی شاندار کارکردگی کے بالکل برعکس جولائی تا جنوری مہ 2008ء کے دوران جزدانی سرمایہ کاری سے رقوم کا خالص اخراج عمل میں آیا (دیکھئے جدول 6.6)۔ اس خراب کارکردگی کی دو وجوہات ہیں: عالمی امانتی وصولیوں کا نسبتاً کم اجرا، قرضہ تمسکات اور ایکویٹی اور معینہ آمدنی منڈی (fixed income market) سے رقوم کا اخراج۔ یہ مایوس کن صورتحال پیدا کرنے میں عالمی مالی بحران اور ملک میں سیاسی افراتفری کا بھی بڑا کردار ہے جس کی وجہ سے ایک طرف تو عالمی سرمایہ منڈی سے فنڈز کا حصول مہنگا سودا بن گیا اور دوسری طرف ایکویٹی منڈی سے سرمایہ فرار ہو گیا۔ اس کے نتیجے

میں جولائی تا جنوری مہ 2008ء کے دوران پاکستان یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کی جی ڈی آر سے صرف 90.5 ملین ڈالر وصول کر سکا۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران تیل اور گیس کی ترقیاتی کارپوریشن (اوجی ڈی سی) کی جی ڈی آر سے 738 ملین ڈالر اور ایم سی بی بینک کی جی ڈی آر سے 150 ملین ڈالر وصول ہوئے تھے۔¹³ اسی طرح قرضہ تمسکات میں جولائی تا جنوری مہ 2008ء کے دوران (ٹی بلز اور پی آئی بیز میں) 22.0 ملین ڈالر کی محدود آمد ہوئی۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران موبی لنک کی طرف سے میعاد کی مالکاری سرٹیفکیٹ کے اجرا سے 50 ملین ڈالر اور بین الاقوامی بانڈ کے اجرا سے 250 ملین ڈالر وصول ہوئے تھے۔¹⁴

شکل 6.12: روپے کے بدل پز خصوصی کھاتے میں رقوم کا بہاؤ (خالص) اور کے ایس ای 100 اشاریہ (30 روزہ حرکت پز اوسط)



ایکویٹی منڈی سے سرمائے کا اخراج ”روپے کے بدل پز خصوصی کھاتے“ (Special Convertible Rupee Account) کی پوزیشن سے ظاہر ہے (دیکھئے شکل 6.12)۔ ایس سی آر اے سے خالص اخراج ان دنوں میں زیادہ ہوا جن دنوں سیاسی بے یقینی کے بادل زیادہ گہرے تھے، مثلاً ہنگامی حالت کا نفاذ اور

¹³ جون مہ 07ء میں یونائیٹڈ بینک نے 65 کروڑ ڈالر کی عالمی امانتی وصولیوں کا اجرا کیا۔ تاہم آمدنی کا کچھ حصہ (9 کروڑ 5 لاکھ ڈالر) جولائی مہ 08ء میں وصول ہوگا۔
¹⁴ 25 کروڑ ڈالر کے ٹی بانڈ میں سے ایک کروڑ ایک لاکھ ڈالر کے بانڈ کمپنی کے قرضوں کی ادائیگی میں استعمال کیے گئے۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

محترمہ بینظیر بھٹو کا قتل - یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ ایس سی آر اے کی پوزیشن فروری م س 2008ء میں بہتر ہو گئی، جیسا کہ اس ماہ 169.4 ملین ڈالر کی خالص آمد سے ظاہر ہے۔

تاہم پرامن اور شفاف انتخابات سے غیر ملکی سرمایہ کاروں کا اعتماد کسی حد تک بحال ہونے کا امکان ہے۔ کراچی اسٹاک ایکسچینج کے اشاریے کا اس پیش رفت پر مثبت رد عمل سامنے آیا ہے۔ مزید برآں، حالیہ عالمی بحران میں پاکستان کی ایکویٹی مارکیٹ نے نسبتاً استحکام کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ پاکستان کی ایکویٹی میں غیر ملکی سرمایہ کار اپنے خطرات کو متنوع بنانے کے لیے سرمایہ کاری کرنا چاہیں گے (بشرطیکہ نئی حکومت معیشت کے استحکام پر توجہ دے)۔

6.3.2 واجب الادا برآمدی بلز

برآمد کنندگان اور کمرشل بینکوں کے ذمے واجب الادا برآمدی بلز میں جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 87 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران یہ 31 ملین ڈالر تک رہا تھا۔ گزشتہ سال کی طرح جولائی تا جنوری م س 2008ء میں واجب الادا برآمدی بلز میں ہونے والا تقریباً تمام اضافہ برآمد کنندگان کی وجہ سے ہوا کیونکہ کمرشل بینکوں کے واجب الادا بلز میں کمی واقع ہو گئی تھی۔

یہاں یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ برآمد کنندگان کے ذمے واجب الادا داخل برآمدی بلز (225 ملین ڈالر) کا تین چوتھائی (180 ملین ڈالر) سے زائد اضافہ نومبر تا جنوری م س 2008ء کے دوران ہوا ہے۔ اس کا اہم سبب برآمد کنندگان کی جانب سے شرح مبادلہ کی تخفیف قدر کے متعلق توقعات ہیں۔

دوسری جانب کمرشل بینکوں کے ذمے واجب الادا برآمدی بلز میں جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران 138 ملین ڈالر کی کمی ہوئی ہے جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران یہ 113 ملین ڈالر تک گھٹ گئے تھے۔

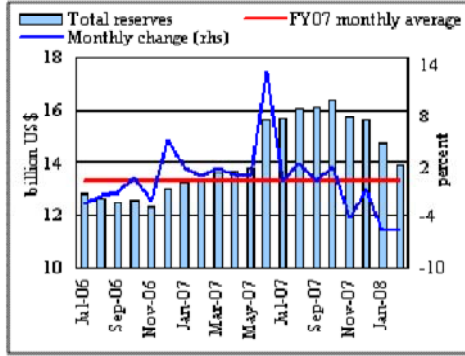
6.3.3 کرنسی اور مانتیں

جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران بینکوں کے FE-25 نوٹرو میں 529 ملین ڈالر کی کمی ہوئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں ان میں 23 ملین ڈالر کا اضافہ ریکارڈ کیا گیا تھا۔ FE-25 نوٹرو میں کمی سے اس عرصے کے دوران FE-25 قرضوں میں اضافے کی عکاسی ہوتی ہے۔

6.3.4 طویل مدتی سرکاری قرضے

جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران طویل مدتی سرکاری قرضوں سے خالص آمد سرمایہ بڑھ کر 793 ملین ڈالر ہو گیا جو گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 657 ملین ڈالر رہا تھا۔ آمد سرمایہ میں یہ اضافہ عالمی بینک برائے تعمیر نو و ترقی کی جانب سے 133 ملین ڈالر کے قرضہ جات کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔

شکل 6.13: زرمبادلہ کے ذخائر



6.3.5 قلیل مدتی سرکاری قرضے

جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران قلیل مدتی سرکاری قرضے خاطر خواہ اضافے کے بعد بڑھ کر 467 ملین ڈالر ہو گئے ہیں جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 58 ارب روپے واپس کیے گئے تھے۔ خالص بیرونی سرمائے میں ہونے والا تمام اضافہ اسلامی ترقیاتی بینک کی جانب سے دیئے گئے 467 ملین ڈالر قرضے کے باعث ہوا۔

6.4 زرمبادلہ کے ذخائر

جولائی تا فروری م س 2008ء کے دوران پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر میں ہونے والی تبدیلیوں کی عکاسی ملک کے جاری حسابات خسارے کے بڑھنے سے بھی ہوتی ہے۔ پاکستان کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر جون 2007ء کے اختتام تک 15.6 ارب ڈالر تھے جو کہ فروری 2008ء کے اختتام تک کم ہو کر 14.1 ارب ڈالر ہو گئے۔ اس مدت کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کارجان پائیدار نہیں رہا۔ جولائی تا اکتوبر میں جاری حسابات کے موافق خسارے اور پروگرام قرضوں کے حصول کی وجہ سے پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر 16.5 ارب ڈالر ہو گئے تھے جو کہ تاریخ کی بلند ترین سطح ہے۔ تاہم اس کے بعد ملکی حالات اور تجارتی خسارے میں تیزی سے اضافے کے باعث زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی واقع ہو گئی۔

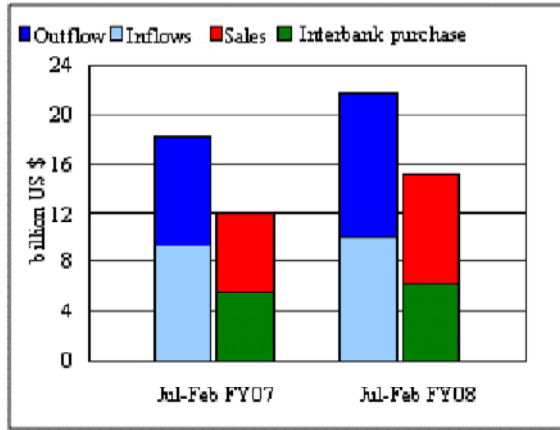
اگرچہ ملک کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں نومبر کے بعد سے مسلسل کمی ہو رہی ہے اور یہ 14.1 ارب ڈالر ہو گئے ہیں تاہم یہ اب بھی مالی سال 2007ء میں غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کی اوسط سطح سے زیادہ ہیں (دیکھئے شکل 6.13)۔

جولائی تا فروری م س 2008ء کے دوران مجموعی ذخائر میں کمی کی وجہ اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کے ذخائر کا گھٹنا ہے۔ گزشتہ تین ماہ کے دوران ذخائر میں کمی کی وجوہات میں تجارتی خسارے کے بڑھنے کی وجہ سے جاری حسابات کے خسارے میں ہونے والا اضافہ، 3 نومبر 2007ء کے بعد رونما ہونے والے واقعات کے باعث ایسی سی آراے کھاتوں کے ذریعے جز دانی سرمائے کا اخراج اور درآمد کنندگان و برآمد کنندگان کو دیئے گئے غیر ملکی کرنسی کے قرضوں میں اضافہ شامل ہیں۔

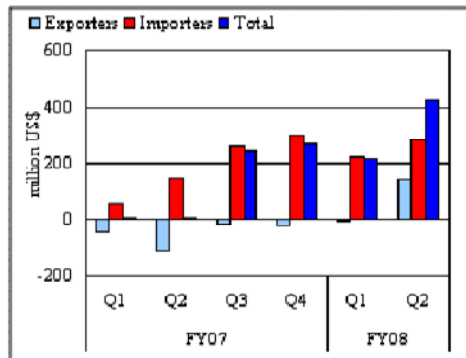
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر¹⁵ مجموعی ذخائر کے متوازی رہے اور جولائی تا اکتوبر م س 2008ء کے دوران ان میں 0.9 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا ہے جبکہ نومبر تا فروری میں 2.3 ارب ڈالر کی کمی ہوئی ہے۔ اگرچہ پروگرام قرضوں اور بین البینک خریداریوں کے باعث آمد سرمایہ کی پوزیشن

¹⁵ ماسوائے مطلوبہ نقد محفوظ کے۔

شکل 6.14: اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں تبدیلی کے اسباب



شکل 6.15: زرمبادلہ میں مجموعی قرض کاری



مستحکم رہی تاہم اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں اس مدت کے دوران 16.3 فیصد کی تخفیف کا اہم سبب تیل کی ادائیگیوں¹⁶ کی وجہ سے بھاری مقدار میں سرمائے کا اخراج اور عدم استحکام دور کرنے کے لیے منڈی میں مرکزی بینک کی براہ راست مداخلت ہے (دیکھئے شکل 6.14)۔ منڈی میں مداخلت کے علاوہ اسٹیٹ بینک نے غیر ملکی کرنسی کی امانتوں پر خصوصی مطلوبہ نقد محفوظ کو 15 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا۔ اس اقدام کا مقصد غیر ملکی زرمبادلہ کی منڈی کو سیالیت کی فراہمی میں آسانی پیدا کرنا تھا۔¹⁷

جولائی تا فروری م س 2008ء کے دوران کمرشل بینکوں کے ذخائر بھی 144.2 ملین ڈالر کی کمی کے بعد 2.2 ارب ڈالر ہو گئے یہ اختتام جون 2007ء تک 2.3 ارب ڈالر تک تھے۔ جولائی تا اکتوبر م س 2008ء کے دوران کمرشل بینکوں سے 100 ملین ڈالر کے زرمبادلہ کا اخراج ہوا۔ اس کی بنیادی وجہ اگست میں اگست میں جزدانی سرمائے کا اخراج ہے۔¹⁸ مذکورہ مدت کے دوران درآمد کنندگان کی جانب سے غیر ملکی زرمبادلہ کے قرضوں کے استعمال میں اضافے کی وجہ سے بھی کمرشل بینکوں کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر پر دباؤ میں اضافہ ہوا ہے۔ نومبر تا فروری 2008ء کے دوران کمرشل بینکوں کے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی ہوئی۔ تاہم یہ نومبر سے پہلے کی بہ نسبت سست روی کا شکار رہے اور جزدانی

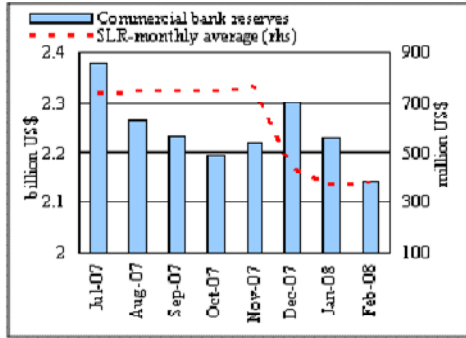
سرمائے کے اخراج، جاری حسابات کے خسارے کے مسلسل بڑھنے اور درآمد کنندگان دونوں کی جانب سے غیر ملکی کرنسی کے قرضہ جات کی بلند سطح کے باوجود ان میں صرف 44.2 ملین ڈالر کی کمی ہوئی ہے (دیکھئے شکل 6.15)۔ جدولی بینکوں کے ذخائر میں ہونے والی کمی کو غیر ملکی

¹⁶ اسٹیٹ بینک کی طرف سے فرنس آئل کی درآمدی مدد واپس لیے جانے کے باوجود آئل کی امدادی رقم تقریباً پہلے ہی چھپی رہی اگرچہ معمولی سی کمی آئی جس کا بنیادی سبب تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ تھا جس سے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد میں جولائی تا دسمبر 2007ء کے دوران 0.4 فیصد کمی آئی۔

¹⁷ 2007ء کے بی ایس ڈی سرکولر نمبر 09 کے مطابق یہ منڈی کو سیالیت فراہم کرنے کے لیے ایک عارضی انتظام ہے۔

¹⁸ اگست کے دوران کمرشل بینک کے ذخائر میں 112 ملین ڈالر کی کمی آگئی۔

شکل 6.16: لازمی شرح سیالیت میں کمی اور بینک کے ذخائر



زرمبادلہ کی منڈی میں اسٹیٹ بینک کی مداخلت اور ایس سی آر میں نرمی کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے (دیکھئے شکل 6.16)۔

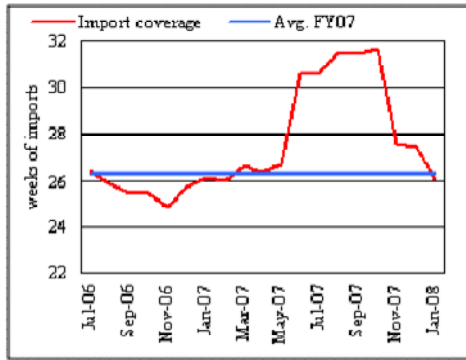
6.4.1 زرمبادلہ کی موزونیت

کسی بھی ملک کے بیرونی شعبے کی پائیداری کے لیے غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کی موزوں سطح ضروری ہے تاہم یہ پائیداری کے لیے واحد شرط نہیں ہے۔ غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کی موزوں سطح کو بیرونی ادائیگیوں کے لیے معیشت کی صلاحیت کا اظہار یہ سمجھا جاتا ہے۔ زرمبادلہ

کے ذخائر کی موزونیت کو جانچنے کے لیے زیادہ تر (1) درآمدی ہفتے کی ادائیگیوں کے تناسب (2) ذخائر اور قلیل مدتی قرضہ جاتی واجبات کے پیمانوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں ہونے والی تخفیف کے ساتھ ساتھ درآمدات بھی بڑھ گئیں، جس کے نتیجے میں پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کی موزونیت فروری 2008ء¹⁹ میں 24.8 ہفتے رہ گئی جبکہ اکتوبر 2007ء میں یہ 31.7 ہفتے کی بلند ترین سطح پر تھی۔ تیزی سے کمی کے باعث یہ تناسب مئی 2007ء کی اوسط سطح سے بھی نیچے آ گیا ہے (دیکھئے شکل 6.17)۔

اگر غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر اور قلیل مدتی قرضہ جاتی واجبات کے تناسب کے پیمانے کو استعمال کیا جائے تو جولائی تا دسمبر مئی 2008ء کے دوران اس تناسب میں اضافہ ہوا ہے (دیکھئے شکل 6.18)۔

شکل 6.17: زرمبادلہ کی موزونیت



اس اضافے کی اہم وجوہات میں گزشتہ دو سہ ماہیوں میں قلیل مدتی قرضوں کی ادائیگیوں میں اضافہ اور غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں ہونے والی کمی شامل ہیں۔²⁰

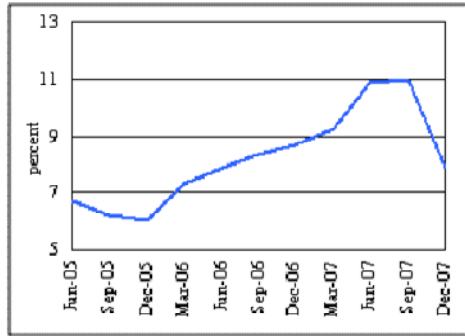
6.5 شرح مبادلہ

جولائی تا فروری مئی 2008ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 3.5 فیصد کمی ہوئی ہے۔ روپے اور ڈالر کی شرح مبادلہ میں تغیر پذیری اور زرمبادلہ کے ذخائر دونوں یکساں رجحان کے حامل ہیں۔ رواں مالی سال کے ابتدائی چار مہینوں کے

¹⁹ تناسب کا تخمینہ 12 ماہی حرکت پذیر درآمدات کو دیکھتے ہوئے لگایا جاتا ہے۔

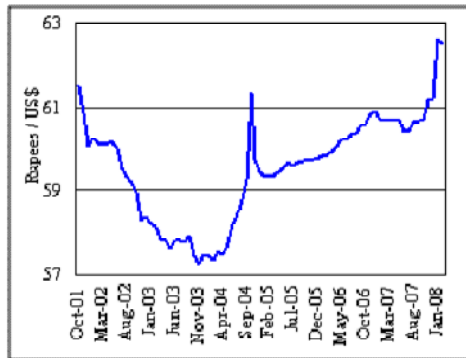
²⁰ بیرونی قرضے کے بارے میں اعداد و شمار صرف سہ ماہی بنیاد پر دستیاب ہیں۔ تازہ ترین اعداد و شمار دسمبر 2007ء کے ہیں۔

شکل 6.18: ذخائر اور قلیل مدتی قرضہ جات و واجبات کا تناسب



دوران پاکستانی روپیہ ڈالر کے مقابلے میں مستحکم رہا۔ اس کے برعکس نومبر تا فروری م س 2008ء میں روپے کی قدر میں 3 فیصد کمی ہوئی (دیکھئے شکل 6.19)۔ بالخصوص دسمبر 2007ء کے وسط اور اس کے بعد شرح مبادلہ میں خاصی تغیر پذیری دیکھی گئی۔ اس کی وجہ اکتوبر 2007ء کے بعد غیر ملکی زرمبادلہ کی منڈی پر آنے والا دباؤ ہے۔²¹ اس صورتحال کے باعث اسٹیٹ بینک کو منڈی میں جارحانہ مداخلت کرنا پڑی تاکہ شرح مبادلہ کے عدم استحکام کو ایک خاص حد تک رکھا جاسکے تاہم اس کا مقصد امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی تخفیف کو روکنا نہیں تھا۔

شکل 6.19: شرح مبادلہ کا رجحان



روپے کی قدر میں کمی کا بڑا سبب ملک کی ابتر اقتصادی اور سیاسی صورتحال ہے تاہم غیر ملکی زرمبادلہ کی منڈی میں سٹ بازوں نے بھی اس میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ حقیقت مالی سال 2008ء کی دوسری سہ ماہی میں غیر ملکی کرنسی کی امانتوں اور واجب الادا برآمدی بلز میں اضافے سے بھی عیاں ہے۔ انتخابات کے پرامن انعقاد کے بعد پاکستانی روپے کی قدر کے استحکام سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ سٹے باز فوری نفع کے حصول کے لیے کرنسی کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کر رہے تھے۔ اسٹیٹ بینک کو انتخابات کے فوراً بعد 19 فروری کو روپے کی قدر میں

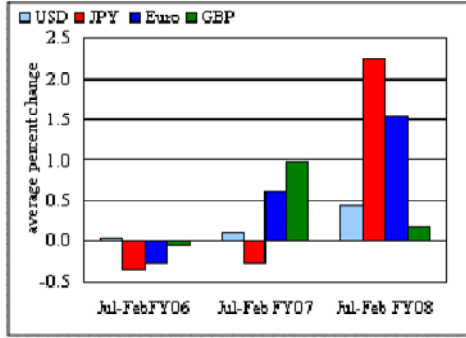
اضافے کو قابو میں رکھنے کے لیے منڈی میں مداخلت کرنا پڑی۔ زرمبادلہ کے ذخائر کی مستحکم سطح اور اس کے منڈی میں استحکام کو برقرار رکھنے کے لیے اسٹیٹ بینک کے فوری اقدامات کے نتیجے میں روپے کی قدر میں ہونے والی مسلسل کمی کو قابو کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

آئندہ مہینوں کے دوران ملک میں متوقع براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری²² کے علاوہ رواں مالی سال کے دوران یورو بانڈ اور عالمی امانتی

²¹ روپے اور ڈالر کی شرح مبادلہ کا ماہانہ معیاری آخری اعداد دسمبر 2007ء اور جنوری 2008ء کے دوران بالترتیب 21.7 فیصد اور 22 فیصد تھا۔

²² متوقع بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں عمان ٹیل کی جانب سے ورلڈ کال ٹیلی کام کی 19 کروڑ 30 لاکھ ڈالر کی خریداری سے ہونے والی سرمایہ کاری بھی شامل ہے۔

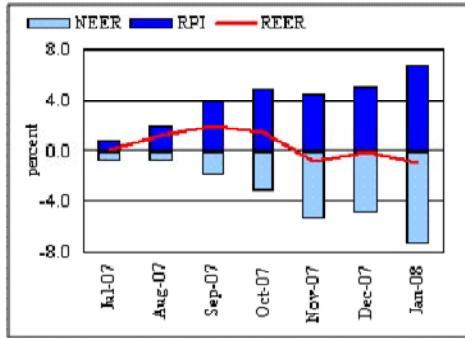
شکل 6.20: اہم کرنسیوں کے مقابلے میں روپے کی قدر میں تبدیلی



وصولیوں²³ کے اجرا سے ہونے والی آمدنی سے بھی شرح مبادلہ کو مستحکم رکھنے میں مدد ملے گی۔ یہ تمام عوامل شرح مبادلہ کو مستحکم کرنے میں مدد دیں گے۔ جس سے برآمد کنندگان اور دیگر کو زرعات رکھنے اور درآمد کنندگان کی زیادہ خریداری کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

دیگر عالمی کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں تخفیف بھی روپے کی قدر میں مزید کمی کا باعث بنی ہے۔ جولائی تا فروری م س 2008ء کے دوران جاپانی ین کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اوسطاً 2.3 فیصد ماہانہ، یورو 1.53 فیصد اور پاؤنڈ اسٹرلنگ کے مقابلے میں 0.18 فیصد کی تخفیف ہوئی ہے (دیکھئے شکل 6.20)۔

شکل 6.21: موثر شرح مبادلہ میں مجموعی تبدیلیاں



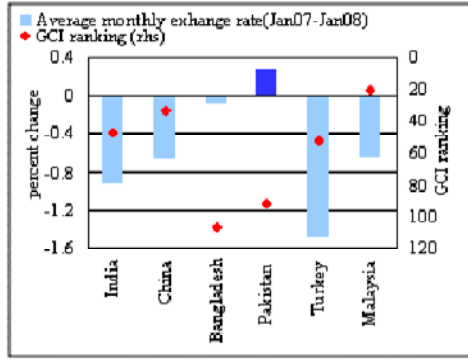
شرح مبادلہ میں حالیہ اضافے کے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں معیشت کے واجبات کی قدر میں اضافہ ہو گیا ہے۔ تاہم تجارت کے لحاظ سے عالمی منڈیوں میں ڈالر کی قدر میں کمی کے باعث ملک کی مسابقت میں بہتری سے اس شعبے میں مثبت نتائج برآمد ہونے کی توقع ہے۔ اگر پاکستان کے اہم مسابقت کاروں کی کرنسیوں میں اضافہ قدر کو مد نظر رکھا جائے تو یہ صورتحال ناگزیر نظر آتی ہے (دیکھئے باکس 6.5)۔

جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران کرنسیوں کی ایک باسکٹ کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی حقیقی موثر شرح مبادلہ میں 1.04 فیصد کمی ہوئی ہے، جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ اہم تجارتی پارٹنرز کے مقابلے میں ملکی معیشت کی مسابقت میں بہتری آئی ہے۔ نامیہ معنوں میں کرنسیوں کی باسکٹ کے مقابلے میں حقیقی موثر شرح مبادلہ میں تخفیف سے پاکستانی روپے کی قدر میں مسلسل کمی کی عکاسی ہوتی ہے اور یہ جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران نامیہ موثر شرح مبادلہ میں 7.3 فیصد کی تخفیف سے بھی عیاں ہے۔²⁴ نتیجتاً، اضافی اشاریہ قیمت میں 6.7 فیصد اضافے کے باوجود حقیقی موثر شرح مبادلہ میں تخفیف ہوئی ہے (دیکھئے شکل 6.21)۔

²³ رواں مالی سال کے دوران بینشل بینک، حبیب بینک اور کینٹیکو کی 1.3 ارب ڈالر کی عالمی مالیاتی وصولیوں کا اجرا متوقع ہے۔

²⁴ نامیہ موثر شرح مبادلہ کے ساتھ ساتھ حقیقی موثر شرح مبادلہ میں کمی نومبر 2007ء میں زیادہ نمایاں رہی۔

شکل 6.5.1: شرح مبادلہ اور مسابقت



باس 6.5: شرح مبادلہ میں حالیہ عدم استحکام اور پاکستان کی مسابقت

معیشت کی عالمی مسابقت اس کی برآمدات کو متاثر کرنے والا ایک اہم عامل سمجھی جاتی ہے۔ کسی بھی ملک کی مسابقت کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ تجارت کرنے والے ملکوں بالخصوص براہ راست مسابقت کاروں کے مقابلے میں اس کی پوزیشن کیسی ہے۔ شرح مبادلہ میں تغیر پذیر مہلی مسابقت کا بے حد اہم جز ہوتی ہے کیونکہ دیگر ملکوں کے مقابلے میں مہلی برآمدات کی قیمتوں اور مسابقت پر اس کے بلا واسطہ اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عالمی مسابقتی اشاریہ برائے 2007-2008ء میں شامل 131 ملکوں میں پاکستان 92 نمبر پر ہے جبکہ گزشتہ سال پاکستان 93 نمبر پر تھا۔ 25 بجگہ دیش کے علاوہ دیگر اہم مسابقت کاروں کے مقابلے میں پاکستان کا درجہ پست ہے۔ اس تناظر میں روپے کی قدر اور دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں ہونے والی کمی مہلی مسابقت میں بہتری کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمی مسابقتی اشاریے میں ملک کی حقیقی موثر شرح مبادلہ کے اثرات کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ ٹیکسٹائل اور دیگر شعبوں کی برآمدات کے چین، بھارت اور بنگلہ دیش جیسے تجارتی حریفوں کے مقابلے میں

شرح مبادلہ کی مسابقت میں اضافے کے ملکی توازن تجارت پر مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ شکل 6.5.1 میں دکھایا گیا ہے کہ سال کے دوران ان تمام ملکوں کی کرنسیوں کی قدر میں ڈالر کے مقابلے میں اضافہ ہوا ہے۔ حریف ممالک سے تقابلی پوزیشن کے لحاظ سے یہ امر خوش آئند ہے تاہم اس کے نتیجے میں مہلی برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ممکن نہیں ہے۔ برآمدات کو بڑھانے میں متعدد عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان کے حوالے سے اہم عوامل میں وسائل مختص کرنے کے ساتھ پیداوار کی لاگت کو پست کرتے ہوئے کارکردگی میں بہتری لانا، فنی مہارت میں اضافہ، گندگونس اور ڈھانچے جاتی رکاوٹوں کو دور کرنا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ گرانے کا خاتمہ بھی ضروری ہے کیونکہ یہ قیمتوں کو متاثر کر سکتا ہے اور اس کے ملکی تجارتی مسابقت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ جولائی تا جنوری مہ 2008ء کے دوران پاکستان کے اضافی اشاریہ قیمت میں 6.7 فیصد اضافے سے بھی عیاں ہے۔

ماخذ: بلوم برگ اور عالمی اقتصادی فورم کی ویب سائٹ

6.6 بیرونی تجارت 26, 27

بین الاقوامی سطح پر ایشیا کی مہنگائی اور ملک میں کچھ اہم اشیاء کے حوالے سے رسدی رکاوٹوں کی وجہ سے جولائی تا فروری کے عرصے میں درآمدات کی نمو میں 21.9 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا جبکہ اسی عرصے میں برآمدات کی نمو 7.9 فیصد بڑھ گئی۔ نتیجتاً تجارتی خسارے میں 3.5 ارب ڈالر سال بسال کا اضافہ ہوا (دیکھئے شکل 6.22)۔ اس اضافے کے باعث تجارتی خسارے اور جی ڈی پی کا تناسب جو جولائی تا فروری مہ 07ء میں 6.2 فیصد تھا بڑھ کر 7.9 فیصد ہو گیا۔

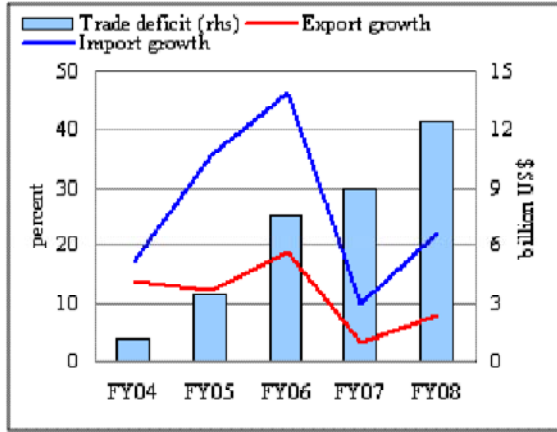
مہ 05ء اور مہ 06ء کے مقابلے میں مہ 08ء کے جولائی تا جنوری میں درآمدات کی نمو میں تیزی سے اضافہ طلب میں کسی ساختی تبدیلی کا نتیجہ نہ تھی کیونکہ درآمدی بل کا لگ بھگ نصف اضافہ بین الاقوامی سطح پر تیل، کھادوں اور پام آئل وغیرہ کی مہنگائی کی وجہ سے ہوا (دیکھئے

25 عالمی مسابقتی اشاریہ ہر سال عالمی اقتصادی فورم کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے۔

26 یہ تجزیہ وفاقی ٹیکسٹائل کے فراہم کردہ عبوری اعداد و شمار کی بنیاد پر کیا گیا ہے جن پر نظر ثانی ممکن ہے۔ ان اعداد و شمار میں توازن ادائیگی کے سیکشن میں دیے گئے زرمبادلہ ریکارڈ کے اعداد و شمار سے یکسانیت ضروری نہیں۔

27 تجارتی خسارے کا عمومی تجزیہ جولائی تا فروری مہ 08ء کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ تاہم درآمدات و برآمدات کے تفصیلی رجحانات پر بحث جولائی تا جنوری مہ 08ء کے عرصے کے حوالے سے ہے کیونکہ فروری 2008ء کے تفصیلی ماہانہ اعداد و شمار دستیاب نہیں۔

شکل 6.22: تجارتی کارکردگی (جولائی تا فروری)



جدول 6.8)۔²⁸ علاوہ ازیں رسد میں قلت کی وجہ سے گندم اور کپاس کی درآمد ضروری ہو گئی تھی۔ طیاروں، بحری جہازوں اور کشتیوں کے زمرے میں بڑی درآمد سے بھی درآمدی بل بڑھا۔ یہ تمام عوامل نہ ہوتے تو درآمدات کی نمو اور اس کے نتیجے میں تجارتی خسارہ خاصا کم ہوتا۔²⁹ اگر ان عوامل کا لحاظ رکھ کر حساب لگایا جائے تو درآمدات کی نمو میں خاصی کمی سامنے آتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ درآمدات کی حقیقی طلب کی نمونہ گئی ہے جو جزوی طور پر اسٹیٹ بینک کی سخت زری پالیسی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

دوسری طرف برآمدات کی ہیئت ترکیبی ساختی تبدیلی ظاہر کرتی ہے۔ جولائی تا جنوری کے عرصے میں درآمدات کی نمو غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافے کی بنا پر ہوئی، خاص طور پر دیگر اشیاء سازی اور پٹرولیم گروپوں کی وجہ سے، جبکہ ٹیکسٹائل کی نمو میں اس عرصے کے دوران 3.4 فیصد کی سال بسال کمی ہوئی۔ ٹیکسٹائل کی برآمدات میں کمی وسیع البیاد تھی اور صرف سنٹھیٹک ٹیکسٹائلز، تیار ملبوسات اور ٹیکسٹائل میڈاپس (made-ups) کی برآمدات میں نمود کیے میں آئی۔

جدول 6.8: تجارتی خسارے کا تجزیہ (جولائی تا جنوری)
مطلق تبدیلی ارب امریکی ڈالر میں، حصے فیصد میں

میں 08ء	میں 07ء	میں 06ء	میں 05ء	
10.3	7.6	6.5	2.9	تجارتی خسارہ (ارب ڈالر)
0.6	0.3	1.6	0.7	برآمدات میں مطلق تبدیلی
				برآمدات میں حصہ مطلق تبدیلی
-37.6	120.5	76.3	8.7	ٹیکسٹائل برآمدات
137.6	-20.5	23.7	91.3	غیر ٹیکسٹائل برآمدات
3.3	1.4	5.3	2.6	درآمدات میں مطلق تبدیلی
				درآمدات میں حصہ مطلق تبدیلی
				جس میں
				نرخ کا اثر
21.7	11.7	25.4	14.0	تیل کے نرخ کا اثر
27.6	17.0	4.8	13.3	دیگر اشیاء کے نرخوں کا اثر
18.5	0.4	1.2	2.1	گندم اور روئی کی درآمد

ٹیکسٹائل کی برآمدات میں کمی کا سبب طلبی اور رسد کی عوامل دونوں ہو سکتے ہیں۔ رسد کے حوالے سے کپاس کے ملکی نرخوں اور ٹیرف کی شرحوں میں اضافے کی بنا پر بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت کے علاوہ بجلی کی قلت اور سیاسی بد امنی کی وجہ سے ٹیکسٹائل کی برآمدات متاثر ہوئیں۔ طلبی حوالے سے بظاہر امریکی معیشت میں سست رفتاری سے ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات کو نقصان پہنچا۔³⁰ اس منظر نامے میں غیر ٹیکسٹائل برآمدات کی نمو اور بھی حوصلہ افزا ہے۔

²⁸ 50.2 فیصد درآمدات کی قیمت اور مقدار کے اعداد و شمار دستیاب تھے جن کا اثر بلحاظ قیمت جولائی تا جنوری میں 08ء کے دوران درآمدی بل میں مجموعی اضافے کا تقریباً 49 فیصد تھا۔

²⁹ ان عوامل موجود نہ ہوتے تو جولائی تا جنوری میں 2008ء کے دوران درآمدی نمو 4.6 فیصد ہوتی جس کا مطلب ہے کہ اس عرصے کا تجارتی خسارہ صرف 17.9 ارب ڈالر ہوتا۔

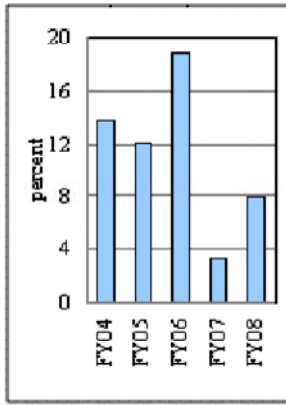
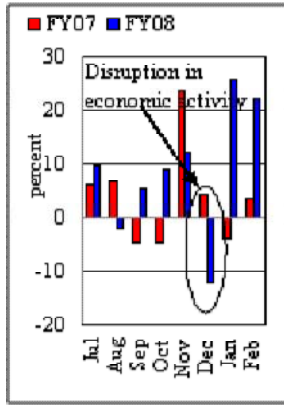
³⁰ مالی سال 2007ء کے دوران پاکستان کی مجموعی ٹیکسٹائل اور ملبوساتی برآمدات کا تقریباً ایک تہائی امریکی منڈی کو بھیجا گیا۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

آئندہ سیاسی فضا بہتر اور آرڈر کی بروقت تعمیل کے حوالے سے درآمد کنندگان کا اعتماد بحال ہو جانے پر ٹیکسٹائل کی برآمدات میں بہتری کا امکان ہے۔ تاہم بجلی کی شدید قلت اور بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت کی بنا پر یہ بہتری بہت زیادہ ہونے کی توقع نہیں۔ بہر حال غیر ٹیکسٹائل برآمدات میں اضافے کی وجہ سے برآمدات کی مجموعی نمو میں تیزی آنے کا امکان ہے۔

دوسری جانب درآمدات میں بدستور اضافہ متوقع ہے کیونکہ قلیل مدت میں بین الاقوامی سطح پر گرانی میں کمی آنے کا امکان نہیں۔ درآمدی بل میں زرخوں کے علاوہ بڑھتی ہوئی طلب کی بنا پر بھی اضافہ ہونے کی توقع ہے۔ خاص طور پر گندم، زرعی اور کیمیائی اشیاء کے گروپ، روئی اور دھاتی گروپ اور اس کے ساتھ بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی شکل 6.23 الف: برآمدات کی نمو (جولائی تا فروری) درآمد میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ مئی 2008ء کے باقی

ماندہ عرصے میں تجارتی خسارہ بڑھے گا۔



برآمدات

مالی سال 2008ء کے جولائی تا جنوری کے عرصے میں پاکستان کی برآمدات 102 ارب ڈالر تھیں۔ گزشتہ سال سے تھوڑی سی بہتر ہونے کے باوجود برآمدات کی نمو میں 5.9 فیصد کا سال بسال اضافہ 11.1 فیصد کے ہدف سے خاصا کم ہے جو مذکورہ عرصے کے لیے مقرر کیا گیا تھا (دیکھئے شکل 6.23 الف)۔ ماہانہ اعداد و شمار کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ دسمبر میں معاشی سرگرمیوں میں بڑے پیمانے پر رکاوٹ کی بنا پر برآمدات کی نمو میں نمایاں کمی آئی۔³¹ اگر یہ کمی نہ ہوتی تو اس جولائی تا جنوری کی نمو خاصی بہتر ہوتی (دیکھئے شکل 6.23 ب)۔

جدول 6.9: برآمدات میں زمرہ وار نمو (جولائی تا جنوری) فیصد

مؤ	م 07ء	م 08ء	مؤ	م 07ء	م 08ء
غذائی گروپ	11.3	-3.1	11.1	4.8	
ٹیکسٹائل	65.1	6.4	59.4	-3.4	
پٹرولیم گروپ	4.7	3.3	6.0	34.0	
دیگر اشیا سازی	15.1	-8.1	18.2	27.7	
دیگر	3.8	30.4	5.3	49.4	
مجموعی برآمدات	3.6	5.9			

جولائی تا جنوری میں برآمدات کی تھوڑی بہت نمو کا سبب غیر ٹیکسٹائل برآمدات تھیں جبکہ ٹیکسٹائل برآمدات کی نمو اس عرصے کے دوران کم ہو گئیں (دیکھئے جدول 6.9 اور 6.10)۔ غیر ٹیکسٹائل گروپ میں نمو کا بڑا محرک دیگر اشیا سازی کے شعبے کی نمو تھی جس میں سینٹ، کیمیکلز، دوا سازی، زیورات اور چمڑا شامل ہیں۔ علاوہ ازیں تمام دیگر اشیا کی

³¹ دسمبر مئی 2008ء کے دوران اقتصادی سرگرمیاں اولاً عمداً لاخفی کی تعطیلات اور بعد ازاں سیاسی افراتفری کے باعث بڑی حد تک ماند پڑیں۔

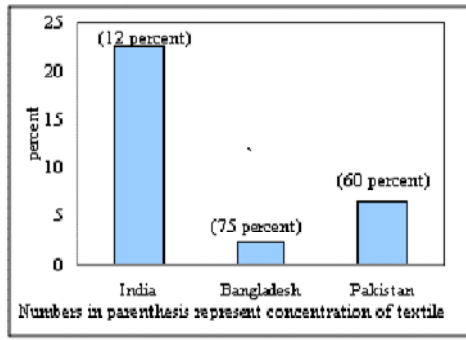
جدول 6.10: اہم برآمدات (جولائی تا جنوری) ملین امریکی ڈالر								
میں 07ء			میں 08ء (ع)			فیصد سال بہ سال فرق		
قیمت	اکائی	قیمت	اکائی	قیمت	مطلق فرق قدر	مقدار	قیمت	اکائی قیمت
1,079.9		1,131.6		51.7		4.8		
الف۔ غذائی گروپ								
جس میں:								
میٹرک ٹن	344.7	628.7	481.8	6.3	-27.7	1.0	39.8	چاول
میٹرک ٹن	1611.6	105.8	1666.7	-1.3	-4.5	-1.2	3.4	پھل اور پھل کی مصنوعات
میٹرک ٹن	324.0	83.9	423.4	12.4	-10.2	17.4	30.7	پھل
میٹرک ٹن	383.5	29.1	409.2	9.3	37.6	46.8	6.7	سبزیاں بشمول جڑیں
میٹرک ٹن	719.6	23.0	822.5	14.2	129.1	161.9	14.3	روغنی بیج وغیرہ
میٹرک ٹن	2666.5	29.0	2891.3	6.2	17.3	27.2	8.4	گوشت اور گوشت کی مصنوعات
6,242.6		6,028.2		-214.4		-3.4		ب۔ ٹیکسٹائل گروپ
جس میں:								
میٹرک ٹن	2135.0	764.1	2195.7	-48.9	-8.6	-6.0	2.8	دھاگہ
مربع میٹر	875.1	1053.5	1001.8	-94.8	-19.9	-8.3	14.5	سوتلی ملبوسات
درجن	20.9	1047.9	21.8	-132.1	-15.1	-11.2	4.6	ہوزری (نئے ہوئے کپڑے)
میٹرک ٹن	5361.0	1086.3	5518.1	-72.0	-8.9	-6.2	2.9	بستر کی چادریں وغیرہ
میٹرک ٹن	3907.4	328.4	3918.3	-23.6	-7.0	-6.7	0.3	تولے
درجن	32.6	868.1	37.8	58.3	-7.5	7.2	15.8	تیار ملبوسات
مربع میٹر	0.7	302.0	0.9	60.8	5.6	25.2	18.5	آرٹ سلک اور سنٹھیک ٹیکسٹائل
452.7		606.6		153.9		34.0		ج۔ پٹرولیم گروپ
1,447.2		1,847.7		400.5		27.7		د۔ دیگر اشیاء سازی
جس میں:								
میٹرک ٹن	154.4	162.5		8.1		5.2		کیلوں کا سامان کھلونوں کے سوا
مربع میٹر	167.8	230.7	17.5	62.9	31.1	37.5	4.9	چھڑا پٹائل لیڈر کے سوا
	325.6	371.2		45.6		14.0		چھڑے کی مصنوعات
جوڑے	64.9	63.4	18.2	-1.5	-59.7	-2.4	142.0	جوتے چمپلیں
	218.6	318.3		99.7		45.6		کمیکلز اور ادویات
	121.2	109.5		-11.7		-9.7		انجینئرنگ کی اشیاء
	13.6	99.1		85.5		628.2		زیورات
میٹرک ٹن	73.5	174.0	56.3	100.4	127.8	136.6	3.8	سینٹ اور سینٹ کی مصنوعات
360.6		538.7		178.1		49.4		ہ۔ تمام دیگر اشیاء
9,583.0		10,152.8		569.8		5.9		مجموعی برآمدات

پاکستانی معیشت کی کیفیت

برآمد میں بھی مذکورہ عرصے کے دوران بڑا اضافہ ہوا۔

جہاں تک ٹیکسٹائل کی درآمدات کا تعلق ہے، اس گروپ میں وسیع البنیاد کی دیکھنے میں آئی۔ ٹیکسٹائل کے شعبے کی ناقص کارکردگی کی وجہ ملک کے اندر بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت تھی جو پاکستان کی مسابقت کی صلاحیت کو متاثر کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ امریکی معیشت کی سست رفتاری (دیکھئے جدول 6.5) اور پاکستان میں سیاسی بے چینی نے بھی اس شعبے کی کارکردگی پر برا اثر ڈالا۔

چونکہ پاکستان کی مجموعی برآمدات میں ٹیکسٹائل کی اشیاء کا ارتکاز بہت زیادہ (جولائی تا جنوری 08ء میں 60 فیصد کے لگ بھگ) ہے اس لیے ٹیکسٹائل کی برآمدات کی نمو میں کمی سے اس عرصے کے دوران مجموعی نمو کو دھندلا دیا۔ خطے کے دیگر ملکوں میں بھی یہ اثر نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر بنگلہ دیش جہاں ٹیکسٹائل کا ارتکاز پاکستان سے بھی زیادہ تھا اس کی مجموعی برآمدات کی نمو میں زیر غور عرصے کے دوران اور بھی زیادہ کمی دیکھنے میں آئی۔ دوسری جانب بھارت جس کی مجموعی برآمدات میں ٹیکسٹائل کا نسبتاً ارتکاز کم ہے، اس کی برآمدات کی نمو جولائی تا نومبر کے عرصے میں خاصی بڑھ گئی³² (دیکھئے شکل 6.24)۔



ملک کی برآمدات بہتر بنانے اور منڈی اور مصنوعات کا ارتکاز کم کرنے کے لیے پچھلے چند برسوں میں کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔ ان میں نئی برآمدی منڈیوں کی تلاش نیز نئی مصنوعات کی برآمد کی خاطر کرائے بھاڑے پر زراعت کی فراہمی شامل ہے۔³³ ان اقدامات سے

کسی حد تک برآمدات کی کارکردگی بہتر بنانے میں مدد ملی ہے۔ اسی سمت میں ایک اور قدم یہ اٹھایا گیا ہے کہ کئی ممالک جن میں چین، سارک کے ممالک، سری لنکا، ایران، ماریشس اور ملائیشیا شامل ہیں، کے ساتھ ترجیحی تجارت کے معاہدے کیے گئے ہیں (دیکھئے باکس 6.6)۔ یہ معاہدے

باکس 6.6: ترجیحی تجارت کے معاہدے اور تجارتی کارکردگی

معاہدے: برآمدی منڈیوں کو متنوع اور منڈیوں تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے پاکستان نے گزشتہ چند برسوں میں کئی ممالک کے ساتھ ترجیحی تجارت کے معاہدے کیے ہیں (دیکھئے جدول 6.6.1)۔ تجارتی حجم کے لحاظ سے چین اور سارک ملکوں کے ساتھ کیے گئے آزاد تجارت کے معاہدے اہم ترین ہیں۔ چین کے ساتھ پاکستان کا مجموعی تجارتی حجم مالی سال 2005ء میں جب کوئی ترجیحی تجارت کا معاہدہ شروع نہیں ہوا تھا، 2.2 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 2007ء میں 14.1 ارب ڈالر ہو گیا۔ اسی طرح سارک ملکوں میں بھارت کے ساتھ پاکستان کا تجارتی حجم مالی سال 2005ء میں 0.8 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 2007ء میں 1.6 ارب ڈالر ہو گیا (دیکھئے جدول 6.6.2)۔

³² اپریل تا نومبر 07ء میں بھارت کی ٹیکسٹائل برآمدات میں 1.3 فیصد کی واجبی نمو ہوئی جبکہ پچھلے سال کے اسی عرصے کے دوران 11.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔

³³ مالی سال 2000ء سے مالی سال 2008ء تک کے لیے تجارتی پالیسیاں۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر میں مختلف ممالک آپس میں اس طرح کے ترجیحی تجارت کے معاہدے کر رہے ہیں جو پوری دنیا میں تجارت کو آزاد بنانے کے ڈبلیو ٹی او کے منصوبے کا پیش خیمہ ہے۔ اس قسم کے معاہدوں کو نظری اعتبار سے یوں درست سمجھا جاسکتا ہے کہ ان معاہدوں کے نتیجے میں ممالک کے درمیان تجارت بڑھنے کا امکان ہوتا ہے۔

جدول 6.6.1: تجارتی معاہدوں کی حیثیت

نفاذ کی تاریخ	مکمل کی تاریخ
آزاد تجارت کے معاہدے	
چین	جولائی 2007ء
سری لنکا	جون 2005ء
ملائیشیا	جنوری 2008ء
سینٹا	جنوری 2006ء
ترجیحی تجارت کے معاہدے	
ایران	ستمبر 2006ء
ماریشس	نومبر 2007ء
ارلی ہارویسٹ پروگرام	
چین	جنوری 2006ء
ملائیشیا	جنوری 2006ء

نظری اساس: تجارت میں متوقع اضافے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اول تو نئی تجارت ہوتی ہے، یعنی ترجیحی معاہدے سے پہلے دونوں ممالک کے درمیان جن اشیا کی تجارت نہیں ہوتی تھی وہ بھی شروع ہو جاتی ہے، دوم کچھ تجارت کا بہاؤ تبدیل ہوتا ہے اور جن ممالک سے معاہدہ نہ ہوان کی طرف سے تجارت ان ملکوں کی جانب منتقل ہو جاتی ہے جن سے معاہدہ کیا گیا ہو۔ اگر نئی تجارت سے ہونے والے فوائد تجارت کی منتقلی سے ہونے والے (ممکنہ) نقصانات سے زیادہ ہوں تو مجموعی طور پر ایسے ترجیحی معاہدے مفید ہوتے ہیں۔³⁴ اس نظری پس منظر میں چین اور بھارت کے ساتھ کیے گئے تجارتی معاہدوں کے اثرات پڑیل میں بحث کی جائے گی کیونکہ تجارتی حجم کے لحاظ سے ان ممالک کی اہمیت زیادہ ہے۔

تجارتی کارکردگی: معاہدے کے بعد ان ملکوں کے ساتھ تجارت میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر پچھلے دو برسوں میں چین کو برآمدات بہت بڑھی ہیں۔ دوسری جانب چین اور بھارت دونوں سے درآمدات میں بھی خاصا اضافہ ہوا ہے جس سے ان ممالک کے ساتھ تجارتی خسارہ بہت بڑھ گیا ہے۔

جدول 6.6.2: تجارتی معاہدوں کے بعد تجارتی کارکردگی

ملین امریکی ڈالر بمقام فیصد

	میں 05ء			میں 07ء			میں 05ء		
	برآمدات	درآمدات	تجارتی توازن	برآمدات	درآمدات	تجارتی توازن	برآمدات	درآمدات	تجارتی توازن
چین	354.1	1846.0	-1491.9	575.9	3532.4	-2956.5	91.3	62.6	29.7
سری لنکا	155.8	44.9	110.9	200.6	63.4	137.2	41.2	28.7	12.5
ایران	147.1	242.8	-95.7	167.5	405.8	-238.2	67.1	13.9	53.2
سارک ممالک									
بھارت	288.1	548.1	-260.0	342.9	1235.9	-893.0	125.5	19.0	106.5
بنگلہ دیش	205.8	61.2	144.6	261.9	58.3	203.6	-4.7	27.3	-32.0
مالدیپ	2.6	3.4	-0.9	3.6	0.0	3.6	-99.0	42.4	-141.4
نیپال	2.7	3.8	-1.0	1.6	3.2	-1.5	-15.9	-40.6	-24.7
بھوٹان	0.1	0.5	-0.4	0.0	0.1	0.0	-88.2	-68.4	-19.8

ان ملکوں کو برآمدات میں اضافے کا تجزیہ (دیکھئے جدول 6.6.3) کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ برآمدات میں اضافہ زیادہ تر نئی تجارت کے مواقع پیدا ہونے سے ہوا ہے۔ مثال کے طور پر مئی 05ء اور مئی 06ء میں پاکستان کی کرومیم کی کچدھات کی برآمدات 2 کروڑ 80 لاکھ ڈالر تھیں۔ چین کے ساتھ ترجیحی تجارت کا معاہدہ ہونے کے بعد اس زمرے میں برآمدات 5 کروڑ 77 لاکھ ڈالر تک پہنچ گئی جس کا بڑا سبب چین کو کرومیم کی کچدھات کی برآمدات میں 3 کروڑ 27 لاکھ ڈالر کا اضافہ تھا۔ چین کو سٹیلک سوتی دھاگے کی برآمدات اس زمرے کی برآمدات میں بحیثیت مجموعی کی تجارت کی منتقلی کے شواہد ہیں تاہم دوسرے سب سے بڑے تجارتی شریک کے ساتھ اکائی قیمت کے موازنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ منتقلی چین سے حاصل کردہ نرخوں کے حوالے سے غیر مفید تھی۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 6.6.3: ترجیحی معاہدوں میں شریک ممالک کے ساتھ تجارت میں اضافے کا تجزیہ						
ملین امریکی ڈالر، اکائی قیمت 000 روپے فی اکائی						
اکائی قیمت م س 07ء		م س 07ء میں مطلق تبدیلی		اکائی		
مبادلہ مقام کیلئے سب سے بڑی مقدار	بلحاظ ملک	کل	مبادلہ مقام کیلئے سب سے بڑی مقدار	بلحاظ ملک	اکائی	برآمدات
چین						
16.4	12.9	32.2	-0.5	32.7	میٹرک ٹن	کروٹیم کچدھات
0.1	0.1	-0.8	1.6	12.6	کلوگرام	سنتھیلک سوتی دھاگہ
0.1	0.1	39.9	-1.2	12.4	کلوگرام	سوتی دھاگہ
بھارت						
34.4	32.3	118.3	321.1	61.5	میٹرک ٹن	پٹرولیم نفعیٹھا
12.9	13.1	97.0	21.0	15.7	کلوگرام	گندم
0.1	0.1	8.8	0.8	7.6	کلوگرام	غیر صاف شدہ سیسہ اور بھرت
درآمدات						
چین						
4.4	3.2	104.6	-128.0	148.2	تعداد	سیل فون
10.8	10.2	80.1	17.7	50.3	میٹرک ٹن	کوسٹے کاک
32.0	21.7	339.9	98.6	108.0	تعداد	دیگر ترسیلی آلات
بھارت						
0.06	0.07	105.5	-7.4	135.4	کلوگرام	پیرازاکلین
0.08	0.07	43.1	7.4	44.5	کلوگرام	پولی پروپیلین
0.0	0.0	27.2	0.1	27.6	کلوگرام	آئل ایک

اسی طرح چین کو سوتی دھاگے کی برآمدات کی برآمدات میں مجموعی اضافے سے کم تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی تجارت کے مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ چونکہ ان تینوں ایشیا کی برآمدات میں اضافہ چین کو م س 07ء کے دوران ہونے والی برآمدات میں سال بسال اضافے کے نصف سے بھی زیادہ ہے اس لیے ان نتائج کو اس منڈی کو کی گئی برآمدات کی مجموعی نمو پر منطبق کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح م س 07ء میں بھارت برآمد کی گئی تین سرفہرست ایشیا کے اعداد و شمار بھی نئی تجارت پیدا ہونے کے شواہد ظاہر کرتے ہیں۔ بھارت کو اس زمرے میں ہونے والی برآمدات میں اضافے کے ساتھ برآمدات میں عمومی اضافہ بھی ہوا۔

چین سے کی گئی درآمدات میں سیل فون کی درآمد تجارتی منتقلی کا واضح ترین ثبوت ہے۔ تاہم یہ منتقلی مفید ہے کیونکہ چین کی فراہم کردہ اکائی قیمتیں مبادلہ فراہم کنندہ کی اکائی قیمتوں سے کم ہیں۔ مزید یہ کہ چین دیگر دو بڑے زمروں کی درآمدات بھی دیگر ممالک کی نسبت سستی ہیں۔ بھارت سے ہونے والی درآمدات میں بھی تجارتی منتقلی کی علامات ہیں تاہم یہ منتقلی اکائی قیمت کے لحاظ سے غیر مفید نہیں۔

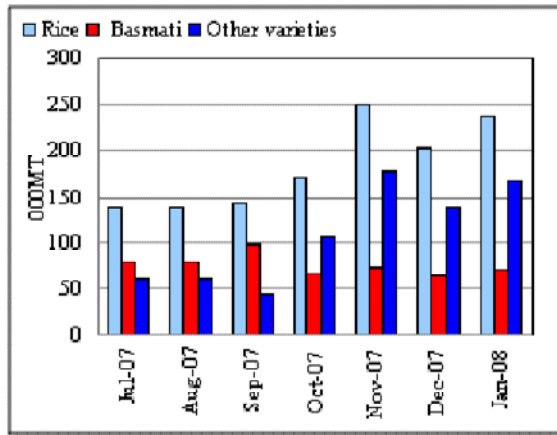
نتیجہ: اس تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجارتی معاہدوں کے نتیجے میں تجارت میں اضافہ درآمدات اور برآمدات دونوں حوالوں سے زیادہ تر مفید رہا ہے۔ مختلف ملکوں میں ترجیحی رسائی سے ملک کی برآمدی منڈیوں کا دائرہ وسیع کرنے میں مدد ملے گی۔ تاہم اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی اہلیت کا انحصار قابل برآمدات ایشیا کی دستیابی پر ہوگا۔ فی الوقت تجارتی کارکردگی نیکیٹائل کے شعبے میں بڑھتی ہوئی لاگت کی بنا پر مسابقت کے فقدان میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کونا کے نظام کے خاتمے سے پاکستان کے لیے اہم برآمدی منڈیوں میں چین، بھارت اور بنگلہ دیش سے مقابلہ کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

اس صورتحال میں دیگر منڈیوں میں ڈیوٹی فری رسائی سے نیکیٹائل کی برآمدات میں سست رفتاری کے موجودہ رجحان پر قابو پانے میں مدد مل سکتی ہے۔ ترجیحی رسائی کی دستیابی سے دیگر غیر نیکیٹائل مصنوعات کی برآمدات بڑھانے کی ترغیبات بھی مل سکتی ہیں۔ چنانچہ حکومت کو نیکیٹائل اور غیر نیکیٹائل دونوں کے لیے ڈیوٹی فری رسائی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ اس سے مجموعی برآمدات میں تنوع آگے۔ درآمدات بھی ان فراہم کنندگان کی جانب منتقل ہو سکتی ہیں جن کے ساتھ ترجیحی معاہدے ہیں۔ جیسا کہ تجزیے سے پتہ چلتا ہے، یہ منتقلی مفید ہونے کی توقع ہے۔

خاص طور پر چین دنیا میں ارزوں کی اشیا بنانے کے حوالے سے معروف ہے اس لیے دیگر فراہم کنندگان سے درآمدات کی چین کی جانب منتقلی سے تجارتی توازن بہتر ہونے کی امید ہے۔

بڑے ممالک کے ساتھ ترجیحی تجارت کے معاہدوں کو فلاحی پہلو سے مثبت سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان سے غیر مفید تجارتی منتقلی کے کم مواقع پیدا ہوتے ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ بڑے ملکوں میں نرخ عالمی قیمتوں سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ دوم، فطری تجارتی شریک ممالک، یعنی پڑوسی ممالک کے ساتھ ترجیحی تجارت کے معاہدے زیادہ فائدہ مند ہوتے ہیں کیونکہ یہ ممالک نقل و حمل کی کم لاگت اور اسی طرح کی دیگر معاشی ضروریات اور امکانات کے حوالے سے نئی تجارت پیدا کرنے کے زیادہ مواقع فراہم کرتے ہیں۔

ممالک کے مابین تجارت بڑھانے کے لیے کیے گئے ہیں۔ تاہم معاہدے کرتے وقت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ برآمدات میں اضافہ کا مقصد تبھی حاصل ہو سکتا ہے کہ پاکستان میں ان اشیا کو برآمد کرنے کی گنجائش موجود ہو جن کے لیے ان ممالک سے ترجیحی برتاؤ کا اختیار لیا گیا ہے۔



غذائی گروپ

جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران غذائی گروپ کی برآمدات میں 4.8 فیصد کا معمولی سال بسال اضافہ حوصلہ افزا ہے کیونکہ پچھلے سال کے اسی عرصے میں 3.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔ یہ بات اہم ہے کہ چاول کی دیگر اقسام اور 'مچھلی' کی برآمدات میں کمی کے باوجود اس گروپ کی برآمدات میں اضافہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دو اشیا کو چھوڑ کر اس گروپ کے تقریباً تمام زمروں میں خاصی نمو دیکھنے میں آئی۔ ان میں نمایاں ترین روغنی بیج، پھل، سبزیاں اور گوشت اور اس کی مصنوعات کی برآمدات ہیں۔ ان زمروں کی برآمد پیداوار میں اضافے، بلند بین الاقوامی نرخوں اور ان غیر روایتی شعبوں کی نمو کے لیے دی گئی حکومتی ترغیبات کی بنا پر ہوا۔

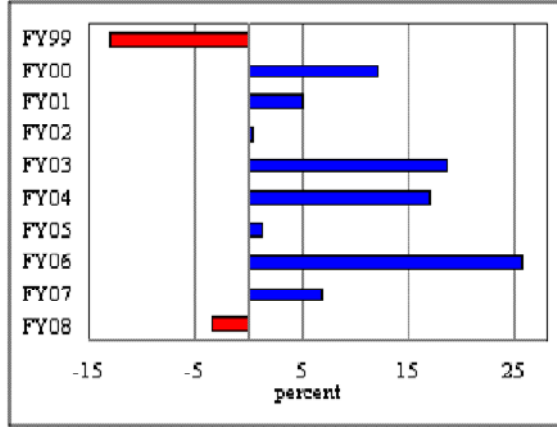
باسمتی اور چاول کی دیگر اقسام کی برآمد کم ہونے کے باعث چاول کی مجموعی برآمد میں معمولی سا اضافہ ہوا۔ تاہم م س 08ء کی فصل منڈی میں آنے کے بعد اکتوبر سے چاول کی دیگر اقسام کی برآمد بڑھنی شروع ہوئی ہے (دیکھئے شکل 6.25)۔ علاوہ ازیں م س 08ء میں چاول کی دیگر اقسام کی پیداوار پچھلے سال کے اسی عرصے کی نسبت زیادہ تھی۔³⁵ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال کے دوران قابل برآمد مقدار دستیاب رہے گی اور اس قسم کی برآمد میں آئندہ اضافے کا امکان موجود ہے۔

بہر حال ایران میں، جہاں م س 07ء کے دوران چاول کی کل برآمدات کا 18 فیصد بھیجا گیا، بعض مسائل کا سامنا ہے۔ اطلاعات ہیں کہ خطے میں سیاسی مسائل اور اس منڈی میں ڈالر کی قلت کے باعث بعض مقامی بینک ایرانی درآمد کنندگان سے لیٹر آف کریڈٹ وصول نہیں کر رہے۔ تاہم

³⁵ مالی سال 2008ء کے دوران چاول کی دیگر اقسام کی پیداوار میں سال بسال 10 فیصد اضافہ پایا گیا۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

اس مسئلے کا تصفیہ ہو جانے کا امکان ہے کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ ایرانی درآمد کنندگان نے یورو میں تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جس سے اس منڈی میں پاکستانی چاول کی برآمدات بحال ہو سکتی ہیں۔



ٹیکسٹائل گروپ

گزشتہ دس برسوں میں دوسری بار ٹیکسٹائل کی برآمدات میں جولائی سے جنوری کے عرصے میں کمی آئی (دیکھئے شکل 6.26)۔ یہ کمی دسمبر میں معاشی سرگرمیوں میں پیدا ہونے والی رکاوٹ کی باعث تھی۔ اس مہینے کو نکال کر جولائی تا جنوری 08ء میں ٹیکسٹائل کی برآمدات کی نمو 0.6 فیصد ہوئی۔

ٹیکسٹائل کی برآمدات میں کمی زیادہ تر وسیع البیاد تھی اور تیار ملبوسات، سنٹھیک ٹیکسٹائل اور دیگر ٹیکسٹائل میڈاپس کو چھوڑ کر تمام ٹیکسٹائل زمروں کی برآمدات میں مذکورہ عرصے کے دوران کمی ہوئی (دیکھئے جدول 6.11)۔ سب سے بڑی کمی بٹے ہوئے ملبوسات کے زمرے میں ہوئی جس کے

جدول 6.11: اہم ٹیکسٹائل برآمدات کی قیمت و مقدار کا اثر (جولائی تا جنوری)

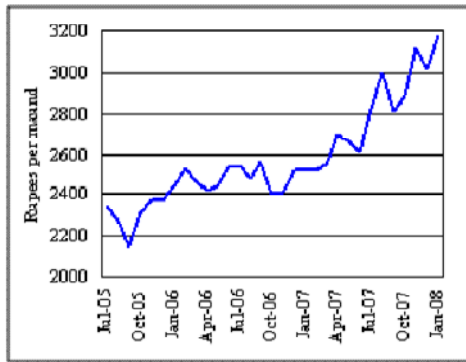
م 08ء			م 07ء			ٹیکسٹائل گروپ جس میں:
مقدار	بچہ	مطلق تبدیلی	مقدار	بچہ	مطلق تبدیلی	
		-214.4			374.9	روئی
1.6	-5.1	-3.5	0.4	-13.5	-13.1	سوئی دھاگہ
21.1	-70	-48.9	43.6	13.3	56.9	سوئی فیرکس
133.2	-228.1	-94.8	129	-198	-69	بٹے ہوئے کپڑے
46	-178.1	-132.1	-55.9	214.3	158.3	بستر کی چادریں وغیرہ
30.9	-102.9	-72	-16	-16.2	-32.3	تولے
0.9	-24.6	-23.6	15	6.6	21.6	تیار ملبوسات
118.7	-60.4	58.3	-51.3	94.7	43.4	آرٹ سلک اور سنٹھیک ٹیکسٹائل
47.2	13.6	60.8	20.7	109.1	129.8	دیگر ٹیکسٹائل میڈاپس (ماسو اتولے اور چادریں)
		49.6			5.0	

بعد سوئی ملبوسات کا نمبر تھا۔ سنٹھیک ٹیکسٹائل واحد زمرہ تھا جس میں مقدار اور اس کی قیمت دونوں کے لحاظ سے نمو ہوئی۔ جنوری تا جولائی میں دھنی

ہوئی روٹی کے سوا تمام زمروں کی اکائی قیمتیں بڑھیں تاہم مقدار میں بڑی کمی کی وجہ سے ان کی مجموعی درآمد گھٹ گئی۔

ٹیکسٹائل کے شعبے کی یہ ناقص کارکردگی ملک کی مسابقتی صلاحیت میں کمزوری کی عکاسی کرتی ہے جس کا اظہار تقریباً تمام ٹیکسٹائل برآمدات کی بڑھتی ہوئی اکائی قیمتوں سے بھی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کپاس کی ملکی قیمتوں میں اضافے،³⁶ (دیکھئے شکل 6.27) بجلی کے بلند نرخوں اور ملک میں بجلی کی قلت کی بنا پر بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت کی وجہ سے برآمد کنندگان کم نرخوں کی پیشکشیں کرنے سے قاصر رہے۔ اس کے نتیجے میں برآمدات کی مقدار بھی کم ہو گئی۔ اس کے علاوہ ملک کی سیاسی بے یقینی نے بھی برآمدی آرڈرز کو دوسرے فراہم کنندگان کی سمت منتقل کر دیا۔

شکل 6.27: کپاس کی ملکی قیمتیں



کپاس کی بھارت سے زمینی راستے سے برآمدات کی اجازت دینے کے حکومتی فیصلے سے کسی حد تک بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت پر قابو پانے میں مدد ملے گی³⁷ تاہم اس شعبے کو درپیش دیگر مسائل نوعیت کے اعتبار سے ساختی ہیں۔ خاص طور پر بجلی کے بلند نرخ اور بجلی کی قلت مجموعی صنعتی نمو کو متاثر کر رہی ہے اور اس شعبے میں طویل مدتی سست رفتاری سے بچنے کے لیے مؤثر حکمت عملی تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔ دوسری طرف ٹیکسٹائل کا شعبہ تحقیق و ترقی کے لیے دیے گئے زر اعانت سے پیداواری فائدے اٹھانے میں بھی ناکام رہا ہے۔

منڈی کا تجربہ³⁸

منڈی کے وسیع تر تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات کو جولائی تا نومبر 08ء میں سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری جانب ملک کی ملبوسات کی برآمدات نے اس منڈی میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ تاہم جولائی تا نومبر 08ء کے دوران اس زمرے میں جو نمو ہوئی وہ گزشتہ تین سال کے اوسط نمو کے ہدف سے کم تھی۔ یورپی یونین کی منڈی میں صورتحال اس کے برعکس تھی اور ملبوسات کی برآمدات جولائی تا اکتوبر میں کچھ کم ہوئیں جبکہ اس خطے کو ٹیکسٹائل کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہوا (دیکھئے جدول 6.12)۔

³⁶ مالی سال 2008ء کے دوران کپاس کی فصل کا حجم 12.775 ملین گانٹھیں تھا جبکہ مالی سال 2007ء کے دوران یہ 12.856 ملین رہا تھا۔

³⁷ مالی سال 2007ء کے دوران بھارت نے اپ تک کی سب سے بڑی فصل حاصل کی جو 21 ملین گانٹھیں تھی۔ ”انگریزی کلچرل آؤٹ لک فورم 2007ء“ کے مطابق رواں سال (2007-08ء) کے دوران بھی بھارت کی کپاس کی پیداوار سابقہ سطح سے بڑھ جانے کی توقع ہے جس سے بھارت دنیا میں دوسرا سب سے زیادہ کپاس پیدا کرنے والا ملک بن جائے گا۔

³⁸ یہ تجربہ امریکی ادارہ مردم شماری اور یورواسٹیٹ کے اعداد و شمار پر مبنی ہے جو کہ بالترتیب نومبر اور اکتوبر تک دستیاب ہیں۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 6.12: اہم منڈیوں کو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات کی نمو				ملبوسات کی برآمدات
فیصد				یورپی یونین کی منڈی میں پاکستان کو چین، بنگلہ دیش، ترکی اور امریکی منڈی*
ٹیکسٹائل		ملبوسات		بھارت کی جانب سے سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑا۔ خصوصاً بنگلہ دیش، جو ملبوسات کا بڑا برآمد کنندہ ہے، اس منڈی میں ترجیحی رسائی حاصل کیے ہوئے ہے جو اسے امریکی منڈی میں اب تک دستیاب نہیں ہے۔ ترکی بھی یورپی یونین سے قریب ہونے کی وجہ سے اچھی پوزیشن میں ہے کیونکہ اسے آرڈرز کی تکمیل کے لیے کم وقت درکار ہوتا ہے جو ملبوسات کی برآمدات پاکستان میں اہم عنصر ہے۔ ان تمام عوامل سے یورپی یونین کو ملبوسات کی برآمدات میں پاکستان کی مسابقت گھٹ جاتی ہے۔
کیلنڈر سال 03ء	جولائی تا نومبر 2007ء	کیلنڈر سال 03ء	جولائی تا نومبر 2007ء	دنیا
تا 06ء کا اوسط	2007ء	تا 06ء کا اوسط	2007ء	بنگلہ دیش
9.6	5.5	5.5	0.3	چین
-1.9	7.9	11.9	-2.4	بھارت
28.1	11.4	25.3	10.0	پاکستان
14.1	6.0	13.0	2.3	دیت نام
13.9	-6.6	11.2	0.7	یورپی یونین منڈی**
70.8	25.5	47.9	41.1	ٹیکسٹائل
کیلنڈر سال 06ء	کیلنڈر سال 07ء	کیلنڈر سال 06ء	کیلنڈر سال 07ء	ملبوسات
تا 06ء کا اوسط	2007ء	تا 06ء کا اوسط	2007ء	دنیا
8.7	6.4	8.2	4.2	بنگلہ دیش
35.0	15.1	28.3	-6.5	چین
10.4	18.9	7.8	10.0	بھارت
10.3	6.7	2.3	3.5	ترکی
10.6	2.2	-0.5	4.9	پاکستان
12.4	6.4	4.7	-1.9	چین کے خلاف ٹیکسٹائل کے حوالے سے اقدامات کے خاتمے

امریکی منڈی میں پاکستان ابھی تک مقابلہ کر رہا ہے جیسا کہ جولائی تا نومبر 08ء کے دوران ملبوسات کی برآمدات میں چین پاکستان کی تھوڑی بہت نمو سے ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم جنوری 2008ء سے یورپی اور جنوری 2009ء سے امریکی منڈی میں چین کے خلاف ٹیکسٹائل کے حوالے سے اقدامات کے خاتمے کے بعد پاکستانی ملبوسات کی برآمدات کو مزید دباؤ کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

فہر کس کی برآمدات

ٹیکسٹائل خصوصاً بستر کی چادروں وغیرہ کی برآمدات میں پاکستان یورپی یونین کی منڈی میں مضبوط پوزیشن میں معلوم ہوتا ہے۔ یہ صورتحال اس منڈی میں اس زمرے میں اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے بار بار نفاذ کا سبب بنی ہے۔ جولائی تا اکتوبر 08ء کے دوران اس خطے کو پاکستانی چادروں کی برآمدات میں 15.5 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا۔³⁹ اس زمرے میں اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی جو مئی 2006ء میں 13.1 فیصد تھی کم کر کے 5.8 فیصد کر دی گئی جس کے بعد یورپی یونین کو چادروں کی برآمدات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

امریکی منڈی میں اس زمرے کو خصوصاً چین کی جانب سے نرخوں کے حوالے سے سخت مسابقت کا سامنا ہے۔ جولائی تا نومبر 07ء میں امریکی

³⁹ ماخذ: یورواٹلیٹ

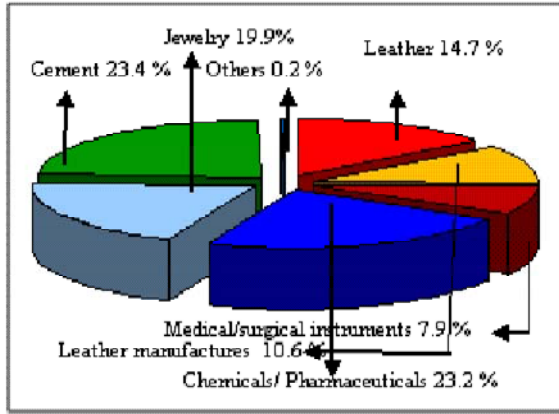
منڈی میں مقدار کے لحاظ سے اس زمرے میں 44.8 فیصد سال بسال کی کمی ہوئی۔⁴⁰ چنانچہ یورپی منڈی میں اضافے کے باوجود چادروں کی مجموعی برآمدات میں جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران کمی ریکارڈ کی گئی۔⁴¹ مالی سال 2009ء کے ماہ سے مارچ اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے مکمل خاتمے کے بعد اگلے کیلنڈر سال سے یورپی یونین کی منڈی کو چادروں کی برآمدات کی کارکردگی مزید بہتر ہونے کی توقع ہے۔

کاروباری حریفوں کی پوزیشن

برآمدات میں دیگر علاقائی حریفوں کی کارکردگی سے پتہ چلتا ہے کہ زیر غور عرصے کے دوران ان دو اہم منڈیوں کو ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی برآمدات کی نمو میں عمومی طور پر کمی آئی ہے۔ جنوری 2005ء سے کوٹا نظام کے خاتمے کے بعد توقع تھی کہ فوری اضافے کے بعد ٹیکسٹائل کی برآمدات عموماً مستحکم ہوں گی۔ امریکہ میں اس کا جزوی سبب معاشی سست رفتاری کے باعث طلب میں کمی ہے۔

طلبی عوامل کے علاوہ بعض حریفوں کی انفرادی کارکردگی کے تجزیے سے بھی ان کی مسابقتی قوت میں کمزوریوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ ہنگلہ دلش نے ملبوسات کی برآمد میں امریکی اور یورپی یونین کی منڈی دونوں میں کمزور کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ یہ سیاسی پلچل اور قدرتی آفات کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بھارت اور چین اپنی اپنی کرنسیوں کی قیمت میں اضافے کے مسئلے سے دوچار ہیں۔ اس عنصر کی بنا پر بھارت کی برآمدات ان دونوں منڈیوں میں دباؤ کا شکار ہیں۔

شکل 6.28: دیگر اشیا سازی۔ نمونہ (جولائی تا جنوری م س 08ء)



دیگر اشیا سازی

سینٹ، کیمیکلز اور ادویات، زیورات اور خام چمڑے کی برآمدات میں اضافے کی بنا پر جولائی تا جنوری م س 08ء میں 'دیگر اشیا سازی' کے ذیلی شعبے میں نمایاں نمو ہوئی (دیکھئے شکل 6.28) جبکہ گزشتہ سال کے اسی عرصے میں 8.1 فیصد سال بسال کمی ہوئی تھی۔

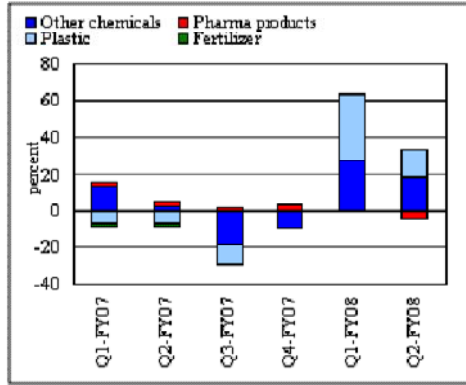
پلاسٹک اور دیگر کیمیکلز کی بڑھتی ہوئی برآمدات کے بعد 'کیمیکلز اور دوا سازی گروپ' میں نمو دیکھنے میں آئی (دیکھئے شکل 6.29)۔

پچھلے مالی سال سے پولی اسٹھائی لین ٹیر فٹھلیٹ (پی ای ٹی) کے مرکب (یورپی یونین کے لیے 48 فیصد) اور پکن کے پلاسٹک کے سامان (زیادہ

⁴⁰ اعداد و شمار امریکی دفتر برائے ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی ویب سائٹ سے حاصل کیے گئے ہیں جو ابتدائی تجزیے کے لیے مقداری ڈیٹا فراہم کرتے ہیں۔

⁴¹ م س 07ء میں پاکستان کی چادروں کی مجموعی برآمدات میں سے 47.2 فیصد امریکہ گئیں، جبکہ اسی عرصے میں ان برآمدات میں یورپی یونین کی منڈی کا حصہ 38.7 فیصد تھا۔

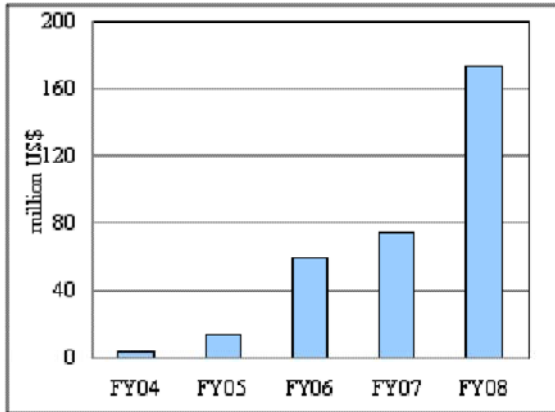
شکل 6.29: کیمیکلز اور ادویات گروپ - نمونہ حصہ



تر افغانستان کے لیے) کی بڑھتی ہوئی برآمدات کے باعث پلاسٹک کی برآمدات میں تیزی کا رجحان نظر آ رہا ہے۔ اس شعبے میں اشیاء سازی اور برآمدات کی سرگرمیاں بڑھتی ہوئی طلب کے باعث تیز ہو رہی ہیں۔ کچن کے سامان کی بڑھتی ہوئی برآمدات ایک مثبت پیش رفت ہے تاہم اس شعبے کو زیادہ اضافہ قدر والی اشیاء تیار اور برآمد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مثال کے طور پر پی ای ٹی ایک بنیادی خام مواد ہے جو بوتلیں، جار وغیرہ تیار کرنے میں استعمال ہوتا ہے۔ اس حوالے سے پیداواری سرگرمیوں میں توسیع کر کے تیار شدہ مصنوعات برآمد کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے۔

شکل 6.30: سیمنٹ برآمدات (جولائی تا جنوری)



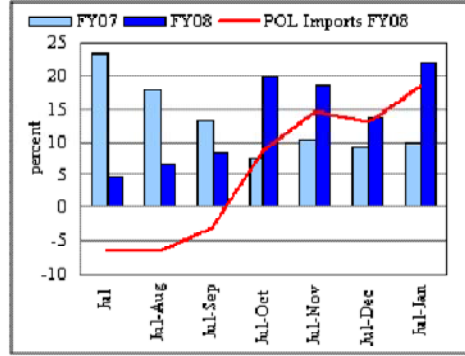
دیگر کیمیکلز کی برآمدات میں اضافے میں سب سے بڑا حصہ انتھنول کا تھا۔ انتھنول کی برآمدات میں نومبر 08ء کے دوران شکر کی زیادہ پیداوار سے منسوب کی جاسکتی ہے۔⁴² اس کے علاوہ چھلے چند برسوں میں انتھنول کی پیداواری گنجائش میں اضافے سے بھی اس شعبے میں برآمدات کے امکانات بہتر ہوئے۔

سیمنٹ اور سیمنٹ کی مصنوعات کی برآمدات کا نیا ریکارڈ قائم ہوا اور جولائی تا جنوری م س 08ء 10 کروڑ ڈالر سال ب سال کا اضافہ ہوا (دیکھئے شکل 6.30)۔ پہلی سہ ماہی کے تفصیلی اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی سیمنٹ کی برآمدات کی

سب سے بڑی منڈی افغانستان ہے۔ طلبی و رسدی عوامل کی بنا پر وسط مدت میں سیمنٹ کی برآمدات کے امکانات اچھے نظر آ رہے ہیں۔ ملک میں اور خطے کے اندر سیمنٹ کی بڑھتی ہوئی طلب کی وجہ سے گزشتہ چند برسوں میں (خصوصاً م س 07ء میں) اس شعبے نے اپنی پیداواری گنجائش میں اضافہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ جنوری 2007ء سے بھارت کی جانب سے پورٹ لینڈ سیمنٹ کی درآمد پر 12.5

⁴² مالی سال 2008ء کے دوران گئے کی پیداوار 62.33 ملین ٹن تک پہنچ گئی، گزشتہ مالی سال کے دوران یہ 54.9 ملین ٹن تھی۔

شکل 6.31: درآمدات کی نمو کا انداز



فیصد کسٹم ڈیوٹی کے مکمل خاتمے کے بعد بھارت میں بھی پاکستان کی رسائی بہتر ہوئی ہے۔ بھارتی معیشت میں نمو کے موجودہ رجحان اور اس کے ساتھ سیمنٹ کی قلت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بھارت کا یہ اقدام کم از کم وسط مدت میں برقرار رہے گا چنانچہ پاکستان کے لیے برآمدات کے مواقع اچھے رہیں گے۔

درآمدات

مالی سال 07ء میں سست رفتاری کے بعد جولائی تا فروری م س 08ء میں درآمدات کی نمو میں 21.9 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا۔ بہر حال یہ اضافہ طلب میں کسی تبدیلی کے بجائے بین الاقوامی رسدی رکاوٹوں کا نتیجہ تھا جو عالمی گرانی خصوصاً تیل کی قیمت میں اضافے کا باعث بنیں۔ یہ حقیقت درآمدات کی صورتحال سے واضح ہے جو تیل کے بین الاقوامی نرخوں میں اضافے کے بعد اکتوبر م س 08ء سے بڑھتی شروع ہوئیں (دیکھئے شکل 6.31)۔

تیل کے علاوہ ڈی اے پی کھا د اور پام آئل کی عالمی قیمتوں میں بھی 2007ء میں تیزی آئی تھی۔ بحیثیت مجموعی جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران درآمدی بل میں لگ بھگ 49.3 فیصد کا اضافہ عالمی گرانی کی وجہ سے ہوا۔⁴³

نرخوں کے علاوہ روٹی، کیمیکلز اور لوہے اور اسٹیل کے اسکرپ نے بھی درآمدات کی نمو میں کردار ادا کیا۔ اکتوبر میں بحری جہازوں کی درآمد کی بنا پر نقل و حمل گروپ میں بھی درآمد ریکارڈ کی گئی۔ ان سب عوامل کی وجہ سے جولائی تا جنوری م س 08ء کے دوران درآمدی بل میں وسیع الہیاء اضافہ ہوا (دیکھئے شکل 6.32)۔

عالمی سطح پر مہنگائی اور ملک میں بعض اہم اشیاء کی قلت کی بنا پر پورے م س 08ء میں درآمدی بل میں اضافے کا یہ رجحان جاری رہنے کا امکان

⁴³ 51 فیصد درآمدات کی قیمت اور مقدار کے اعداد و شمار دستیاب تھے، جن کا اثر بلحاظ قیمت جولائی تا جنوری م س 2008ء کے دوران درآمدی بل میں مجموعی اضافے کا 49.3 فیصد تھا۔

ہے۔ خاص طور پر آئندہ گندم کی درآمدات کے بعد غذائی درآمدی بل میں خاصا اضافہ متوقع ہے۔

جدول 6.13: اہم غذائی درآمدات (جولائی تا جنوری)						
قیمت: ملین امریکی ڈالر، ہمو: فیصد						
مست 07ء کی نسبت مست 08ء میں فیصد فرق			قیمت میں فرق		قیمت	
اکائی قیمت	قیمت	مقدار	مست 08ء	مست 07ء		
	18.1		2,046.2	1,731.9	غذائی گروپ	
					جس میں:	
					میٹرک ٹن	پام آئل
64.7	53.4	-6.8	233.6	671.0	437.4	
40.1	-33.6	-52.6	-45.0	88.8	133.9	دالیں
-8.2	-14.0	-6.4	-15.5	95.0	110.5	چائے
-7.5	-96.1	-95.8	-239.0	9.7	248.7	شکر
36.8	74.7	27.7	24.3	57.0	32.6	آٹا پکاندم

غذائی گروپ

جولائی تا جنوری مست 08ء کے دوران غذائی گروپ کی درآمدات میں معمولی اضافہ ہوا جس کا سبب شکر کی درآمد میں نمایاں کمی تھی جس سے پام آئل اور گندم کی درآمد میں اضافے کے اثرات کی تلافی ہوگئی (دیکھئے جدول 6.13)۔ شکر کی درآمد میں کمی مست 08ء کے دوران پیداوار بڑھنے کے باعث ہوئی۔⁴⁴

پام آئل کے درآمدی بل میں اضافہ بڑھتے ہوئے نرخوں کا نتیجہ تھا کیونکہ زیر غور عرصے کے دوران درآمدی مقدار میں کمی دیکھنے میں آئی۔ بین الاقوامی طلب میں اضافے کی وجہ سے پام آئل کی عالمی قیمتوں میں 2007ء سے تیزی کا رجحان دیکھا جا رہا ہے۔^{45, 46}

علاوہ ازیں 2007ء کی پہلی ششماہی میں ملائیشیا کی پام آئل کی پیداوار میں بھی (8 فیصد سال بسال) کمی ہوئی⁴⁷ جس سے ممکنہ طور پر اس تیل کی عالمی قیمتوں پر دباؤ بڑھا۔ مالی سال 2008ء کے بقیہ عرصے کے دوران توقع ہے کہ یہ رجحان ملک کے پام آئل کے درآمدی بل کو بڑھائے گا۔

مزید برآں آئندہ گندم کی درآمدات بھی بہت زیادہ بڑھ جانے کا امکان ہے۔ ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان نے تقریباً 12 لاکھ 50 ہزار ٹن گندم کے لیے ٹینڈر طلب کیے ہیں۔ اس مقدار کے ایک تہائی سے تھوڑی سی زیادہ گندم جولائی تا جنوری مست 08ء میں درآمد کی گئی۔ یہ امر قابل

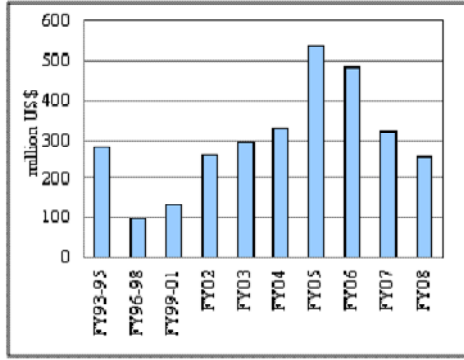
⁴⁴ مالی سال 2008ء کے دوران شکر کی پیداوار میں سال بسال 13.6 فیصد اضافہ پایا گیا۔

⁴⁵ چین کی طرف سے طلب میں اضافے کی ایک جزوی وجہ یہ تھی کہ اس نے تقویمی سال 2006ء سے پام آئل کا درآمدی کوٹا ختم کر دیا ہے۔

⁴⁶ پام آئل کی بین الاقوامی قیمتیں اوسطاً 804 ڈالر فی میٹرک ٹن ہیں جو کہ پہلے 447.1 ڈالر فی میٹرک ٹن تھیں۔

⁴⁷ ماخذ: <http://www.palmoilprices.net/news/?p=280>

شکل 6.33: ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات



ذکر ہے کہ 2007ء کی دوسری ششماہی سے بین الاقوامی ذخائر کم ہونے کی وجہ سے گندم کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا رجحان ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمرے پر بھی بلند نرخوں کا اثر پڑا ہے۔^{48, 49}

مشینری گروپ

ٹیکسٹائل مشینری اور موبائل فون کی کم ہوتی ہوئی درآمدات نے جولائی تا جنوری مہ 08ء کے دوران مشینری کی درآمدی نمو میں کمی کردی جبکہ گزشتہ سال اسی عرصے میں 12 فیصد نمو ہوئی تھی

(دیکھئے جدول 6.14)۔ ٹیکسٹائل مشینری کی درآمد میں اوسط کی جانب واپسی کی صورت حال ہے کیونکہ درآمدات کی سطح پچھلے چند برسوں میں جدید کاری کی سرگرمیوں کے باعث بلند رہنے کے بعد اب اپنے تاریخی اوسط کی سطح پر واپس آ رہی ہے (دیکھئے شکل 6.33)۔ اس کی وجہ ٹیکسٹائل کی مجموعی برآمدات میں سست رفتاری ہو سکتی ہے۔

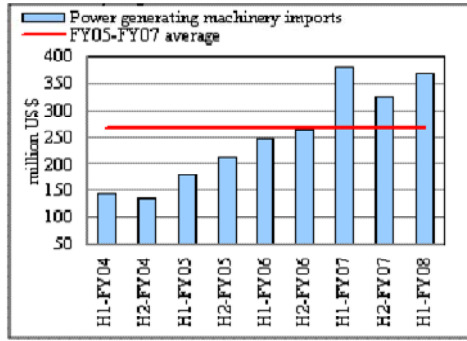
جدول 6.14: مشینری گروپ کی درآمدات (جولائی تا جنوری)

مہ 07ء	مہ 08ء	مطلق فرق	فیصد سال بادل فرق
3749.3	3897.5	148.2	4.0
428.6	517.7	89.1	20.8
182.2	176.0	-6.2	-3.4
323.8	259.4	-64.4	-19.9
101.6	108.2	6.7	6.6
373.7	394.5	20.8	5.6
1241.8	1282.4	40.5	3.3
480.2	441.0	-39.2	-8.2
761.6	841.4	79.8	10.5
86.7	86.9	0.1	0.2
1010.6	1072.5	62.0	6.1

⁴⁸ مالی سال 2008ء کے نصف اول کے دوران، گزشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں، گندم کی بین الاقوامی اوسط قیمتوں میں 52.6 فیصد اضافہ ہوا۔

⁴⁹ امریکہ کے ادارہ خوراک و زراعت کے مطابق 2006-07ء کے لیے گندم کے عالمی ذخیرے اور استعمال کی نسبت 25.4 فیصد کمی جو کہ 2007-08ء میں کم ہو کر 22.6 فیصد رہ گئی۔

شکل 6.34: بجلی پیدا کرنے والی مشینری کی درآمدات کے رجحانات



دوسری طرف بجلی پیدا کرنے والی مشینری کے شعبے میں تیزی کار چاں ہے۔ ملک میں جاری بجلی کے مختلف منصوبوں کی بنا پر م س 05 سے اس زمرے میں بتدریج اضافہ دیکھنے میں آرہا ہے (دیکھئے شکل 6.34)۔ چونکہ رواں مالی سال میں بجلی کے آٹھ منصوبوں (IPPs) کی مالی کارروائیاں مکمل ہو چکی ہیں اور مزید چھ کے لیے معاہدے پر دستخط ہو چکے ہیں اس لیے بجلی پیدا کرنے والی مشینری کا درآمدی بل مزید بڑھنے کا امکان ہے۔

نقل و حمل گروپ

جولائی تا جنوری م س 08 کے دوران نقل و حمل گروپ میں بھاری اضافہ طیاروں، بحری جہازوں اور کشتیوں کے زمرے میں یکمشت اضافے کی وجہ سے ہوا۔ اگر یہ یکمشت اضافہ نہ ہوتا تو مذکورہ عرصے میں نقل و حمل گروپ میں 17 فیصد سال بسال کی کمی ہوتی۔ اس کا سبب سڑک کی گاڑیوں کی درآمد (دیکھئے جدول 6.15) میں کمی ہے۔ رواں مالی سال میں ملک کے اندر قرضوں کی بڑھتی ہوئی لاگت کے باعث نئی کاروں کی طلب میں کچھ کمی ہوئی ہے جو م س 08 کی پہلی ششماہی میں گاڑیوں کی تیاری کی رفتار میں کمی سے بھی ظاہر ہے۔^{50, 51}

جدول 6.15: پٹرولیم گروپ کی درآمدات کا نرخ اور مقدار کا اثر (جولائی تا جنوری)

ملین امریکی ڈالر

م س 08			م س 07		
قیمت میں تبدیلی بوجہ			قیمت میں تبدیلی بوجہ		
نرخ	مقدار	مطلق فرق	نرخ	مقدار	مطلق فرق
706.5	73.0	779.5	-474.1	1153.3	679.2
494.7	342.7	837.3	-445.7	1193.2	747.5
219.9	-277.7	-57.8	-107.6	39.2	-68.4

پٹرولیم گروپ

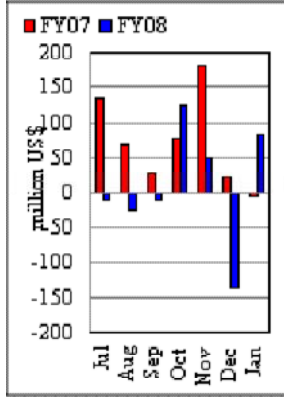
تیل کے نرخوں میں ریکارڈ اضافے کی وجہ سے پٹرولیم گروپ کے درآمدی بل میں جولائی تا جنوری م س 08 میں خاصا اضافہ ہوا۔⁵² یہ بات اکتوبر کے مہینے سے پٹرولیم، آئل اور لیبریکینٹس کے درآمدی بل پر نرخوں کے بڑھتے ہوئے اثرات سے بھی واضح ہے (دیکھئے شکل 6.35)۔

⁵⁰ مالی سال 2008ء کے نصف اول کے دوران پروڈن اوسط شرح سود میں جون مالی سال 2006ء کی سطح کے لحاظ سے 7.5 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔

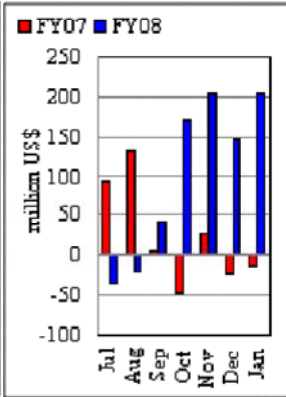
⁵¹ مالی سال 2007ء کے نصف اول میں گاڑیوں کی تیاری کی شرح 11.4 فیصد تھی جو مالی سال 2008ء کے نصف اول میں کم ہو کر 5.1 فیصد رہ گئی۔

⁵² مالی سال 2008ء کے نصف اول میں تیل کی اوسط قیمتیں 78.2 ڈالر فی بیرل تک جا پہنچیں جو کہ مالی سال 2007ء کے نصف اول میں 60.3 ڈالر فی بیرل تھیں۔

شکل 6.35: پٹرولیم اور تیل کی درآمد۔
مقدار کا اثر



شکل 6.35: پٹرولیم اور تیل کی درآمد۔
قیمت کا اثر



یہ اضافہ زیادہ تر پٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کی بنا پر ہوا جبکہ مقدار کے لحاظ سے خام تیل کی درآمد میں کمی دیکھنے میں آئی۔ بہر حال جہاں تک مقدار کا تعلق ہے، مصنوعات کی درآمدات میں واضح سست رفتاری دیکھی جاسکتی ہے (دیکھئے جدول 6.15)۔

مصنوعات کی مقدار کی درآمد میں سست رفتاری فرنس آئل کے استعمال⁵³ میں کمی کا نتیجہ تھی (دیکھئے جدول 6.16)۔⁵⁴ یاد رہے کہ پانی کی قلت کی بنا پر بائینڈل پاور میں کمی کو پورا کرنے کی خاطر حرارتی بجلی پیدا کرنے کے لیے جولائی تا جنوری مہ 07ء کے دوران فرنس آئل کی بڑی مقدار درآمد کی گئی تھی۔⁵⁵ بجلی کی شدید قلت کی

بنا پر حرارتی بجلی کے یہ یونٹ پوری گنجائش پر چل رہے ہیں تاہم چونکہ کسی نئے حرارتی یونٹ کا اضافہ نہیں کیا گیا اس لیے فرنس آئل کی نمو میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ پہلی ششماہی کے دوران پچھلے سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں فرنس آئل کی نسبت ہائی اسپڈ ڈیزل اور موٹر گیسولین دونوں کے خرچ میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

جدول 6.16: پٹرولیم مصنوعات کا ملکی خرچ
حجم: 000 میٹرک ٹن، نمو: فیصد

نمو	حجم	مہ 06ء	مہ 07ء	مہ 08ء	مہ 07ء	مہ 08ء
6.5	3440.5	1937.1	3662.7	77.6	6.5	77.6
9.5	3588.8	3706.3	3929.5	-3.2	9.5	-3.2
28.1	577.7	607.4	740.2	-4.9	28.1	-4.9

گاڑیوں کی گھٹتی ہوئی طلب اور سی این جی کے استعمال میں اضافے کے پیش نظر موٹر گیسولین کا خرچ بالخصوص دلچسپ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موٹر گیسولین کے ملکی خرچ میں اضافہ ایران سے اس کی بڑے پیمانے پر اسمگلنگ میں کمی کا نتیجہ ہے۔⁵⁶ اس کا اثر پہلی ششماہی کے دوران موٹر گیسولین کی گھروں کے استعمال کے لیے فروخت میں اضافے کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اسمگلنگ میں کمی کی وجہ سے پیدا ہونے والے خلا کو پر کرنے کے لیے موٹر گیسولین کی درآمد آئندہ بڑھنے کا امکان ہے۔ تاہم خام تیل کی درآمدات نومبر میں ایک بڑی ریفائنری کی

⁵³ استعمال میں درآمدات اور ملکی پیداوار دونوں شامل ہیں۔

⁵⁴ مالی سال 2008ء کے نصف اول کے اعداد و شمار کے مطابق پٹرولیم مصنوعات میں سے فرنس آئل 45.9 فیصد، ایچ ایس ڈی کا 44.8 فیصد اور موٹر گیسولین کا 89.3 فیصد استعمال ملکی پیداوار سے پورا ہوتا ہے۔

⁵⁵ جولائی تا مارچ مہ 2007ء کے دوران حرارتی بجلی کی پیداوار مالی سال 2006ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں 13.2 فیصد زائد تھی، جبکہ بائینڈل بجلی کی پیداوار میں گزشتہ سال کے دوران 1.2 فیصد کی معمولی کمی ریکارڈ کی گئی۔

⁵⁶ ایرانی حکومت نے سرحدی علاقوں میں پیٹرول کی فروخت پر پابندی عائد کر دی ہے جس کے تحت اس نے اسمگلنگ کے خاتمے کی غرض سے جولائی مہ 2008ء سے صرفے (استعمال) کے اجازت نامے کا ایک نظام شروع کیا ہے۔

پاکستانی معیشت کی کیفیت

جدول 6.17: ٹیکسٹائل گروپ کی درآمدات (جولائی تا جنوری) قیمت: ملین امریکی ڈالر بنمو: فیصد					
میں 07ء کی نسبت میں 08ء میں فیصد فرق			قیمت		
اکائی قیمت	قیمت	مقدار	قیمت میں فرق	میں 08ء	میں 07ء
	62.2		513.2	1337.8	824.6
ٹیکسٹائل گروپ					
روئی	143.5	122.9	428.3	726.6	298.4
مصنوعی ریشہ	20.8	6.3	28.4	164.7	136.3
سنتھٹک اور مصنوعی ریشہ دھاگہ	26.0	13.4	35.5	172.2	136.7
استعمال شدہ ملبوسات	17.2	13.5	5.5	37.2	31.8
دیگر ٹیکسٹائل اشیاء	7.1		15.8	237.0	221.3

عارضی بندش کی بنا پر کم ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ دستیاب مصنوعات کو منڈی میں نہ پہنچا سکنے کے باعث ریفائنریز دسمبر سے پوری گنجائش کے مطابق کام نہیں کر رہیں۔

ٹیکسٹائل گروپ

روئی کی درآمد ٹیکسٹائل کی درآمدات میں بڑے اضافے پر منتج ہوئی (دیکھئے جدول 6.17)۔ مالی سال 2008ء کے دوران ملکی پیداوار میں کمی کی وجہ سے کپاس درآمد کرنے کی ضرورت پڑی۔⁵⁷ آئندہ روئی کی درآمد بڑھنے کا امکان ہے کیونکہ دسمبر میں 08ء سے حکومت نے بھارت سے روئی کی زمینی راستے سے درآمد کی اجازت دی ہے۔

ذریعہ اور دیگر کیمیائی گروپ

جولائی تا جنوری میں 08ء کے دوران مجموعی درآمدات میں سب سے بڑا حصہ (لگ بھگ 24 فیصد) زرعی اور دیگر کیمیکلز گروپ کا تھا۔ کھاد اور دیگر کیمیکلز کی درآمدات میں اضافہ اس گروپ میں درآمدی بل بڑھنے کا ذمہ دار تھا۔

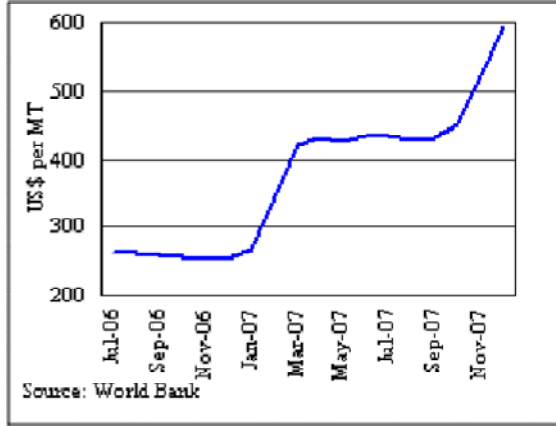
کھاد کی درآمدات میں اضافہ بڑھتی ہوئی مقدار اور قیمتوں دونوں کی وجہ سے ہوا تاہم قیمتوں کا اثر زیادہ ہوا۔ پاکستان کو ڈی اے پی فراہم کرنے والے اہم علاقوں روس، افریقہ اور لیتھوانیا کی منڈیوں کی جانب سے کم رسد کی وجہ سے 2007ء سے کھاد کی عالمی قیمتوں میں اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے (دیکھئے شکل 6.36)۔⁵⁸

جولائی تا جنوری میں 08ء کے دوران ڈی اے پی کے ملکی استعمال میں 20 فیصد سال بسال کمی کے باوجود درآمدی مقدار میں اضافہ دیکھا گیا۔ اس

⁵⁷ مالی سال 2008ء کے دوران کپاس کی پیداوار کا حجم 12.775 ملین گاٹھیں تھا جبکہ مالی سال 2007ء کے دوران یہ 12.856 ملین رہا تھا۔

⁵⁸ ماخذ: <http://mercermilling.com/>

شکل 6.36: ڈی اے پی کھاد کی بین الاقوامی قیمتیں



کا سبب یہ ہے کہ ڈی اے پی کی 70 فیصد ضروریات درآمدات سے پوری کی جاتی ہیں اس لیے ڈی اے پی کے استعمال میں کمی کا اثر درآمدی مقدار میں کمی کی صورت میں ظاہر نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں ڈی اے پی کی ملکی پیداوار دسمبر میں ڈی اے پی کے سب سے بڑے پلانٹ کی بندش کی وجہ سے بھی متاثر ہوئی جس کی بنا پر درآمدات میں اضافہ ہوا۔⁵⁹

ٹیکسٹائل اور پلاسٹک کے شعبوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے دیگر کیمیکلز کی درآمدات بڑھیں۔ آئندہ پلاسٹک اور دیگر صنعتوں کی روز افزوں سرگرمیوں کی بنا پر زرعی اور دیگر کیمیکلز گروپ کی درآمدات مزید بڑھ سکتی ہیں، تاہم ڈی اے پی کھاد کے پلانٹ کی توسیع استعداد کے بعد کھاد کی درآمد میں کمی آنے کا امکان ہے۔

جدول 6.18: زرعی و دیگر کیمیکلز گروپ اور دھاتی کی درآمدات (جولائی تا جنوری)
قیمت: ملین امریکی ڈالر، نمونہ: فیصد

قیمت		مئی 07ء کی نسبت مئی 08ء میں فیصد فرق		اکائی قیمت	
مئی 07ء	مئی 08ء	قیمت میں فرق	مقدار	قیمت	اکائی قیمت
2442.0	3224.5	782.5		32.0	2442.0
248.4	588.8	340.3	50.1	137.0	57.9
59.9	57.7	-2.2	-20.7	-3.7	21.5
655.3	726.4	71.2	4.8	10.9	5.8
224.2	296.1	71.9	21.5	32.1	8.7
1253.9	1555.6	301.6		24.1	1253.9
1458.3	1519.1	60.8		4.2	
151.2	10.5	-140.7	-93.1	-93.0	1.7
181.3	381.2	199.9	76.9	110.2	18.9
676.7	705.0	28.4	2.1	4.2	2.1
100.8	83.1	-17.7		-17.5	
348.0	339.2	-8.8		-2.5	

⁵⁹ جولائی تا نومبر مئی 2007ء میں ڈی اے پی کی پیداوار 202.6 ہزار ٹن تھی جو کہ مئی 2008ء کے اسی عرصے کے دوران کم ہو کر 197.7 ہزار ٹن رہ گئی۔

دھاتی گروپ

دھاتی گروپ کی درآمدات میں فولاد اور اس کے اسکرپ کے نمایاں حصہ رہا ہے (دیکھئے جدول 6.18)۔ اس گروپ کی درآمدات بڑھنے کی اہم وجہ تعمیراتی شعبے میں لوہے اور فولاد کی طلب کی مسلسل بلند سطح ہے۔ اس بڑھتی ہوئی طلب کے نتیجے میں جہاز توڑنے کی صنعت کی دوبارہ بحالی ممکن ہو سکی ہے۔ ایک وقت میں پاکستان کی جہاز توڑنے کی صنعت دنیا میں دوسرے نمبر پر تھی۔⁶⁰

تاہم لوہے اور فولاد کے اسکرپ کی درآمدات میں ہونے والے اضافے کے اثرات سونے کی درآمدات میں کمی کے باعث زائل ہو گئے۔ سونے کی درآمد میں کمی کا بڑا سبب اس کی عالمی قیمتوں کا ریکارڈ بلند سطح پر پہنچنا ہے۔

⁶⁰ 'ایسوسی ایشن آف شپ بریکرز کے مطابق جولائی تا جنوری 2008ء کے دوران مختلف نجی اداروں نے 213.8 ہزار لائٹ ڈس پلیسمنٹ ٹنچ (ایل ڈی ٹی) وزن کے 25 جہاز درآمد کیے، جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 34.5 ہزار ایل ڈی ٹی وزن کے 19 جہاز درآمد کیے گئے تھے۔

خصوصی سیکشن: شعبہ اشیا سازی کی نمونہ قائم رہنے کے امکانات

اشیا سازی کے ملکی شعبے کو حالیہ برسوں میں جو تحریک ملی ہے وہ اسے برقرار رہنے کے قابل معلوم ہوتا ہے۔ یہ اندازہ اس شعبے کے امکانات اور ان مواقع کو سامنے رکھ کر لگایا گیا ہے جو ملکی صنعت کو معقول رفتار سے ترقی کرنے کے لیے دستیاب ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ امکانات مختلف شعبوں میں مختلف ہیں۔

ملکی اور دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں میں بڑھتی ہوئی آمدنی	جدول SS1.1: ملکی معیشت میں پٹرولیم آئل اور بریکٹس کی طلب درسد کا تخمینہ
مقامی صنعتی مصنوعات کے لیے مثبت طلب کے امکانات	طلب
پیش کرتی ہے۔ مثال کے طور پر پٹرولیم کی صفائی ان صنعتوں	رسد
میں سے ہے جس میں وسط سے طویل مدت میں معیشت میں	خالص طلب
اضافی طلب کی صورتحال چھائی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اگرچہ	2009-10ء 26.0
2011ء کے آخر تک ایک نئی ریفائنری کی تکمیل کے بعد	2011-12ء 30.9
پٹرولیم کی صفائی کی گنجائش دگنی ہو جانے کی توقع ہے تاہم یہ خود کفالت قلیل مدتی معلوم ہوتی ہے اور آنے والے برسوں میں طلب پھر رسد سے	2014-15ء 31.9
بڑھ جائے گی (دیکھئے جدول SS1.1)۔	2019-2020ء 42.3

سینٹ ایک اور شعبہ ہے جس میں طلب مستحکم رہنے کی توقع ہے۔ تاہم سینٹ میں بازار کے جو حالات ابھرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ان میں صورتحال پٹرولیم کی صفائی سے دو پہلوؤں سے مختلف ہے: اول، صرف بیرونی منڈی میں طلب مستحکم معلوم ہوتی ہے۔¹ دوم، برآمدات کے امکانات صرف قلیل سے وسط مدت میں نظر آ رہے ہیں۔ برآمدات کے ان امکانات کا سبب درآمد کرنے والے ممالک میں خود کفالت حاصل کرنے کے اقدامات ہیں۔ بہر حال پانی کے ذخائر سمیت ملکی انفراسٹرکچر تعمیر کرنے کی ضرورت کی بنا پر سینٹ کی ملکی طلب مضبوط رہنے کی توقع ہے۔

اسی طرح کچھ مصنوعات کی ملکی کھپت کو فروغ دینے سے متعلقہ صنعتوں کو ترقی دینے میں مدد ملے گی۔ ایسی ہی ایک صنعت کھاد ہے۔ اس حقیقت کے پیش نظر کہ زرعی ممالک میں پاکستان کھاد کی سب سے کم کھپت والے ملکوں میں شامل ہے اور کھاد کا استعمال بڑھانے کے لیے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کرنے میں حکومت کی نمایاں کامیابی کے پیش نظر مستقبل میں کھاد کی طلب میں اضافے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

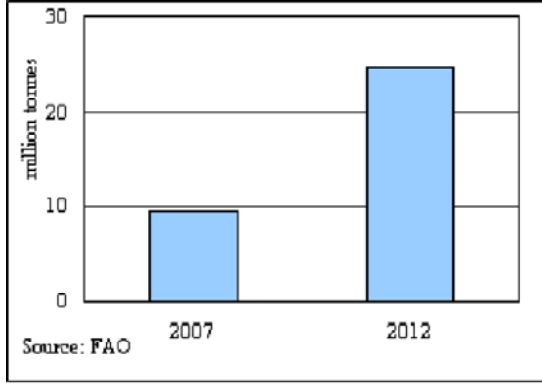
تاہم یورپا کی پیداوار میں پاکستان کی بہتر مسابقتی پوزیشن کے باوجود اس شعبے میں برآمد کے امکانات محدود ہیں۔² تقریباً تمام کمپنیوں میں توسیع استعداد کے پروگرام سے آنے والے برسوں میں رسد کی فراوانی پیدا ہونے کی توقع ہے۔³ بہر حال بین الاقوامی منڈی میں اضافی رسد کی

¹ کیونکہ صنعت تھیں شدہ ملکی کھپت سے زیادہ مقدار پیدا کر رہی ہے۔

² حقیقت یہ ہے کہ قدرتی گیس کی وجہ سے فاضل مقدار برآمد کرنے کے حوالے سے پاکستان کی مسابقتی پوزیشن اچھی ہے۔

³ توسیع استعداد کے جاری منصوبوں سے اس صنعت کی استعداد 2010ء تک 75 لاکھ ٹن سالانہ تک پہنچ جائے گی۔ ایک تخمینے کے مطابق یورپا کی ملکی طلب (جو 68 لاکھ ٹن سالانہ ہے) اگلے پانچ برسوں میں 5.25 فیصد کے 'سی' جی آر پے بڑھنے کی توقع ہے۔

بنا پر ممکن ہے کہ ملکی پیدا کنندگان کو اپنی فاضل مقدار برآمد شکل SS1.1: مصنوعی کھاد کی دنیا بھر میں اضافی رسد کی امکانی صورتحال



کرنے کا موقع نہ ملے۔ مزید برآں، یورپا کے نئے تقریباً 50 پلانٹس پائپ لائن میں ہیں⁴ اس لیے بین الاقوامی سطح پر رسد اور طلب کے درمیان خلیج اگلے پانچ برسوں میں مزید بڑھنے کی توقع ہے (دیکھئے شکل SS1.1)۔

پس برآمد کے محدود امکانات کی وجہ سے کھاد کے شعبے کی سمت متعین کرنے میں ملکی طلب کی اہمیت برقرار رہے گی۔ تاہم ملک میں قدرتی گیس کی رسد کی صورتحال اس شعبے میں سرمایہ کاری کے فیصلے کرنے میں اہم ہوگی۔

ادویہ سازی ایک اور شعبہ ہے جس میں موزوں اقدامات کرنے پر ملکی کھپت میں آئندہ خاصی نمو ہو سکتی ہے۔ فی الوقت ملکی آبادی کا بڑا حصہ (تقریباً 50 فیصد) طبی سہولتوں تک رسائی نہیں رکھتا۔ اگر حکومت تمام لوگوں کو بنیادی صحت ہی کی سہولتیں مہیا کر دے تو اس صنعت میں نمو کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔

خام مال کی صنعتوں کا فروغ لاگتی زخموں سے متعلق مسائل کو حل کرنے کے لیے کافی ہوگا تاہم امدادی (complementary) صنعتوں کا فروغ اشیاء سازی کے بعض پہلوؤں کو بھی بہتر بنانے میں کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس حوالے سے سب سے زیادہ اہمیت جوتے چپل اور گاڑیوں کی صنعتوں کو حاصل ہے۔ جوتے چپل کی صنعت میں مختلف اجزاء کی فراہمی کے لیے عالمی سطح کے تاجروں کا نہ ہونا اس شعبے کا اہم مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ٹولنگ کے قابل صنعتوں کو فروغ دینے سے لاگت کی تاثیر بہتر ہو سکتی ہے اور مصنوعات کو بازار تک پہنچانے کا وقت کم ہو سکتا ہے۔

مالی سال 2002ء سے آٹوموبائل کے شعبے کی بے مثال ترقی کے نتیجے میں گزشتہ چند برسوں کے دوران اس کے فروخت کاروں کی صنعت میں 35 فیصد کی نمو ہوئی ہے۔ نمو کی اس بلند سطح کے حصول میں اصل آلات سازوں (OEMs) کے ساتھ ساتھ فروخت کاروں نے بھی اہم کردار ادا کیا اور انہوں نے گزشتہ تین سال میں تقریباً 2 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے۔ قابل ذکر نمو کے باوجود ملکی منڈی میں طلب کے بڑھنے اور اس صنعت کو حاصل مراعات کی بلند سطح کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں توسیع کے وسیع تر امکانات موجود ہیں (دیکھئے باکس SS1.1)۔ آٹوموبائل کی 78 فیصد طلب کو ملکی پیداوار جبکہ باقی کو درآمدات کے لیے ذریعے پورا کیا جاتا ہے۔ مزید برآں، آئندہ پانچ سال کے لیے اس کے CAGR کے لیے 20 فیصد کے مقررہ ہدف کے باعث توقع ہے کہ آٹوموبائل فروخت کاروں کا جی ڈی پی میں حصہ مالی سال 2006ء کے

⁴ دو تہائی توسیع استعداد کا ماخذ مشرقی اور مغربی ایشیا ہے تاہم افریقہ اور جنوبی ایشیا میں بھی توسیع ہو رہی ہے (ماخذ: انٹرنیشنل فریڈلانڈ سٹریٹیجی ایسوسی ایشن، میڈیم ٹرم آؤٹ لک فاؤنڈیشن)۔ ڈیٹا ماخذ: سپلائی اینڈ ڈیمانڈ 2007-2011ء، جون 2007ء)۔

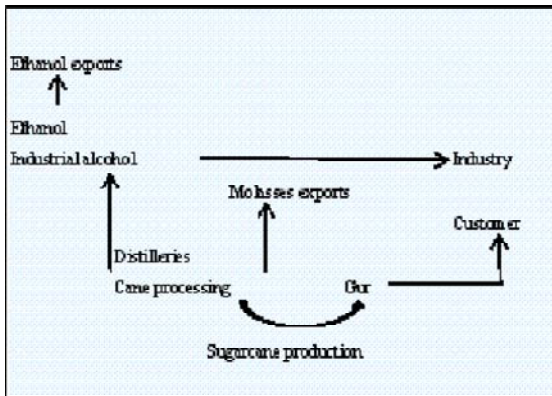
2.8 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 2011ء میں 5.6 فیصد تک پہنچ باکس SS1.1: موٹر سائیکلوں کے فروخت کاروں کی صنعت کو حاصل تحفظات
جائے گا۔⁵

موٹر سائیکل کے فروخت کاروں کو ٹیرف پر مبنی نظام (TBS) کے تحت ٹیرف کا تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔
ٹی بی ایس کے تحت وہ پرزے جو 2004ء سے قبل مقامی طور پر تیار کیے جاتے تھے ان پر 50 فیصد
درآمدی ڈیوٹی عائد تھی۔ غیر مقامی پرزوں پر 35 فیصد ڈیوٹی عائد کی گئی تھی۔ چونکہ موٹر سائیکل کی مقامی
تیاری خاطر خواہ باندھ پر پہنچ چکی تھی جبکہ 70 سی سی ماڈل میں یہ 90 فیصد تک رہی ہے۔ تاہم مقامی
پرزوں اور اجزاء کو ٹیرف کا تحفظ فراہم کیا گیا ہے جبکہ سی سی ڈی کٹ کے تحت درآمد کیے جانے والے
سیمنٹ کی مقامی صنعت فی الوقت صرف چار مصنوعات تیار کر رہی پرزوں کو تحفظ حاصل نہیں ہے۔ غیر ٹیرف تحفظ انجینئرنگ ڈویلپمنٹ بورڈ کی جانب سے فراہم کیا گیا
ہے جبکہ سیمنٹ کی تقریباً 20 مختلف اقسام کی عالمی سطح پر طلب موجود ہے، جس کا کہنا ہے کہ اصلی آلات ساز (OEMs) یا تو پاکستانی پرزہ سازوں سے مقامی اجزاء خریدیں
یا پھر انہیں براہ راست درآمد کریں۔ اصلی آلات سازوں کو کمرشل درآمد کنندگان سے خریداری کی
ہے۔ سیمنٹ کی مقامی کمپنیوں کی پیداوار میں پورٹ لینڈ سیمنٹ کا اجازت نہیں دی گئی ہے۔

حصہ تقریباً 90 فیصد بنتا ہے۔ اس کے برعکس سیمنٹ کی طلب کے

عالمی جائزے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ لاگت و ماحولیاتی فوائد اور بعض صورتوں میں عام پورٹ لینڈ سیمنٹ کی نسبتاً بہتر کارکردگی کے باعث
2015ء تک عالمی منڈی میں masonry cement، non-blended pozzuolanic cement اور blended cement کی
طلب میں ریکارڈ اضافہ متوقع ہے۔⁶ سیمنٹ کی ملکی صنعت میں وسیع تر مصنوعات متعارف کرانے کے نتیجے میں توقع ہے کہ اس کی برآمدات کے
جس عمل کا ابھی آغاز ہوا ہے اس میں مزید بہتری آئے گی۔

شکل SS1.2: حیاتی ایڈرمن کا قلو چارٹ



اگر لین دین کی پست لاگت اور منڈی کی قوت اس کی
لاگت سے بڑھ جائے تو صنعتی اداروں کے لیے عمودی
میزان اور رسدی کڑیاں ایک پرکشش حکمت عملی ثابت
ہو سکتی ہیں۔⁷ فی الوقت شکر کا شعبہ ایسا ہے جہاں عمودی
میزان کے بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس حوالے
سے ہم اتھنول کا جائزہ لیں گے (دیکھئے شکل
SS1.2)۔ حیاتی اتھنول شکر کی ایک ضمنی پروڈکٹ
ہے جو کہ گڑ سے بنائی جاتی ہے۔

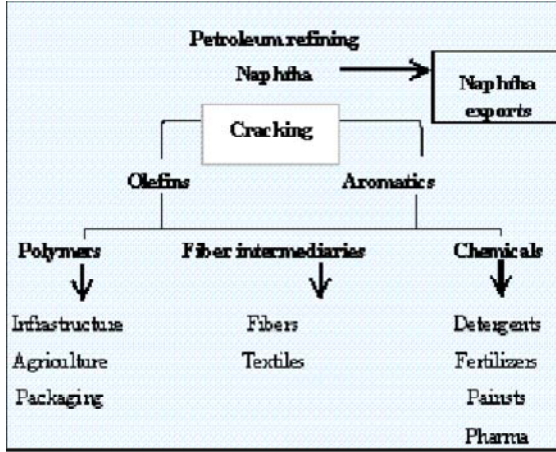
دنیا بھر میں اتھنول کو استعمال کرنے کے رجحان میں روز
افزوں اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے شکر کی مقامی صنعتوں نے گڑ سے اتھنول تیار کرنے کے کارخانے لگانا شروع کر دیے ہیں (دیکھئے باکس

⁵ پاکستان میں آٹوموبائل پرزوں کا شعبہ، یورپین کمیشن کا تجارتی تکنیکی امدادی پروگرام (TRTA) برائے پاکستان ستمبر 2007ء۔

⁶ World Cement 2010-2015, Fredonia Group-June 2006

⁷ عمودی میزان کی وضاحت قدری کڑی کی متعدد ایسی سرگرمیوں سے کی جاسکتی ہے جو ایک کمپنی میں انجام دی جاتی ہیں۔ عمودی میزان کی لاگت میں کسی ایک ادارے کی متعدد قدری کڑیوں کی
سرگرمیوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

SS1.3)۔⁸ ان کارخانوں میں تیار کیا جانے والا شکل SS1.3: پٹرولیم کی صنعت کا فلو چارٹ

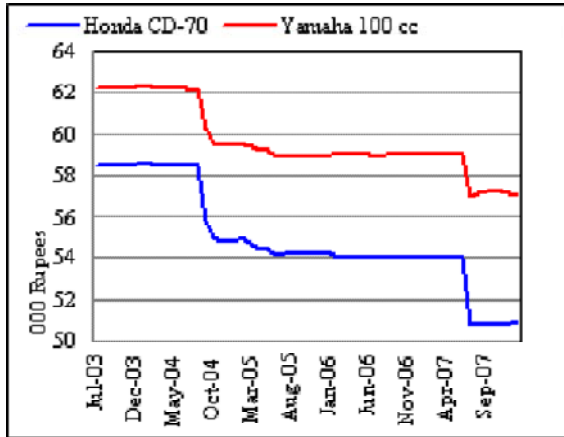


انتھنول زیادہ تر جاپان اور یورپی یونین کو برآمد کیا جاتا ہے۔⁹ اس لیے شکر کی صنعت کو ایسے مراجعتی میزان کی ضرورت ہے جس میں خاصے خام مال کی تیاری کو یقینی بنایا جاسکے۔

کیمیال کی صنعتیں بھی عمودی میزان کے نتیجے میں حاصل ہونے والی بہتر کارگزاری سے مستفید ہو سکتی ہیں۔ آئل ریفائنریز میں بننے والے مٹی کے تیل کی مزید پروسسنگ کر کے اسے کیمیکلز اور ادویات کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے (دیکھئے شکل SS1.3)۔ اس قسم کے مٹی کے تیل کو حاصل کرنے کے لیے ملک میں چٹکانے کے پلانٹس لگانے

کی ضرورت ہے۔ مٹی کے تیل سے تیار ہونے والے کیمیکلز کی ملکی پیداوار سے نہ صرف مقامی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد ملے گی بلکہ اسے عالمی منڈی میں بھی برآمد کیا جاسکے گا۔¹⁰ اس وقت بھارت جنوبی ایشیا کا وہ واحد ملک ہے جس کے پاس مٹی کے تیل کو چٹکانے کی سہولتیں موجود ہیں۔

SS1.4: موٹر سائیکلوں کے اہم براہ رز کی قیمتیں



اسی طرح عالمی سطح پر بہتر مسابقت کے لیے کفایت حجم کی حامل متعدد صنعتوں میں توسیع کے امکانات موجود ہیں۔ موٹر سائیکل کی صنعت اس کی ایک اہم مثال ہے۔ پاکستان میں موٹر سائیکل کی اسمبلنگ میں غیر جاپانی آلات سازوں کے داخلے کی وجہ سے اس صنعت کی مسابقت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔¹¹ قیمتوں کی مسابقتی ساخت کے باعث جاپانی ساختہ موٹر سائیکلوں کی قیمتوں میں بھی گزشتہ پانچ سال کے دوران مسلسل کمی ہوئی ہے (دیکھئے شکل SS1.4)۔ لہذا، چونکہ موٹر سائیکل کی صنعت کفایت حجم کی حامل ہے، ان کی برآمدات بھی ممکن ہے۔

⁸ اس وقت ملک میں صنعتی اکلکل تیار کرنے کے 21 کارخانے کام کر رہے ہیں۔

⁹ یورپی یونین میں اس کی سب سے زیادہ برآمدات اٹلی کو جاتی ہیں۔

¹⁰ بشمول آئٹلی، چین، پروپی لین، یونان، یو، بوٹی لینز اور ایروینگ ہائیڈرو کاربوز۔

¹¹ اس صنعت میں نئے داخل ہونے والے ادارے چین سے درآمد کیے جانے والے پرزے اور اجزاء استعمال کر رہے تھے جس سے مسابقتی قیمت میں فرق آ گیا ہے۔

اس لیے عالمی منڈی کے فوائد حاصل کرنے کے لیے ملک میں موٹر سائیکلوں کے سب سے بڑے برآمد کنندہ اٹلس ہنڈا نے لاہور کے قریب عالمی معیار کا ایک نیا کارخانہ لگایا ہے جو کہ صرف 35 سیکنڈ میں ایک موٹر سائیکل کو اسمبل کر سکتا ہے۔ اسے دنیا بھر میں ہنڈا کے جدید ترین پلانٹس میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ مسابقتی سپورٹ فنڈ کے مطابق پاکستان سے بنگلہ دیش، افغانستان، سری لنکا اور وسط ایشیائی ریاستوں کے ساتھ ساتھ مشرقی افریقہ کے ممالک کو بھی موٹر سائیکلیں برآمد کی جاسکتی ہیں۔¹²

مذکورہ تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ پانچ سال میں صنعتی پیداوار میں 8.3 فیصد اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 12.1 فیصد کی مستحکم CAGR کے بعد اس شعبے میں مزید وسعت کے بے پناہ امکانات ہیں۔ تاہم آزاد رو تجارت کے اس دور میں مسابقت کی گہرائی ہوئی صورتحال جیسے عوامل صنعتی پھیلاؤ کی مطلوبہ شرح حاصل کرنے میں رکاوٹیں ڈال سکتے ہیں۔

بکس 1.2: مومیں اضافے کو پائیدار ترقی میں ڈھالنے کا عمل: صنعتی تناظر

اقتصادی علوم کی کتابوں میں جا بجا ایسی مثالوں کا ذکر ملتا ہے کہ صنعتی شعبے کی نمو بڑھنے کے بعد کے برسوں میں اکثر و بیشتر نمو رک (flat growth) گئی۔ درج ذیل امور کی عدم موجودگی اس کا سبب ثابت ہوئی ہے: (1) مالی منڈیوں میں توسیع کے نتیجے میں مالی گہرائی، (2) وسائل کی افراط، (3) تجارتی پھیلاؤ، اور/یا (4) بیرونی سرمائے کی آمد۔ یہی وجہ ہے کہ برطانیہ میں (18 ویں صدی)، اٹلی میں (15 ویں صدی)، چین میں (1680ء تا 1780ء)، نیدرلینڈز میں (1550ء تا 1650ء)، اسپین اور پرتگال میں (15 ویں سے 16 ویں صدی) میں صنعتی انقلاب سے قبل تو نمو بہت تیزی سے بڑھی تاہم بعد میں زیادہ عرصہ برقرار نہ رہ سکی اور پھر اڑکی کیفیت طویل عرصے تک چلتی رہی۔ نمو کے اس طرح پائیدار نہ رہنے کی وجوہات اکثر یہ معلوم ہوتی ہیں: سیاسی معیشت کے عوامل (جنگیں، مفاد پرست طبقات، وغیرہ)، تجارت سے منافع میں کمی آنا اور/یا مہارت اور ٹیکنالوجی میں پسماندہ ہونا۔ صنعتی انقلاب کے بارے میں معروف ہے کہ اس کی وجہ سے بڑھنے والی نمو مستقل ہو گئی۔ اس استقلال کی بڑی حد تک وجہ انسانی سرمایہ، ٹیکنالوجی اور اداروں میں تبدیلی تھی (جس کو نمو کے لیے تین گنا طاقت ملی)۔ (Mokyr (2002) نے بتایا کہ ترقی یافتہ ملکوں میں اطلاقی اور عملی ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری نمایاں ہوتی جا رہی ہے جس نے انسانی سرمائے کے کردار میں اضافہ کر دیا ہے۔ جب علم کی بنیاد کی ایک مخصوص حد کو پار کر لیا جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ پیچیدہ اطلاقی ٹیکنالوجی تشکیل دی جاسکتی ہیں۔ ایسے میں نمو میں تیز رفتار اضافہ معیشت کا مستقل جزو بن جاتا ہے۔

عملی لحاظ سے دیکھا جائے تو ترقی پذیر ممالک کو پائیدار صنعتی ترقی کے لیے درج ذیل امور کی تکمیل کرنی ہوگی:

- 1۔ انہیں مسابقتی معیشت پر روانہ چڑھانا ہوگی جس میں ایسی صنعتی پالیسیوں کی تشکیل اور ان پر عمل درآمد شامل ہے جو پائیدار فریم ورک فراہم کرتی ہوں تاکہ نجی شعبہ اپنی پوری قوت کے ساتھ کام کر سکے۔ ان ملکوں کو تجارتی پیمانے پر نفاذ کے لیے اختراعاتی اور موزوں طریقوں کو فروغ دینا ہوگا، کاروباری اداروں کے انتظام میں بہتری لانی ہوگی، اور اعلیٰ درجے کے اقتصادی inputs تک لاگت کے لحاظ سے موثر رسائی حاصل کرنا ہوگی، اور
- 2۔ کارکنوں کی پیداواری صلاحیت بڑھانی ہوگی کیونکہ یہ چیز صنعتی مسابقت کی بنیاد ہے۔ پالیسی سازوں کو اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ صنعت میں وسعت لانے کے لیے درکار ٹیکنیکی اور انتظامی مہارتوں کا پتہ چلا سکیں اور ایسے تربیتی پروگرام کارکنوں کے لیے پیش کر سکیں جن سے ان کی موجودہ ٹیکنیکی، انتظامی اور کاروباری مہارتوں میں اضافہ ہوتا ہو۔

حوالہ جات

- 1۔ Monteiro, Goncalo اور Periera S. Alvaro (2006ء)، "From Growth Spurts to Sustained Growth: The Nature of Growth and Unified Growth Theory"، جسے ڈائنامکس، اکنامک گروتھ، اینڈ انٹرنیشنل ٹریڈ (DEGITXI)، یروٹلم میں پیش کیا گیا۔
- 2۔ پائیدار صنعتی ترقی، یونائیٹڈ (UNIDO) پوزیشن، اقوام متحدہ کا ادارہ صنعتی ترقی۔
- 3۔ Mokyr, Joel (2002) "The Gifts of Athena, Historical Origins of the Knowledge Economy"، پرنسٹن یونیورسٹی پریس، پرنسٹن اور کسفورڈ۔

¹² پاکستان میں موٹر سائیکل کی صنعت کے مسابقتی فوائد کا پالیسی تجزیہ: مسائل و امکانات، 12 دسمبر 2006ء، مسابقتی سپورٹ فنڈ۔

پاکستان 3.3SS: شکر سازی کی کھلی صنعت میں اتھنول کے امکانات

اتھنول کو خود بھی گاڑیوں کے ایندھن کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسے گیولین کے ساتھ ملا کر ایک آمیزہ ”گیسول“ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ فیول اتھنول جو سب سے عام آمیزہ ہے، 10 فیصد اتھنول اور 85 فیصد اتھنول اور گیولین کے آمیزے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اتھنول کے استعمال کا یہ عالم ہے کہ صرف امریکہ میں سالانہ ایک ارب گیلن اتھنول کو گیولین میں ملا یا جاتا ہے۔ چونکہ اتھنول کے سالموں میں آکسیجن ہوتی ہے، اس لیے فیول کو مکمل طور پر جلانے میں انجن کو مدد ملتی ہے، جس سے دھواں کم پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ اتھنول ششلی توانائی (solar power) استعمال کرنے والے پودوں سے بنایا جاتا ہے، اسے قابل تجدید ایندھن (renewable fuel) بھی سمجھا جاتا ہے۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران فیول اتھنول کے استعمال کے امکانات میں دنیا بھر میں اضافہ ہوا ہے۔ پہلے اس کی پیداوار اور استعمال چند ملکوں تک محدود تھا لیکن اب یہ دنیا بھر میں پھیل گیا ہے۔ ہمارے 2003ء کے سروے کے مطابق دنیا بھر میں اتھنول کی 61 فیصد پیداوار شکر کی فصلوں سے ہو رہی ہے خواہ یہ چندرو، گنا ہو یا یارب (مولاسز)، بقیہ پیداوار کا ذریعہ اناج بالخصوص کئی اور corn ہے۔

خام تیل کی قیمتیں دنیا بھر میں بڑھنے کے نتیجے میں اتھنول پر انحصار بھی بڑھ رہا ہے اور شکر پیدا کرنے والے بڑے بڑے ممالک برازیل، بھارت، چین اور تھائی لینڈ نے فیول اتھنول کے منصوبے شروع کر دیے ہیں۔ متبادل فیول اتھنول پروگرام میں سب سے آگے برازیل ہے جو شکر کی 45 فیصد فصلوں کو شکر کی پیداوار میں اور بقیہ 55 فیصد کو براہ راست گنے کے رس سے اتھنول بنانے میں استعمال کر رہا ہے۔ برازیل اپنی تقریباً 40 فیصد شکر برآمد کرتا ہے، چنانچہ اتھنول کی تیاری سے برازیل کی صنعت شکر سازی کو اپنی پیداوار ایڈجسٹ کرنے کے لیے اضافی پلک حاصل ہوتی ہے اور وہ عالمی منڈی میں شکر کی قیمتوں پر نظر رکھ کر اپنی شکر کی پیداوار گھٹا یا بڑھا سکتی ہے۔ برازیل اس ہدف پر کام کر رہا ہے کہ وہ 18 سال کے اندر اتھنول بنانے لگے گا کہ جو دنیا بھر میں استعمال ہونے والی 10 فیصد گیولین کا متبادل بن جائے۔ اس ہدف کو پورا کرنے کے لیے برازیل کو اتھنول کی موجودہ سالانہ پیداوار 17.3 ارب لٹر میں 12 گنا اضافہ کرنا ہوگا اور اس کے لیے اپنے جنگلات، محفوظ علاقوں یا غذائی کاشتکاری کی اراضی کو بھی برقرار رکھنا ہوگا۔

پائیدار ترقی کے نقطہ نظر سے نباتی ایندھن کی آمداد ہند پیداوار سے سنگین نوعیت کے مسائل نے جنم لیا۔ راب گنے کی کھل کاری سے حاصل ہونے والی ایک ذیلی پیداوار ہے، کئی، corn، چاول، لکڑی کے گودے وغیرہ سے بھی اتھنول بنایا جاسکتا ہے، اگرچہ گنے سے اتھنول کی تیاری خاصی سستی پڑتی ہے۔ چنانچہ دوسرے ملکوں کے برخلاف پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ اتھنول کی تیاری سے غذائی فصلوں کے متاثر ہونے یا جنگلات کے مٹنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ راب کو اتھنول میں منتقل کرنے کے جو امکانات پاکستان میں پائے جاتے ہیں انہیں پوری طرح استعمال میں اب تک نہیں لایا گیا ہے۔ تشویش صرف اس وقت سر ابھارے گی جب اتھنول کی تیاری بہت بڑے پیمانے پر شروع کر دی جائے اور اس کے لیے بڑی مقدار میں گنا درکار ہو۔ یہ بات معلوم ہے کہ گنے کی فصل کے لیے بہت سیانی درکار ہوتا ہے اور دیگر ملکوں کے مقابلے میں پاکستان میں گنے کی یافت خاصی کم ہے۔ صورتحال کو مزید بگاڑنے والی چیز یہ ہے کہ گنے کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تجربی اعداد و شمار سے ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کو صرف اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے گنا کاشت کرنا چاہیے، اسے گنے کی برآمدات کی طرف توجہ نہیں دینی چاہیے۔ اس صورتحال میں پاکستان ان امور پر توجہ دے سکتا ہے: (1) گنے کی یافت میں اضافہ کرے، اور (2) گنے کے ساتھ ساتھ چندرو کی کاشت بھی کرے کیونکہ چندرو کی فصل کو نہ صرف یہ کہ کم پانی کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اس کے راب کی اتھنول میں تبدیلی کی شرح بھی زیادہ ہے۔

حوالہ جات

Viewing biofuel (ethanol) prospects in Pakistan through a sustainable development prism, SDPI Research and News Bulletin, Vol. 14, No. 3, Jul-Sep 2007.

حالیہ عالمی، بالخصوص امریکہ میں، مالی بحران پاکستان میں بننے والی متعدد اشیا کی برآمدی طلب کے لیے نیک شگون نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اشیا ساز اداروں کی کارکردگی پر کارپوریٹ مارجن اور رقوم کے بہاؤ کے اثرات کا معاملہ ایسا ہے جسے احتیاط سے دیکھنا ہوگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ماضی قریب کے برعکس، شعبہ بینکاری سے قرضوں کا حصول نہ تو آسان ہوگا نہ سستا کیونکہ شرح سود بڑھ جائے گی اور غیر ادا شدہ قرضوں کے حجم میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔

چنانچہ ملکی اشیا کی مسابقت کو بہتر بنانا صنعتی پھیلاؤ کو یقینی بنانے میں اگرچہ بنیادی اہمیت کا حامل ہوگا، اس شعبے کی کارکردگی پر زری پالیسی اور عالمی اقتصادی منظر نامے کی سمت بھی نمایاں اثر ڈالے گی۔ صنعتی شعبے کو دراصل ضرورت بہتر انفراسٹرکچر، بہتر کارپوریٹ انتظام، ضابطہ ساز ادارے، اندرونی نظام میں موجود رکاوٹیں دور کرنے، کاروباری لاگت گھٹانے، مناسب نرخوں پر بجلی کی مسلسل فراہمی سمیت انفراسٹرکچر کی دستیابی وغیرہ کی ہے اور یہ امور ملک میں سرمایہ کاری کے فروغ کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

فہرست اصطلاحات (انگریزی حروف تہجی کے لحاظ سے)

aggregate demand	مجموعی طلب
anti-competitive market structures	منڈی کی غیر مسابقتی ساخت
apparel	ملبوسات
auto financing	کار مالکاری
balance of payments	ادائیگیوں کا توازن
benchmark	نشانہ
bio-fuels	حیاتی ایندھن
broad monetary aggregate	زیر وسیع کے مجموعے
capacity expansion programme	توسیع استعداد کا پروگرام
complementary industries	امدادی صنعتیں
consumer loans	صارفی قرضے
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
core inflation	قوزی گرانی
credit	قرضہ
crushing	کچل کاری
current account	جاری حسابات
current transfers	جاری منتقلیاں
deposits	امانتیں
depreciation	شکستگی تخفیف قدر
direct taxes	بلا واسطہ ٹیکس
dividend	منافع منقسمہ
domestic debt	ملکی قرضہ
economies of scale	کفایت حجم کی حامل صنعتیں
export refinance	برآمدی نو مالکاری

external balance	بیرونی توازن
financial account	مالی کھاتہ
fiscal	مالیاتی
Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act	مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ
fixed investment loans	معینہ سرمایہ کاری قرضے
floating debt	رواں قرضہ
food inflation	غذائی گرانی
foreign direct investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
futures	مستقبلات
global depository receipts (GDRs)	عالمی امانتی وصولیاں
headline inflation	عمومی گرانی
House Rent Index (HRI)	اشاریہ کرایہ مکان
inflation	گرانی
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
liabilities	واجبات
liquid reserves	سیال ذخائر
liquidity	سیالیت
livestock	گلابانی
low-income group	پست آمدنی گروپ
monetary aggregates	زری مجموعے
monetary tightening	زری سخت گیری
mortgage financing	رہن مالکاری
net budgetary borrowings	خالص میزانیہ قرض گیری
net domestic assets (NDA)	خالص ملکی اثاثے
net foreign assets (NFA)	خالص غیر ملکی اثاثے
net foreign investment	خالص غیر ملکی سرمایہ کاری
non-bank borrowings	غیر بینکی قرض گیری
non-bank financial institutions	غیر بینکی مالی ادارے
non-food inflation	غیر غذائی گرانی

non-food non-energy	غیر غذائی غیر توانائی
non-performing loans	غیر ادا شدہ قرضے
original equipment manufacturers (OEMs)	اصلی آلات ساز
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
real sector	حقیقی پیداوار کا شعبہ
refinance	نومال کاری
reinvested earning	نوسرمایہ کاری آمدنی
reserve money	زربنیاد
revenue	محاصل
revenue balance	وصولیاتی توازن
Sensitive Price Indicator	حساس قیمت اظہاریہ
services account	خدمات کا کھاتہ
sub-prime mortgage crisis	رہن منڈی کا بحران
subsidy	زرعانت
supply chains	رسدی کڑیاں
trade deficit	تجارتی خسارہ
trimmed mean	تراشیدہ اوسط
unfunded debt	غیر فنڈ قرضہ
value addition	اضافہ قدر
vertical integration	عمودی میزان
wholesale	تھوک
Wholesale Price Index	تھوک اشاریہ قیمت
workers' remittances	کارکنوں کی ترسیلات
yield	یافت
YoY	سال بسال

فہرست اصطلاحات (اردو حروف تہجی کے لحاظ سے)

balance of payments	ادائیگیوں کا توازن
House Rent Index (HRI)	اشاریہ کرایہ مکان
original equipment manufacturers (OEMs)	اصلی آلات ساز
value addition	اضافہ قدر
deposits	امانتیں
complementary industries	امدادی صنعتیں
foreign direct investment	براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
export refinance	برآمدی نو مالکاری
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی
direct taxes	بلا واسطہ ٹیکس
external balance	بیرونی توازن
low-income group	پست آمدنی گروپ
trade deficit	تجارتی خسارہ
trimmed mean	تراشیدہ اوسط
capacity expansion programme	توسیع استعداد کا پروگرام
Wholesale Price Index	تھوک اشاریہ قیمت
wholesale	تھوک
current account	جاری حسابات
current transfers	جاری منتقلیاں
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
Sensitive Price Indicator	حساس قیمت انظہاریہ
real sector	حقیقی پیداوار کا شعبہ
bio-fuels	حیاتی ایندھن
net foreign assets (NFA)	خالص غیر ملکی اثاثے

net foreign investment	خالص غیر ملکی سرمایہ کاری
net domestic assets (NDA)	خالص ملکی اثاثے
net budgetary borrowings	خالص میزانیہ قرض گیری
services account	خدمات کا کھاتہ
supply chains	رسدی کڑیاں
floating debt	رواں قرضہ
mortgage financing	رہن مالکاری
sub-prime mortgage crisis	رہن منڈی کا بحران
subsidy	زرعانت
monetary tightening	زری سخت گیری
monetary aggregates	زری مجموعے
reserve money	زربنیاد
broad monetary aggregate	زری وسیع کے مجموعے
YoY	سال بسال
liquidity	سیالیت
liquid reserves	سیال ذخائر
depreciation	شکستگی / تخفیف قدر
Consumer price index	صارف اشاریہ قیمت
consumer loans	صارفی قرضے
global depository receipts(GDRs)	عالمی امانتی وصولیاں
vertical integration	عمودی میزان
headline inflation	عمومی گرانی
food inflation	غذائی گرانی
non-performing loans	غیر ادا شدہ قرضے
non-bank borrowings	غیر بینکی قرض گیری
non-bank financial institutions	غیر بینکی مالی ادارے
non-food non-energy	غیر غذائی غیر توانائی
non-food inflation	غیر غذائی گرانی
unfunded debt	غیر فنڈ قرضہ

credit	قرضہ
core inflation	قوزی گرائی
auto financing	کار مالکاری
workers' remittances	کارکنوں کی ترسیلات
crushing	پچل کاری
economies of scale	کفایت حجم کی حامل صنعتیں
inflation	گرائی
livestock	گلہ بانی
financial account	مالی اکھاتہ
Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act	مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ
fiscal	مالیاتی
aggregate demand	مجموعی طلب
revenue	محاصل
futures	مستقبلات
fixed investment loans	معینہ سرمایہ کاری قرضے
apparel	ملبوسات
domestic debt	ملکی قرضہ
dividend	منافع منقسمہ
anti-competitive market structures	منڈی کی غیر مسابقتی ساخت
benchmark	نشانہ
reinvested earning	نوسرمایہ کاری آمدنی
refinance	نوامالکاری
liabilities	واجبات
revenue balance	وصولیاتی توازن
yield	یافت

سہ ماہی رپورٹ ٹیم

سربراہ

محمد منصور علی

محققین

mansoorali@sbp.org.pk

moinuddin@sbp.org.pk

sharif.muhammad@sbp.org.pk

asma.khalid@sbp.org.pk

shabbir.ahmad@sbp.org.pk

abdullah.tahir@sbp.org.pk

mian.farooq@sbp.org.pk

saghir.pervaiz@sbp.org.pk

muhammad.akmal@sbp.org.pk

muhammad.usman3@sbp.org.pk

sajid.ali@sbp.org.pk

faisal.mirza@sbp.org.pk

sadia.badar@sbp.org.pk

mohib.kamal@sbp.org.pk

fayyaz.hussain@sbp.org.pk

sabina.kazmi@sbp.org.pk

farrukh.mirza@sbp.org.pk

adila.firdous@sbp.org.pk

tasneem.alam@sbp.org.pk

muhammad.omer@sbp.org.pk

shazia.ghani@sbp.org.pk

معین الدین (سربراہ، حقیقی پیداوار کا شعبہ)

محمد شریف خواجہ (زراعت)

اسماء خالد (بڑے پیانے کی اشیا سازی)

شبیر احمد (بڑے پیانے کی اشیا سازی)

میاں عبداللہ طاہر (خدمات)

ڈاکٹر میاں فاروق حق (سربراہ، قیمتیں)

صغیر پرویز (قیمتیں)

محمد اکمل (قیمتیں)

محمد عثمان عباسی (قیمتیں)

سید ساجد علی (سربراہ، زراور پیکاری)

فیصل محمود مرزا (زری سروے)

سعدیہ بدر (نچی شعبے کے قرضے)

محبت کمال اعظمی (سربراہ، بیرونی شعبہ)

فیاض حسین (ادائیگیوں کا توازن)

سہیلہ خرم جعفری (تجارت)

فرخ مرزا (تجارت)

عادلہ ایاز (شرح مبادلہ اور ذخائر)

تسنیم عالم (سربراہ، مالیاتی شعبہ)

محمد عمر (مالیاتی صورتحال)

شازیہ غنی (مالیاتی صورتحال)

تدوین

اسماء خالد

سعدیہ بدر

محمد عثمان عباسی

میال عبداللہ طاہر

تحقیقی معاونین

باسط علی

عمران نوید خان

سید حسنا شاہ

نقی اکبر

محمد ادریس

توصیف حسین

asma.khalid@sbp.org.pk

sadia.badar@sbp.org.pk

muhammad.usman3@sbp.org.pk

abdullah.tahir@sbp.org.pk

basit.aly@sbp.org.pk

imran.naveed@sbp.org.pk

hasnat.syed@sbp.org.pk

naqi.akbar@sbp.org.pk

muhammad.idrees22@sbp.org.pk

tauseef.hussain@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

محمد فاروق عاربی

معاون مدیر ترجمہ

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد